سوانح
حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ

تالیف
محمد حسین صدیقی
استاذ حدیث جامعہ نوریہ

زمزم پبلشرز

سوانح

حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ

تالیف

محمد حسین صدیقی

استاد حدیث جامعہ بنوریہ

زمزم پبلشرز

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دینی کتب میں معمولی غلطی کا تصور نہیں کر سکتا۔ جہاں غلطی ہو گئی ہو، اس کی صحیح و اصلاح کو بھی اپنی اہم ذمہ داری سمجھا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی صحیح پر بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو ازراہ کرم ذیل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ اور آپ "تعاونوا علی البر والتقوی" کے مصداق بن جائیں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا جمیلا جزاہ

— منجانب —

احباب زمزم پبلشرز

کتاب کا نام ——— [illegible]

جملہ حقوق ——— [illegible]

اشاعت ——— [illegible]

کمپوزنگ ———

سرورق ——— [illegible]

سکین ——— [illegible]

ناشر ——— [illegible]

[illegible]

فون: 021-2700374 ، 021-2725673

فیکس: 021-2725673

ای میل: zamzam101@cyber.net.pk

ویب سائٹ: http://www.zamzampub.com

ملنے کے دیگر پتے

- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

ISLAMIC BOOK CENTRE

[illegible]

AL-FAROOQ INTERNATIONAL

[illegible]

فہرست مضامین

1. نتیجۂ فکر vi
2. تقریظ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر vii
3. کلمات تشکر حضرت مولانا سجاد حسن ix
4. تقریظ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری xi
5. تقریظ حضرت مولانا سمیع الحق حقانی xii
6. تقریظ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم xvii
7. پیش لفظ 1
8. حالات زندگی حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی کے اپنے قلم سے 4
9. مفتی اعظم پاکستان اور فقیہ العصر حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی 10
10. خاندانی حالات 11
11. تحصیل علوم 14
12. والد ماجد کا انتقال 15
13. شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان کا انتقال 16
14. مولوی عالم اور مولوی فاضل کا امتحان 16
15. اساتذہ 18
16. تحصیل علوم کے بعد 21

17. نکاح مسنون 21
18. درس وتدریس 22
19. میٹروپولیس ہائی اسکول میں تدریس 22
20. حضرت مفتی صاحب کی دینی عزت 22
21. مدرسہ امداد العلوم میں تدریس 23
22. ناسک داڑہ میں تدریس 25
23. مدرسہ عربیہ اسلامیہ تھوٹاؤن میں تدریس 27
24. حضرت مفتی صاحب کے علمی جامعیت 31
25. حضرت مفتی صاحب کی فقہ سے غیر معمولی دلچسپی 31
26. علامہ یوسف بنوریؒ کی نظر میں مفتی ولی حسن کی فقاہت 34
27. تاریخی فتویٰ اور حق کا واشگاف اعلان 41
28. حکومت کے جاری کردہ فتویٰ کا خلاصہ 41
29. وفاقی شرعی عدالت نے مفتی ولی حسن، مولانا ادریس میرٹھی اور
30. روزنامہ جنگ کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ خارج کردیا 51
31. مفتی ولی حسن کا تحریری بیان 53
32. انتظامات 54
33. مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کا قیام اور اس کی رکنیت 55
34. نگران تخصص فی الفقہ الاسلامی 59
35. دارالافتاء کی صدارت 60

36. حضرت مفتی ولی حسن کے فتاوی کی خصوصیت 61
37. غلطی ہونے پر فوراً رجوع کر لینا 62
38. مفتی اعظم پاکستان کا لقب 63
39. حضرت مفتی صاحب کا حدیث سے شغف 64
40. مفتی ولی حسن کا ترمذی شریف کا درس 65
41. بخاری شریف کا درس 68
42. حضرت مفتی صاحب کے حلقۂ درس کی خصوصیت 69
43. بیعت وخلافت 72
44. حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی سے بیعت 73
45. برکۃ العصر قطب العالم حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا سے بیعت اور خلافت .. 76
46. مجالس رشد وہدایت 79
47. وسعت مطالعہ 79
48. تلامذہ 80
49. سادگی حکام سے اجتناب 89
50. اخلاق سیرت وعادات 89
51. حضرت مفتی صاحب کا تبلیغی کام سے تعلق 92
52. مزید چند اکابرین علماء کے ارشادات تبلیغی کام کے بارے میں 93
53. فراغت کے بعد دعوت وتبلیغ میں مشغول ہونا چاہیے 94
54. حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی تبلیغ کے بارے میں رائے 97

55. سراپا شفقت ہی شفقت 99
56. زہد وقناعت اور استغناء نفیس 102
57. حضرت مفتی ولی حسنؒ علماء کی نظر میں 105
58. طیبہ مبارک 108
59. تصانیف 109
60. حضرت مفتی صاحب کی تصانیف کا مختصر تعارف 111
61. (۱) تذکرہ اولیائے پاک وہند 111
62. (۲) بیعت کی حقیقت 111
63. (۳) فتنہ منکرین حدیث 112
64. (۴) قربانی کے احکام ومسائل 113
65. (۵) عائلی قوانین شریعت کی روشنی میں 113
66. مفتی صاحب کے چند اہم مضامین 114
67. (۱) سلف کا خوف آخرت 114
68. (۲) روزہ قرآن کریم کی روشنی میں 124
69. تقاریر 132
70. حضرت مفتی ولی حسنؒ کے چند اہم بیانات 132
71. (۱) فتنہ انکار حدیث 138
72. (۲) ساؤتھ افریقہ میں حضرت مفتی صاحب کی ایک اہم تقریر 209
73. (۳) ختم بخاری شریف پر ایک اہم تقریر 220

74. والدہ محترمہ کے ساتھ حسن سلوک 242
75. آخری ایام 243
76. وفات 244
77. غسل اور کفن و تجہیز کا انتظام 244
78. غسل 245
79. نماز جنازہ 245
80. تدفین 246
81. انتقال کے بعد 251
82. پہلا خواب 251
83. دوسرا خواب 252
84. تیسرا خواب 252
85. اولاد 253
86. حضرت مفتی اعظم ولی حسن ٹونکی ایک نظر میں 254
87. مختصر خراج عقیدت 255

عکس تحریر حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکیؒ

ولادت ۱۹۲۳ء/ قرأت از ربیع ۱۳۹۵ھ، خلافت از حضرت شیخ الحدیثؒ، رمضان ۱۳۹۵ھ/ ۳ فروری ۱۹۹۵ء

محترم و مکرم زید عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، اللہ تعالیٰ آنمخدوم کو تادیر زندہ و سلامت رکھے، مولوی رشید احمد صاحب آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو رہے ہیں، مولانا موصوف نے شجاع آباد میں مدرسہ عربیہ نامہ شروع کیا ہے اور اب اس کا نام ایک ادارہ قائم کیا ہے، جو کامل دیانت، تندہی سے دینی خدمت انجام دے رہا ہے، ادارہ کو بھی مالی ضرورت ہے، مولانا رشید احمد صاحب کا بیان کسی سے تفاوت نہیں ہے، جناب والا ہر طرح سلسلہ ہی کسی صاحب خیر کو متوجہ فرمائیں تو کرم دوبالا ہوگا فقط

والسلام

ولی حسن ٹونکی عفر اللہ، مدرسہ عربیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نتیجہ فکر

تو بوحنیفہ مثال تھا مفتی ولی حسن
اکابرین کی مثال تھا۔ مفتی ولی حسن
تیری نظر نے فرقوں کو کر دیا تھا تاباں
وہ تجھ میں کیسا کمال تھا مفتی ولی حسن
کہاں ملے گا مجھے آپ جیسا فقیہ عصر
تو آپ اپنی مثال تھا مفتی ولی حسن
دیکھے ہیں دنیا نے لاکھوں عظیم لوگ
تو اعظم الکمال تھا کمال تھا مفتی ولی حسن
لوگوں کا حال کیا تھا جب چل بسے تھے آپ
زمانے کا وہ وصال تھا مفتی ولی حسن
لاکھوں تلامذہ ہیں دنیا میں تیرے آج
تو شیخ باکمال تھا مفتی ولی حسن
تاریخ دنیا پڑھے گی آپ کی تو یوں
بزرگ بے مثال تھا مفتی ولی حسن
تیری مدح میں کیا لکھے گا یہ حسین
تو کمال ہی کمال تھا مفتی ولی حسن

(محمد حسین صدیقی)

تقریظ

حضرت اقدس مولانا مفتی دل حسن خان

کے تقویٰ، طہارت اور پاکیزگی کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات تشکر

[illegible]

بن

[illegible]

[illegible]

تقریظ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا [illegible] حق نعمانی

از

[illegible] حق نعمانی

محمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد

[illegible]

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم

الامہ

[illegible]

حق گوئی

پیش لفظ

چراغ علم بجھا ہے یقین نہیں آتا
یہ سانحہ بھی ہو اب یقین نہیں آتا

شیخ الحدیث مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی عارفین کے کہکشاں میں کوکب تاباں کی حیثیت رکھتے ہیں شائستگی و سنجیدگی ان کا طرہ امتیاز تھا۔ سراپا وقار تھے حلم و بردباری اور درگزر ان کی شان تھی حضرت مفتی اعظم جامع الکمالات اور جامع الصفات شخصیت تھے وہ بیک وقت مفسر اعظم بھی تھے، مفتی اعظم بھی، محدث اعظم بھی مصلح بھی، صوفی بھی محقق و مؤرخ اور خطیب بھی تھے۔

ان سب سے بڑھ کر تقویٰ طہارت و محبت کا عملی نمونہ تھے غرض یہ کہ حضرت مفتی صاحب کے اوصاف حسنہ و اخلاق جمیلہ کا احصار مجموعہ کے جو بھی دین کے کام کرنے والے ہیں ان سب کے لئے ان حالات سے تقویت حاصل ہوتی رہے گی جیسے کہ علامہ ابن جوزیؒ اپنی کتاب صید الخاطر میں طلب دعاء کو مشورہ دیتے ہیں۔

"میں نے دیکھا کہ فقہ اور سماع حدیث میں انہماک و مشغولیت دل میں صلاحیت پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس کے ساتھ مواعظ واقعات اور سلف صالحین کے حالات کا مطالعہ بھی شامل کیا جائے۔ حرام و حلال کا علم دل میں رقت پیدا کرنے کے لئے کچھ زیادہ سودمند نہیں دلوں میں رقت پیدا ہوتی ہے احادیث و حکایات سے اور سلف صالحین کے حالات سے اس لئے ان قسم کی روایات کا جو

مقصود ہے وہ اس کو حاصل تھا۔ حکام پر اس کا عمل شکلی اور ظاہری نہ تھا بلکہ ان کو اس کا اصلی ذوق اور سب سے بڑھ کر حاصل تھا جو میں تم سے کہہ رہا ہوں وہ عملی تجربہ اور خود آزمائش کرنے کے بعد ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ عموماً محدثین طلبہ فن حدیث کی ساری توجہ اونچی مسند حدیث اور کثرت روایات کی طرف ہوتی ہے۔ اسی طرح عام فقہا کی تمام تر توجہ جذبات اور حریف کو زیر کرنے والے علم کی طرف ہوتی ہے کیا ان چیزوں کے ساتھ دل میں یہ گداز اور رقت پیدا ہو سکتی ہے؟ سلف کی ایک جماعت کسی نیک اور بزرگ شخص سے محض اس کے طور طریقہ کو دیکھنے کے لئے ملنے جاتی تھی۔ علم کے استفادہ کے لئے نہیں۔ اس لئے کہ یہ طور طریقہ اس کے علم کا اصل پھل تھا۔ اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لو۔ فقہ و حدیث کی تحصیل میں سلف صالحین اور زہاد امت کی سیرت کا مطالعہ ضرور شامل کرو تاکہ اس سے ہمارے دل میں رقت پیدا ہو جائے۔''[1]

بہرحال حضرت مفتی اعظم کے بارے میں یہ چند بے ترتیب اوراق جو بندہ نے سیاہ کئے ہیں اس کو حضرت مفتی صاحب کی حتمی سوانح عمری یا حیات وہی سمجھا جائے بلکہ حضرت کے سوانح کے لئے بہترین تالیف کا منتظر رہا جائے کہ جس طرح حضرت مفتی صاحب کی شخصیت جامع تھی یہاں کوئی سرکردہ کامل حضرت مفتی صاحب کے سوانح پر قلم اٹھائے اور ایک ایک وصف کو مکمل بیان کرے۔

آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ عمل شانہ حضرت مفتی صاحب کے حوالہ سے عامہ

---

(۱) ناصر حاضر

مسلمین کے ساتھ ساتھ طالبان علوم نبوت کے لئے رہنمائی کا سامان مہیا فرمادے اور بندے کی اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور نیک بندوں میں شامل فرمائے اور اس آیت کا مصداق بنادے۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِكَ وَخَیْرِ مَا اَلَتْ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَا وَشَرِّ مَا اَلَتْ لَهٗ

فقط

محمد حسین صدیقی

استاذ حدیث جامعہ بنوریہ

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

بمطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۳ء

نوٹ: برکت کے لئے ابتداء حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کے حالات کی ان ہی کی خودنوشت سے کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد تعمیلی حالات تحریر کئے گئے ہیں۔

برطانیہ میں مقیم حضرت شیخ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد یوسف متالہ دامت برکاتہم نے ارادہ کیا کہ حضرت شیخ کے خلفاء کرام کے حالات زندگی جمع کریں انھوں نے ایک سوالنامہ لکھ کر تمام حضرات کو بھیجا اور جواب لکھنے کی درخواست کی ہمارے شیخ حضرت مفتی ولی حسنؒ صاحب کو بھی یہ سوالنامہ بھیجا گیا آپ نے اس کا مختصر جواب نہایت سادگی کے ساتھ تحریر فرمایا اور یوں ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے ایک غیور اور پر نور ولی کے حالات زندگی بیان فرمائے بعد اس کے عنوانات اور سرخیاں مرتبین حضرات نے اپنے سوالات کی روشنی میں تحریر کی ہیں اور مضمون میں جہاں بھی "حضرت شیخ" کا لفظ ہے تو اس سے مراد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ ہیں

حالات زندگی حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی نوراللہ مرقدہ کے اپنے قلم سے

اسم گرامی: ولی حسن ٹونکی۔

پیدائش 1944ء ہجری یا دیس۔

تعلیم و تربیت: راقم کا خاندان علماء کا خاندان تھا مولانا محمود حسن خان، مولانا حمید حسن خان میرے والد مفتی انوار الحسن خان کے چچا تھے اول الذکر (محمود حسن) مصنفین کے مصنف اور ثانی الذکر دار العلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم اور شیخ الحدیث تھے ندوۃ

نے بہت سے قابل اور کر حضرات مولانا حیدر حسن خاں کے شاگرد تھے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے "پرانے چراغ" میں ان کا طویل تذکرہ کیا ہے میرے والد مفتی انوار الحسن اور ان کے والد مفتی محمد حسن خان عدالت شرعیہ ٹونک میں مفتی تھے بلکہ مفتی محمد حسن خاں، مولانا محمود حسن اور مولانا حیدر حسن خان کے استاد تھے۔ راقم نے ابتدائی کتب فارسی وغیرہ اسی طرح چھوٹی کتب عربی اپنے والد سے پڑھی تھیں، میرے والد کا انتقال اس وقت ہوا جب میری عمر گیارہ سال تھی۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا حیدر حسن خان رمضان المبارک کی تعطیلات میں ٹونک آئے اور تعزیت کے لئے میرے گھر آئے اور میری دادی صاحبہ سے (جو مولانا دوست محمد کابلی کی بیٹی تھیں مولانا دوست محمد بڑے عالم اور فاضل تھے۔ مرقع الخواطر نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ شاہ عالم علی صاحب سے انہوں نے حدیث پڑھی تھی) سے تعزیت کی اور مجھے دار العلوم ندوۃ میں لے جانے کی خواہش ظاہر کی میری دادی نے خوشی اجازت دے دی چنانچہ میں دار العلوم ندوۃ لکھنو چلا گیا اور چار سال رہ کر ندوۃ کا چار درجہ تک نصاب پڑھا اس درمیان میں مولانا حیدر حسن خاں سے خارج میں الفیہ ابن مالک کا کچھ حصہ اور منطق کے ایک دو رسالے پڑھے جب مولانا حیدر حسن خاں نماز ظہر سے پہلے تعلیل وضو فرماتے تھے پھر مولانا حیدر حسن خان ٹونک تشریف لے آئے ندوۃ کے بعض اساتذہ نے میرے وہیں رہنے کی سفارش کی لیکن مولانا نے یہ کہہ کر کہ اسے اپنے طرز کا عالم بنانا ہے سفارش قبول نہ کی چنانچہ میں بھی ٹونک آ گیا اور مولانا سے بے ترتیب کتابیں پڑھتا رہا، حماسہ بھی مولانا ہی سے پڑھا، ملا حسن، فلسفہ کا ایک آدھ رسالہ پڑھا یہاں تک کہ مولانا کا ٹونک ہی مرض فالج انتقال ہو گیا۔ پھر عدالت شرعیہ

لوتیف میں کئی سال تک ملازمت کر لی اس عرصہ میں مولوی ، آباد مولوی عالم پنجاب اور مولوی فاضل پنجاب کے امتحانات دیئے دورہ حدیث اور کتابیں پڑھنے کا شوق تھا آخر کار ملازمت چھوڑ کر رخت سفر باندھا اور مولانا حیدر حسن خاں "مظاہر علوم" کی تعریف کرتے تھے اس لئے مظاہر علوم چلا گیا، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز اس زمانہ میں جواں تھے ان کی زیارت ہوئی حضرت شیخ کو بخاری شریف کا پارہ لئے ہوئے اور تلاوت قرآن کرتے ہوئے راستہ میں چلتے ہوئے کئی بار دیکھا۔ دارالعلوم دیوبند چلا گیا، موقوف علیہ اور دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند میں کیا حضرت مدنی قدس سرہ العزیز سے صحیح بخاری اور جامع ترمذی پڑھی، ٹونک کے ایک قصبہ "چھبڑہ گوگور" میں مفتی اور قاضی ہو گیا، عدالت شرعیہ کو 16 قسم کے مقدمات کو فیصل کرنے کا حق تھا تا آنکہ ملک تقسیم ہو گیا ہندو راج قائم ہو گیا، میرے خلاف ایک مقدمہ دورج کرایا گیا بڑی طویل داستان ہے ترک کرنا ہی مناسب ہے۔

مدرسی و افتاء۔ پاکستان آنے کے بعد دارالعلوم اسلامیہ جس کا سابق نام مدرسہ عربیہ اسلامیہ تھا آ گیا، یہاں مختلف کتابیں پڑھائیں اب صحیح بخاری جامع ترمذی باوجود نابینائی کے پڑھا رہا ہوں اور افتاء کا بھی کچھ کام لیتا ہوں التخصص فی الفقہ الاسلامی کا بھی مشرف ہوں۔

فتنہ انکار حدیث فتنہ انکار حدیث کو سب سے بڑا فتنہ سمجھتا ہوں اور کچھ رسالے بھی اس سلسلہ میں تصنیف کئے جو چھپ چکے ہیں۔ عائلی قوانین کے خلاف بڑا مبسوط مقالہ لکھا جو عائلی قوانین شریعت کی روشنی میں اس شاہ بند شائع ہوا تھا۔

بیعت حضرت مولانا حافظ اللہ یاسینوی سے پہلے بیعت ہوئی مرحوم حضرت کی خدمت

میں حاضر بھی ہوا، یہاں تک کہ حضرت کا انتقال ہوگیا، حضرت شیخ الحدیث قدس اللہ سرہ العزیز سے بیعت کا اشتیاق تھا کیونکہ میں حضرت کو دارالعلوم دیوبند اور "مظاہر علوم" کے اکابر کی نسبتوں کا مجموعہ سمجھتا تھا اس لئے کئی مسجد میں جبکہ حضرت شیخ الحدیث تشریف رائے تھے بیعت کی درخواست کی بیعت تو کرلیا لیکن ڈانٹ بھی پڑی کہ علیحدہ کیوں بیعت ہو رہے ہو پورے مجمع کے ساتھ بیعت کیوں نہیں ہوئے، تسبیحات پڑھنے کو بتائیں اور فرمایا کہ مجھے بھی حضرت مولانا خلیل احمدؒ نے تصوف و تدریس میں مشغولیت کی بنا پر یہی ذکر تلقین فرمایا تھا اور پھر حضرت جب افریقہ تشریف لے گئے اور اسٹیفکر میں اعتکاف فرمایا تو بندہ بھی حاضر ہوا، پہلے تو حضرت نے اعتکاف کی سنت میں غالباً ایک صاحب کو مقرر فرمایا کہ میرے متعلق معلومات رکھیں، یعنی میں زیادہ باتیں تو نہیں کرتا وغیرہ، وغیرہ ایک روز غالباً عشرہ اخیر میں حضرت نے یاد فرمایا اور اس سے پہلے فرما چکے تھے کہ تم بلا کھٹکے میرے پاس آسکتے ہو لیکن میں ڈر کی وجہ سے جرأت نہیں کرتا تھا۔

اجازت وخلافت عشرہ اخیر میں حضرت نے یاد فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں تم کو اجازت دیتا ہوں جیسے مجھے بڑوں نے اجازت دی ہے۔ راقم نے عرض کیا کہ میں تو بالکل نااہل ہوں، فرمایا ایسے ہی نااہل اہل ہوں گے ہیں ولکن میں نے اس سے خود کو اہل نہیں سمجھا بلکہ نااہل سمجھنے لگا اور حضرت کے لوگوں میں سب سے زیادہ گندہ، بدبخت نااہل سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ قبر، آخرت میں لاج رکھے اور شرمندگی نہ ہو۔

خط وکتابت: بیعت اور اجازت سے پہلے حضرت سے کچھ خط وکتابت ہوئی تھی اور معمولی طالب علمانہ استفسارات بھی کئے تھے اب وہ یاد بھی نہیں آرہے ہیں حضرت

صوفی محمد تبسم رید امجد ہم نے ایک بار فرمایا کہ حضرت نے ہمارے خط مجھے دے دیئے تھے ایک دو نامہ میں حضرت نے اصلاح بھی لگائی تھی میں نے جب اپنی واجدہ ماجدہ کے انتقال کی اطلاع دی اور تحریر میں ہجری تاریخ کی بجائے عیسوی تاریخ تحریر کی تو حضرت نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔

حضرت قدس سرہ کا آخری ذاتی وخواہش حضرت رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کا جو آخری حج جس کی چند جھلکیاں راقم نے افریقہ کے سفر میں دیکھیں تو یہ محسوس کیا کہ حضرت تو ذکر سے بہت شغف تھا جس طرح حضرت گنگوہی نے تدریس، طبابت تصنیف وتالیف سب مراحل طے کرنے کے بعد ذکر پر بہت زور دینے لگے تھے، اسی طرح ہمارے حضرت کا آخری حال ذکر تھا حضرت چاہتے تھے کہ ذکر کی تی خانقاہیں آباد ہو جائیں کیونکہ پچھلی خانقاہیں ختم ہو چکی ہیں اور اس کی وجہ میری ناقص اور جاہلانہ رائے میں یہ ہے کہ آج کل قیامت کا دور ہے، دجال کا دور ہے اب صرف ذکر جو روح عالم ہے کی وجہ سے نجات ہو سکتی اور اب صرف دل والا اسلام ہی چلے گا، دماغ والا اسلام نہیں چلے گا

تربیت کے چند واقعات تربیت کے سلسلہ میں حضرت کے کئی فرمودات پہلے یاد تھے اب کچھ یاد نہیں ہے ایک بات یاد آرہی ہے ایک بار میں نے عرض کیا کہ ذکر چھوٹ گیا ہے اور درمیان میں کافی عرصہ گزر گیا حضرت نے تحریر فرمایا جب اس طرح ذکر چھوٹ جایا کرے تو غسل کر کے عطر وغیرہ لگا کر دو رکعت توبہ کی نیت سے پڑھ کر ذکر شروع کر دو وساوس کی شکایت تحریر کی تو فرمایا اس کا علاج بھی کثرت ذکر ہے اور وساوس کا علاج اس کی طرف توجہ نہ کرنا ہے۔

عادت و عبادت کے موقعہ پر مختلف مطالع کے رمضان اور عید کے متعلق مسئلہ دریافت فرمایا تھا اور پھر اس کی تحقیق کر دی تھی۔ حضرت کی عادت سے پہلے بندہ تقریر کرتا تھا تقریر وغیرہ نہیں کرتا تھا اجتماع میں قیام کے موقع پر ایک جمعہ کو دریافت فرمایا کہ تقریر کر سکتے ہو حقر نے انکار کیا لیکن حضرت کے فیض سے ٹوٹی پھوٹی زبان چلنے لگی اور تقریر کرنے لگا۔

تبلیغ کے کام کی اہمیت تبلیغ کے سلسلہ میں حضرت کی ہدایت یاد ہے اور اسی پر کاربند ہوں کہ اگر موقعہ ہو تو تبلیغ میں حصہ لو اگر موقع نہ ہو تو فکر مت کرو یہ بھی نہیں کر سکتے ہو تو تبلیغ کے متعلق اچھے خیالات رکھو اور مخالفت کا لفظ نہ کرو۔

متفرقات حضرتؒ سے تعلق کے بعد یہ خیال راسخ ہو گیا کہ پرانا درس نظامی کا نصاب (کیونکہ اس کی کتابیں مخدوم ہیں) ہی کامیابی کا ضامن ہے جدید نصاب سے ذہن بالکل یکسو ہو گیا ہے۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ انکار حدیث کے فتنے کے خلاف کام کرنے کا ایک بار حکم فرمایا تھا وہ بھی قلب میں راسخ ہو گیا ہے۔ حضرت کا حدیث نبوی ﷺ سے عشق اور اس پر عمل اور چھوٹی چھوٹی سنت پر عمل پیرا ہونا یاد رہ گیا بس

فقط

ولی حسن ٹونکی

مفتی اعظم پاکستان اور فقیہ العصر
حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ

نام: ولی حسن خاں لقب: مفتی اعظم پاکستان اور فقیہ العصر۔

والد کا نام: مولانا مفتی انوار الحسن خاں۔

ولادت ۱۳۴۳ھ بمقام ٹونک (انڈیا)

نسب نامہ

آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے: مفتی ولی حسن ابن مولانا مفتی انوار الحسن خان

---

(۱) ٹونک ہندوستان کی ایک ریاست تھی جس کے والی امیر الدولہ امیر الملک نواب محمد علی خان بہادر شمشیر جنگ تھے جنہوں نے ۱۸۳۴ء سے ۱۸۶۴ء تک حکومت کی۔ ان کے بعد ریاست کے آخری حکمران نواب محمد سعادت علی خان تھے جنہوں نے ۱۹۰۱ء سے ۱۹۴۷ء تک حکومت کی۔ ان کے بعد یکم مئی ۱۹۴۸ء میں یہ ریاست ختم ہوئی اور جب کیا گیا۔ یا ریاستوں پر مشتمل "ہندستان یونین" وجود میں آیا تو محمد سعادت علی خان نے یہ ریاست اس میں ضم کر دی تھی۔ پھر ٹونک کو ایک ضلع کی حیثیت سے برقرار رکھا گیا۔

(۲) مفتی انوار الحسن خان کے مختصر حالات

والد کا نام: مفتی محمد حسن خان۔ ریاست ٹونک کے مفتی تھے۔ مفتی ولی حسن نے بچپن کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی۔ پھر دوسری صدی کے آخر سے عشرہ ثالثہ میں ٹونک میں پیدا ہوئے اور ٹونک میں ہی تعلیم حاصل کی۔ [illegible] ریاست ٹونک میں مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے [illegible] عہدے پر

[illegible] عمر کے چھٹے عشرہ میں ٹونک میں ہی انتقال ہوا

(تذکرہ علماء ٹونک صفحہ ۲۰۰ از محمد [illegible] خان)

ابن مولانا مفتی محمد حسن خان ، ابن مولانا مفتی دلمحسن خان آپ ٹونک کے
[illegible] قبیلے کے اصل رہنے والے نہیں تھے۔ جنکہ بنام ضلع ہزارہ صوبہ سرحد کے رہنے
والے تھے اور آپ کا تعلق یوسف زئی قبیلہ سے تھا آپ کے پردادا محمد حسن خان نے
پہلے بخارا کی ہجرت کی اور پھر مونگ کے نواب وزیر الدولہ نجیب آباد کسی کام سے وہاں
گئے تو آپ کے پردادا محمد حسن خان کے علم و معرفت سے متاثر ہو کر ٹونک آنے کی
دعوت دی جس کو انھوں نے قبول فرمالیا اور پھر ٹونک کی طرف ہجرت فرما گئے۔ پھر
ٹونک میں آپ کے خاندان کی علمی خدمات کی بناء پر ہمیشہ مفتی ٹونک کا عہدہ آپ کے
خاندان کے پاس ہی رہا۔

خاندانی حالات

آپ کے والد ماجد، پردادا سب ہی اپنے دور کے نامور علماء مفتی اور عدالت
شرعیہ ٹونک کے قاضی تھے۔ آپ کے اندر بھی ان سب کے پاکیزہ آثار پائے جاتے
تھے ایسا کیوں نہ ہوتا آپ تو ان سب کے وارث تھے۔ بقول شاعر

---

(۲) مفتی محمد حسن خاں ٹونکی

[illegible] آپ سید زادے تھے۔ مفتی محمد حسن مولانا محمود حسن خاں صاحب کے مصنفین سے بڑے بھائی تھے
[illegible] تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں ٹونک میں پیدا ہوئے بہت سے علماء سے علم حاصل کیا
[illegible] میں شیخ حسین عرب بھی تھے
[illegible] پڑھنا شروع کیا وہیں عدالت شرعیہ ٹونک سے منسلک ہوئے اور پھر وہاں سے منتقل ہو کر
[illegible] ہجرت صدر ٹونک میں تشریف لے گئے
[illegible] ٹونک میں ہی آپ کا انتقال ہوا۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو

آپ کا تمام خاندان علم کا آفتاب و مہتاب تھا مگر خاص آپ کے خاندان کے
دو نامور علماء ان میں مولانا محمد حسن خان ٹونکی اور دوسرے مصنف ہٰذا مصنفین حضرت
مولانا حمید حسن خان ٹونکی (یہ حضرت مفتی صاحب کے والد کے چچا ہیں) ان
دونوں کی تعلیم میں مشغول ہے۔

---

(۲) مولانا حمید حسن خان ٹونکی کے مختصر حالات

آپ کے والد مولانا حمید حسن خان ٹونکی ۱۲۸۸ھ میں ٹونک میں پیدا ہوئے۔
والد کا نام عاشر حسن خان تھا۔

تعلیم ابتدائی تعلیم اپنے چچا مفتی محمد حسن خان اور دوسرے بھائی (مصنف ہٰذا مصنفین) مولانا
محمد حسن خان اور مولانا محمد [illegible] سے پائی اور پھر [illegible] سے درسی کتابیں
[illegible] میں مولانا [illegible] سے [illegible] اپنے [illegible] پائیں۔ تمام
[illegible] حدیث [illegible] علم [illegible] طبی [illegible] میں خوب مہارت
حاصل کی۔ مولانا حمید حسن خان [illegible] کے بعد [illegible] ٹونک [illegible] کے لئے تو
[illegible] مولانا [illegible] سے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] ایک [illegible]
[illegible] حدیث [illegible] علماء [illegible] وقت [illegible] کرنے کی [illegible]

[illegible] مولانا [illegible] میں [illegible] مولانا [illegible] حسین [illegible] حسن
[illegible] حاصل کی۔ مولانا حمید حسن [illegible] سے [illegible] میں [illegible]

بیعت و خلافت جب آپ سے [illegible] میں [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] بیعت ہوئے [illegible] سے [illegible] کی [illegible]

حاشیہ

مدرسہ میں داخلہ دست علم حسین طرے بعد تو تک گئے اور تو تک کو ہی اپنے درس و تدریس کا مرکز بنایا۔ ۱۹۳۷ء میں دار العلوم دیوبند کے شیخ محمد عرب استاد حدیث سے استعفیٰ دے دیا تو پھر تو لوگوں کی نظر شیخ حدیث کے لئے مولانا حسین جان کی طرف گئی اور شیخ حدیث کا عہدہ قبول کرنے پر اصرار کیا گیا مگر اس عہدے کو مولانا حیدر جان نے قبول نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ بعض مسائل تھے جن میں ان کے صاحبزادے عبدالرحیم جان کا اختلاف بھی تھا جس کی وجہ سے چند ماہ بعد یعنی ۱۳۵۹ھ اگست ۱۹۴۰ء میں مدرسہ دار العلوم دیوبند میں بخاری شریف لے آئے اور پھر ۱۳۵۹ھ سے ۱۳۶۱ھ تک مدرسہ کی نظامت بھی فرمائی جب کہ علم مدرسہ حضرت العلی صاحب تو تک چلے گئے تھے۔

علمی و اشاعتی خدمات اس عہد میں علی میاں فرماتے ہیں، مولانا کو پڑھانے کے سوا دنیا میں کسی کام سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ سیاست سے کوسوں سے تو بالکل نابلد بلکہ متوحش تھے۔ شبانہ روز کل کا کام یہاں کر رہے تھے۔ کوئی جلسہ علم کوئی بات سننا سے تو ان جلسے مدرسین کا جلسوں میں جانا اور تقریریں کرنا ان کو ناپسند تھا۔

وہ سب اشتیاق جلد علم سے آستانہ پر آتے تھے کسی مسئلہ میں دلیل کا معلوم ہو جانا یا کسی کی مدد کرنا یا کسی سے بڑھ کر کتابی۔ کوئی قلمی کتاب مل جانا یہ تھا جس میں سے کسی کی کتاب چھپ رہی ہے تو پھر ان کے مرد اور محبت کا ٹھکانا نہ تھا۔

مدرسہ تقریباً صبح کی سے مولانا کا درس شروع ہو جاتا۔ سبق پڑھانا، اس میں حدیث اور مختلف فیہ مسائل کی تشریح کرنے میں ہی ہوتیں۔ طلباء کو حکم فرماتے کہ فلاں کتاب سے فلاں جگہ سے مطالعہ کر کے آؤ ایک حدیث یا ایک مسئلہ کے لئے دن دن کی تیاریاں کر لیتے۔ اس کرنے والے طلباء سے بہت محبت فرماتے۔ درس حدیث کا انداز بھی نرالا تھا۔ شیخ حسین کے درس کا عکس تھا۔ کبھی بھار سے بہت تعلق رکھتے تھے۔ ان تیاریوں سے خوب مستفید فرماتے۔

حلقہ میں کی تیاریوں کے تو سے جس میں اساطین علماء و علامہ علی و مدرسین تشریف فرما ہوتے تھے۔ ان امام شامل ہیں۔ بڑا شریف کی کرامت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حالت یا بیداری میں تو فرماتے کہ بھی کبھی کسی حدیث کے بارے میں شرح صدر ہوتا ہے تو خواب میں آپ سے بھی اس کی

تحصیل علوم

فقیہ العصر حضرت مفتی ولی حسن کے آثار زندگی ہی سے وہ آثار نمایاں تھے جو ان کے علم و فضل کا پتہ دے رہے تھے ذہانت، ذکاوت، قوت فکر، قدرت نے آپ کو یہ معمولی عطا فرمایا تھا

چنانچہ آپ نے کم عمری ہی میں ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد مفتی انوار الحسن خان سے پڑھیں۔

والد ماجد کا انتقال:

ابھی آپ گیارہ سال کی عمر کے ہی تھے کہ والد ماجد مفتی انوار الحسن کا بھی انتقال ہو گیا۔

والد کے چچا شیخ الحدیث ندوۃ العلماء حضرت مولانا حیدر حسن خاں ٹونکی نے آپ

ہو جاتا ہے

سادگی علی میاں فرماتے ہیں کہ مولانا ہی سب سے نمایاں صفت ان کی سادگی تھی علماء کے ساتھ شفقت اور مساوات بھی اپنی اولاد اور طلباء میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔ نیک ہونہار اور دین طلباء کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ ترجیح دیتے تھے۔

ٹونک کی طرف واپسی بعض ناگزیر حالات کی بناء پر مولانا حیدر حسن ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ کو ندوۃ العلوم کو چھوڑ کر واپس ٹونک چلے گئے اور پھر وہاں دار العلوم قدیر میں تدریس کا کام شروع کر دیا۔

وفات

فانی حیات نے تھا ساتھ جب چھوڑا ہنسی خوشی چلے باقی حیات نے آ کے ملا لی خوشی چلے

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۵۳ء بروز پیر بیماری سے لڑتے ہوئے ٹونک کے مشہور قبرستان موتی باغ میں مدفون ہوئے۔

ی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری قبول کی اور پھر اپنے ساتھ سن ۱۹۳۶ء میں ندوۃ العلماء
میں لے گئے۔ چار سال کے عرصہ میں درسی کتابوں کے علاوہ غیر درسی کتابیں بھی
پڑھیں۔ اور پھر جب حضرت مولانا حیدر حسن خان نے ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ میں مدرسہ
ندوۃ العلماء کو چھوڑ کر اپنے وطن مالوف ٹونک میں مستقل قیام کا ارادہ فرمایا تو دارالعلوم
ندوۃ العلماء کے اساتذہ نے بہت اصرار کیا کہ اس لڑکے (ولی حسن) کو مدرسہ ندوۃ
العلماء میں ہی رہنے دیا جائے ہم علیحدہ اس کی تعلیم کا اہتمام کریں گے مگر مولانا حیدر
حسن خاں سے کسی کی بات نہ مانی اور اپنے ساتھ ٹونک لے آئے جیسے وقت مولانا
حیدر حسنؒ نے فرمایا کہ میں تو اس کو پرانے طرز کا عالم بنانا چاہتا ہوں۔

---

(۱) مختصر تاریخ ندوۃ العلماء

شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان کا انتقال

۱۶ جون ۱۹۴۰ء مطابق جمادی الاخری ۱۳۵۹ھ شیخ الحدیث حضرت مولانا حیدر حسن خان صاحب کا انتقال ہو گیا اس کا حضرت ملتی دی حسن صاحب پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کا تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا

اور پھر آپ نے عدالت شریعہ ٹونک میں ملازمت اختیار کر لی

مولوی عالم اور مولوی فاضل کا امتحان

جس زمانے میں آپ عدالت شریعہ ٹونک میں ملازم تھے تو آپ نے "مولوی عالم" اور "مولوی فاضل" کے بھی امتحانات دیے جس میں اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔

مگر آپ کے دل میں جو ایک خصوص علم کی آگ لگی تھی وہ برابر جلی رہی اور دل کی خلش بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ آپ نے فیصلہ کیا کہ اب دوبارہ خصوص علم کے لئے کوشش کرنی ہے پھر یہی جذبہ آپ کو مظاہر علوم سہارن پور لے گیا اور پھر وہاں پر دو سال تعلیم حاصل کی اسی عرصہ میں آپ نے مختصر معانی، ہدایہ آخرین پڑھیں اور پھر آخر میں دار العلوم دیوبند (۱) میں دخلہ لیا اور پھر دار العلوم دیوبند میں جا کر جو تشنگی آپ

---

(۱) مختصر تاریخ دار العلوم دیوبند

تیرہویں صدی کے برآشوب ایام میں جب مغلیہ سلطنت کا خطہ تاج بھی گل ہو گیا، برصغیر کی وسیع مقل گاہ کا حلقہ پیش رہنے لگا اور مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جانے لگا، ان نازک وقت میں دار العلوم دیوبند وجود میں آیا۔

تاریخ کے طلبہ جانتے ہیں کہ اس سے حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی، مجتہد العصر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ کے والد بزرگوار نے ایک وقت میں اسلام اور مسلمانوں

محسوس کر رہے تھے اس کی بیرائی کی۔ مدرسہ دارالعلوم دیوبند جہاں پر اس وقت بیس یکہ روزگار اساتذہ موجود تھے، ان سے خصوصی علوم فرمایا وہاں پر دو سال رہے اور درجہ سادسہ اور دورۂ حدیث کی کتب وہاں پر پڑھیں۔

ن بلادی ویب نگی صور ... ہے وہ یہ کہ مدرسہ کھول کر بلا ... دی جائے

۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء میں جب کہ لاہور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بھوپال والی مسجد میں تشریف لے گئے تو پہلے ایک استاد (مولوی باقی) اور دو اسٹوڈنٹ (محمود اور ذوالفقار) تھے۔ مدرسہ کا نقشہ ذہن میں چنانچہ بلکہ ... العلوم نے تعلیم و تربیت کے ذریعہ مسلمانوں میں علمی امنگ کا کام انجام ... اور فرقہ گمراہوں کے مقابلہ کے لیے علماء پیدا کیے جنہوں نے میدان میں انگریزوں ... کی آج برصغیر میں ان کی تربیت پر دنیا میں جہاں پر بھی مدارس میں وہ سب دارالعلوم دیوبند کی ... کی شاخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے اور بدنظر سے محفوظ فرمائے۔

(... دارالعلوم دیوبند قائم ہے وہاں پر بند ... میں کوٹیاں پڑی ہوئی تھیں اس جگہ پر ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء کو مدرسہ قائم کیا گیا بتاتے ہیں کہ جب سید محمد شہید قدس سرہ کا گزر اس جگہ سے ہوا تو فرمایا کہ اس جگہ سے مجھ کو علم کی بو آتی ہے۔ اسی طرح سے حضرت مولانا قاسمی محمد اسمٰعیل محدث کاندھلوی اللہ ... صاحب کشف بزرگ گزرے ہیں جن کا ... تقویٰ شروع ... فرماتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند ... مظاہر العلوم ... پر یہ حاصل الہامات کے شمار سے قائم ہوئے ہیں

اسی طرح سے جب دارالعلوم دیوبند کا قیام وجود میں آگیا تو حاجی شیخ الدین صاحب نے کہ مظفر نگر ... اللہ مہاجر مکی سے عرض کیا کہ ہم نے دیوبند میں مدرسہ قائم کیا ہے دعا فرمادیں ان پر حاجی ... اللہ مہاجر مکی نے ارشاد فرمایا

سبحان اللہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے یہ نہیں کہ تقی پیشانیاں ... حالت سجدہ میں سر بسجود ہو کر گڑگڑاتی رہیں کہ خداوند ہمارے ... کی بقاء اسلام اور محفظ ... اسلام کا ذریعہ بنادے ... یہ سب ان کی محنت کا ثمرہ ہے "

اساتذہ

آپ نے اساتذہ جن سے آپ نے دورہ حدیث کی کتابیں پڑھیں ان کے نام گرامی یہ ہیں

جانشین شیخ الہند حافظ حدیث حضرت مولانا حسین احمد مدنی سے آپ سب

---

(۱) مولانا حسین احمد مدنی کے مختصر حالات

[illegible] کے [illegible] میں کیسے کیسے [illegible] کھائی [illegible] سے

ولادت ۹ شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء کو گھر موضع ٹانڈہ ضلع فیض آباد (اندیا) میں ہوئی۔ آپ کا نام چراغ محمد تجویز ہوا۔

والد کا نام سید حبیب اللہ سید بیگ تھا

علیم قد، سیاہ رنگ، سانولا، بڑی بڑی آنکھیں، گھنی مونچھیں، پیشانی پر سجدے کا نشان یہ اختصار سب کچھ تھا۔

تعلیم ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے پائی۔ والد صاحب [illegible] بھی بڑی قدر کی نظر سے دیکھتے تھے [illegible] کیف حال مالی تھا [illegible] ۱۳۰۹ھ میں [illegible] سال کی عمر میں [illegible] تعلیم [illegible] کے لئے آپ کو دیوبند بھیج دیا گیا۔ وہاں شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی نگرانی میں آپ نے [illegible] کی [illegible] تک [illegible] سال میں پڑھیں۔ شیخ الہند سے دورہ حدیث کی کتابیں پڑھیں۔

بیعت و خلافت آپ نے ۱۳۱۶ھ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت ہوئے اور پھر حضرت رشید احمد گنگوہی نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

حج و مقدس ۱۳۱۶ھ میں [illegible] کے [illegible] ہوئے تو اپنے والد کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور پھر مدینہ منورہ میں ہی درس حدیث شروع کیا جس کے بارے میں حضرت خود بھی فرماتے ہیں۔

مولانا حسین احمد کا درس حدیث میں [illegible] بہت [illegible] پر ہے حضرت [illegible] کا وہ طریقہ ہے [illegible] علماء تو [illegible] کسی [illegible] علماء کو [illegible] نہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

مدینہ منورہ میں [illegible] مرتبہ [illegible]

[illegible] سے [illegible] کا [illegible] تقریباً [illegible] ھ

[illegible] کا قیام ۱۳۲۰ھ تا ۱۳۲۲ھ

[illegible] سال کا قیام ۱۳۲۳ھ تا ۱۳۲۵ھ

[illegible] سال کا قیام ۱۳۲۶ھ تا ۱۳۲۹ھ

[illegible] ساتھ مالٹا جیل میں ۳ سال سات ماہ قید رہے

[illegible] شاہ تنویر مفتی عزیز الرحمن، علامہ شبیر احمد عثمانی وغیرہ انجیل تشریف لے گئے تو حضرت [illegible] سے دارالعلوم دیوبند تشریف لانے کی درخواست کی گئی جس کو حضرت مدنی نے ۱۹۲۸ء میں قبول فرمایا بقول شاعر ؎

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۔ النور حیات۔ (۲) شہاب ثاقب علی المشرق الکاذبہ۔ (۳) معارف مدینہ [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible] (۷) کمل وعقیدہ۔ (۸) خطبہ قومیہ۔ (۸) تقریرات [illegible] (۱۰) [illegible] کے مکاتیب کا مجموعہ ہے۔)

وفات: ضعف بڑھاپے ۱۹۵۵ء حدود دل سے سانس کی تکلیف شروع ہوئی بخاروں کا تار خ بھی شروع ہو گیا [illegible] سیل وغیرہ کا معمول برقرار رہا

۱۳۷۶ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۵۶ء کو بخاری شریف کا آخری درس دیا۔ بقول شاعر ؎

[illegible]	[illegible]

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۵۶ء کو عصر سے پہلے دل خالی دیا کو چھوڑ کر اپنے آقا حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حکم المنیۃ فی البریۃ جار

ما لھذہ الدنیا یدار قرار

[illegible] کا تاثرات پر [illegible] کا [illegible] ہے۔ حقیقت میں بدیہ [illegible] کی جگہ نہیں ہے۔

سے زیادہ متاثر ہوئے جن سے آپ نے بخاری اور ترمذی پڑھی اور شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی سے علم وفی شریف مولانا عبدالحق شیخ الحدیث دارالعلوم

---

(۱) شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی کے مختصر حالات

نام محمد اعزاز علی۔ لقب اعزاز تخلص۔

آبائی وطن سراوہ ضلع سہارنپور کے مضافات میں ایک قصبہ سرونے کا ہے اس سے تعلق رکھتے تھے۔ والد صاحب کا اسم گرامی آپ کی ولادت سے پہلے ہی ۱۳۰۰ھ میں سفر حج کی تیاری کے قریب ہوا تھا۔ تعلیم و تحصیل علوم قرآن کی تعلیم آپ نے قطب الدین اور حافظ شرف الدین سے حاصل کی ہے۔ اردو فارسی کی تعلیم اپنے والد ماجد سے اور مدرسہ عربی کشن گنج میں حاصل کی اور پھر شاہجہانپور کی مشہور درسگاہ جامع العلوم میں تشریف لے گئے اور وہاں کچھ پڑھیں اور پھر عاشق الٰہی میرٹھی کے اصرار پر میرٹھ میں مدرسہ قومی جامع مسجد میں تکمیل کی اس تکمیل کرنے کے بعد دوبارہ دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث پڑھا شیخ الہند سے بخاری، ترمذی اور ابوداؤد پڑھیں۔ مفتی عزیز الرحمن سے فتویٰ نویسی کا کام سیکھا۔ صرف کی کتب مولانا حسین الدین سے پڑھیں

بھاگلپور میں تدریس دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے مقام حضرت شیخ الہند سے مدرسہ فیض عام کلکتہ میں مدرس کا حکم دیا تھا تدریس کرنے کا حکم دیا تھا یہ سے تدریس شروع کر دی چند ہی دنوں میں وہاں کا رنگ چوخ ہونا شروع ہو گیا وہاں پر طلباء کی ایک بڑی جماعت نے مولانا اعزاز علی سے استفادہ کیا

پھر چند ناگزیر حالات کی وجہ سے مدرسہ حسینیہ چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد آپ نے مدرسہ فضل الدین شاہجہانپور میں نو سال تدریس کی۔

دارالعلوم دیوبند میں تدریس ۱۳۳۲ھ کے شروع میں ۳۵ روپیہ ماہوار پر دارالعلوم دیوبند کی مختصر کمیٹی نے آپ کا تقرر کر لیا جب اس کی اطلاع مولانا کو پہنچی تو آپ نے خوشی کو قبول کر لیا۔ یہاں پر ۴۰ سال تک بڑی جدوجہد سے تدریس کی یہاں تک کہ آپ کا شمار اساتذہ میں ہونے لگا

۱۳۳۳ھ میں حیدرآباد دکن میں جانا ہوا مگر ایک ہی سال کے بعد جب دارالعلوم دیوبند سے مفتی عزیز الرحمن تشریف لے گئے تو دارالافتاء دیوبند کو آپ کا مفتی کی ضرورت تھی اس کے لئے دارالعلوم دیوبند میں

ی (کوزہ خنگ) سے پڑھی اور مشکوٰۃ شریف قاری طیب صاحب سے پڑھی۔

تحصیل علوم کے بعد

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ کی علمی شہرت عوام وخواص دونوں میں ہو چکی تھی۔ اور جب آپ واپس اپنے شہر ٹونک تشریف لے گئے۔ آپ عدالت شرعیہ کے قاضی اور مفتی بنا دیا گیا۔ اور پھر آپ کو ضلع چھیزہ گوگورا کا مفتی بنا دیا گیا۔

نکاح مسنون

آپ کا نکاح ضلع بونیر کے قریب سلاوزو علاقہ کی ایک نیک خاتون سے ۱۹۵۱ء میں ہوا اس وقت حضرت مفتی صاحب کی عمر شریف ۲۴ یا ۲۸ سال کی تھی جب کہ ان کی

---

۱ سنہ ۱۳۷۲ھ میں دوبارہ دیوبند گئے اور پھر آپ نے تادم آخر دارالعلوم میں ہی رہے

۲ سنت کی پابندی۔ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب کی یہ انتہائی عادت تھی کہ خواہ گرمی ہو یا سردی، بارش ہو یا آندھی یا تمتماتی ہوئی دھوپ ہر صورت میں سنتی ہوتا گھنٹے گھنٹے ہی ساتھ درس گاہ میں داخل ہوتے تھے۔ ادھر مولانا نے کتاب بند کی اور درس گاہ سے باہر تشریف لے آئے

۳ بیعت اسلوک۔ آپ حضرت رشید احمد گنگوہی سے بیعت ہوئے اور پھر حضرت مولانا سید احمد مدنی سے بھی خلافت سے نوازے گئے

۴ آپ کی سادگی میں سادگی صاف جھلکتی تھی قیمتی پوشاک آپ کے جسم پر نہیں دیکھی گئی۔ معمولی سا لباس پسند فرماتے تھے

۵ تصانیف۔ آپ نے تدریس کے ساتھ ساتھ کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں سے بعض درس نظامی کے نصاب میں شامل ہیں جیسے الصرف، حاشیہ نور الایضاح، حاشیہ دیوان حماسہ، حاشیہ کنز الدقائق کے علاوہ بھی کئی، حاشیہ شرح وقایہ وغیرہ مشہور ہیں۔

۶ وفات۔ آپ ۱۴۰۱ھ جمعرات ۱۳ ربیع الاول بوقت صبح صادق کے وقت اس فانی دنیا سے رخصت ہوئے اور مقبرہ سے ہی قبرستان میں دفن ہوئے۔

ہے کی عمر ۱۸ یا ۱۹ سال کی تھی۔

درس و تدریس اور خدمت دین:

تقسیم ہند کے بعد حضرت مفتی صاحب نے پاکستان آنے کا فیصلہ کر لیا اور کراچی شہر میں مستقل قیام فرمایا۔

میٹروپولیس ہائی اسکول میں تدریس:

پاکستان بننے کے بعد کراچی میں صرف ایک ہی مدرسہ مظہر العلوم تھا اس کے علاوہ اور کوئی مدرسہ نہیں تھا۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ ایک مدرسہ میں کتنے علماء تدریس کر سکتے ہیں اس لئے اوائل ۱۹۵۰ء میں حضرت مفتی ولی حسن صاحبؒ نے میٹروپولیس ہائی اسکول (جو برنس روڈ کے علاقے میں واقع تھا) میں اسلامیات پڑھانا شروع کر دی۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی دینی عزت

حضرت مفتی حسن صاحبؒ میٹرو ہائی اسکول میں علم دین کی تربیت فرمارہے تھے مگر اسکول کی انتظامیہ پر سفلی ذہنیت کا اثر تھا۔ ان کو یہ بات کیسے منظور ہو سکتی تھی کہ ایک عالم دین ان کے طلباء کا دینی درجہ بنائے اس لئے انھوں نے حضرت مفتی صاحب کو اسکول سے نکالنے کا منصوبہ بنایا۔ اس پر عمل کرنے کے لئے انھوں نے حضرت مفتی صاحب سے ڈاڑھی منڈوانے کا مطالبہ کیا ان کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ یہ شخص ڈاڑھی منڈوانے کا نہیں اس طرح ہم اس بات کو بہانہ بنا کر ہم سے معذرت کریں گے چنانچہ ان کو اپنے اس منصوبہ میں کامیابی حاصل ہوئی جب انتظامیہ نے حضرت مفتی صاحب سے ڈاڑھی منڈوانے کا مطالبہ کیا تو حضرت

مفتی صاحب نے انکار کر دیا اس بنا پر اسکول کی انتظامیہ نے حضرت مفتی صاحب سے معذرت کر کے اسکول سے فارغ علیحدہ کر دیا۔

مدرسہ امدادالعلوم میں تدریس

اس سے علیحدہ ہونے کے بعد اس واقعہ کا ذکر جب حضرت مفتی صاحب نے اپنے ایک ہم درس دوست مولانا نور احمد [1] جو مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب

(۱) مولانا نور احمدؒ کے مختصر حالات

مولانا نور احمد نے ابتدائی تعلیم تو اپنے ملک برما میں حاصل کی اور پھر علوم دینیہ کی تکمیل کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں پر اپنی ذہانت اور ذکاوت سے اپنے اساتذہ کے منظور نظر بنے پاکستان کی طرف ہجرت ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور یہاں آنے کے بعد کئی دینی خدمات میں مصروف ہو گئے۔ یہاں آپ نے بہت سے اہم کام سرانجام دیئے جس کے متعلق مولانا موصوف خود تذکرہ فرماتے ہیں

جب پاکستان کی تحریک شروع ہوئی اور حالات بہت خطرناک ہو گئے تو ہجرت کے جانے والے اہم کاموں میں سے ایک اہم کام یہ تھا کہ جب ان کاموں کی تاریخ مرتب کرنے والے تاریخ مرتب کریں گے تو ان کاموں میں ان کا نام آئے یا نہ آئے تو سرسری اور مختصر نظر میں [illegible] خوش نصیبی سمجھتے تھے اور اسی کو پسند کرتے تھے۔

بہت لگن ہے جی محبت میں ان کی [illegible] ایک محفل میں کارنامے مدرسہ امدادالعلوم کراچی کے قائم کرنے میں اپنی صلاحیت سے مدرسہ کو خوب ترقی دی۔ اکابرین میں اعلیٰ مقام حاصل ہوا اپنے حلقہ احباب میں وہ حاجی صاحب سے لقب سے جانے جاتے تھے۔

یہ مدرسہ میں تدریس کے علاوہ تحریک پاکستان کے زبردست حامی تھے ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ممبر بھی رہے۔

[illegible] رہے تھے ان سے پڑھا تو کہنے لگے کہ آپ آج سے ہمارے ساتھ کام کریں آپ کو ہم لوگوں سے دوگنا تنخواہ بھی دیں گے اور ذمہ داری منتظم کے مطالبہ کے بجائے ہم آپ سے ذمہ داری میں اہتمام سے تعلق کریں گے کیونکہ مولانا نور احمد مفتی صاحب کے فضائل سے خوب واقف تھے [illegible] شاعر نے

کسی کو یہ خبر نہیں ہے
نہیں دیکھے کوئی میری نظر سے

حضرت مفتی صاحب نے مولانا نور احمد کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے مدرسہ عالیہ اسلامیہ حوالہ [illegible] کی جامع مسجد میں قائم تھا وہاں پر پڑھانا شروع کر دیا اس وقت وہاں پر حضرت مولانا [illegible] جن میں مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند اور حضرت مولانا تقی عثمانی وغیرہ تھے ان کو حضرت مفتی صاحب نے فارسی اور عربی کتابیں پڑھانا شروع کر دیں۔

[illegible] حضرت مفتی صاحب نے [illegible] حضرت مہتمم صاحب دار العلوم دیوبند [illegible] حضرت مولانا [illegible] فرمایا تھا۔

[illegible] ۱۴۰۰ھ [illegible] ۱۴۰۰ھ [illegible] ۱۴۰۰ھ [

[illegible] میں تدریس

[illegible] میں [illegible] مفتی محمد شفیع صاحب [illegible]

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب سے متعلق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

امداد العلوم سے اپنے مدرسہ کا نام و نمود مستقل طور سے منقل یا تو حضرت مفتی
ولی حسن کا بھی مدرسہ امداد العلوم [illegible] کا نام و نمود منقل ہوگئے اور پھر
باقاعدہ اپنی علمی خدمات اور اپنے علمی جوہر کا آغاز فرمایا۔

مجھے [illegible] سے [illegible] اپنے لکھے ہوئے [illegible] حاصل ہوتا [illegible] یہ کہ [illegible]
[illegible] سے بعد کی [illegible] سے [illegible] ہیں

قاری محمد طیب صاحب [illegible] فرمایا "حضرت مفتی عظم [illegible] حضرت [illegible] علمی
[illegible] کبھی [illegible] تھے [illegible] کی [illegible] تھے [illegible] کی [illegible]
حاصل [illegible] تھا [illegible] تھے [illegible] ہیں۔

حضرت [illegible] شیخ [illegible] سے [illegible] ہیں
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

دارالعلوم [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

گاہیں کاموں پہ پڑا ہی جاتی ہیں زمانہ کی
کتنی چھپتا ہے اگر پھول چٹانوں میں نہاں ہو کر

مدرسہ عربیہ اسلامیہ ٹیونا ڈن میں تدریس

۱۹۵۱ء میں جب طلباء کی تعداد دارالعلوم نانک واڑہ میں زیادہ ہو گئی اور وہ عمارت چھوٹی پڑ گئی تو حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے کوئی وسیع جگہ اس مدرسہ کو منتقل کرنا چاہا۔ آخر کار ورنگی شرقی کوٹھ جہاں پر آج کل عظیم الشان عمارت ہے وہاں پر ایک وسیع زمین آپ کو ملی مگر وہاں پر اس وقت تک کوئی آبادی بھی نہیں تھی بلکہ کانٹے دار جھاڑیاں تھیں نانک واڑہ مدرسہ کو وہاں پر منتقل کرنا بڑا مشکل کام تھا اس پر حضرت مفتی صاحب کو کچھ ایسے مسائل درپیش تھے۔ پہلے تو چھوٹے مدرسہ میں مستقل طور پر قیام ناممکن تھا اور دوسری طرف ورنگی جانا بھی مشکل ترین کام تھا۔ اسی دوران ۱۹۵۳ء میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری

---

۱ محدث اعظم مولانا یوسف بنوری سے مختصر حالات

۲ محدث اعظم مولانا محمد یوسف بنوری کے مختصر حالات

حاشیہ

مولانا محمد انور شاہ کشمیری شامل ہیں۔

[illegible] سے ہجرت کر کے [illegible] کشمیری سے [illegible] یہاں تک [illegible] کہ [illegible] محمد یوسف [illegible] کشمیری سے [illegible] شامل ہیں [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] جب [illegible] کشمیری [illegible] سے گئے تو [illegible] کی [illegible] ہاتھ میں [illegible] لے گئے۔

۱۹۲۰ء میں [illegible] کی [illegible] سے [illegible] ناکامی کا امتحان دیا۔

[illegible] میں [illegible] سے [illegible] مجلس عملی [illegible] مجلس کا [illegible] رکن بھی بنایا۔

[illegible] کی [illegible] سے [illegible] میں [illegible] گئے تو [illegible] محمد [illegible] سے [illegible] حاصل کی۔

[illegible] کی [illegible] پاکستان [illegible] ۱۹۵۱ء [illegible] پاکستان [illegible] آئے۔ [illegible] فرماتے رہے۔

[illegible] مدرسہ کا [illegible] ۱۹۵۳ء [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible]

ہے۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق نے اس کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی بہت مقبول ہوئی۔

یک مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی تو حضرت مفتی صاحب نے مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے
مدرسہ کا نام پوچھا تو حضرت مفتی صاحب نے مدرسہ کا نام جامعہ اسلامیہ جو کہ جامعہ العلوم
الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے نام سے مشہور ہے کہ سے منسلک ہو گئے اور پھر

وفات سے ۱۵ حضرت کا تاریخ سے ۳ ان کے بعد ۲۰ کے مطابق سے تاریخ ۱۹ اور ۲۰ سو
سال سابق سے سو سال بعد کا لیہ و جمعہ

آپ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ آپ دن میں دو مرتبہ سفر سے پہلے اور پھر واپسی پر اپنی میں ٹھہرتے
مفتی صاحب کے خلیفہ صاحب سے ملاقاتوں سے پہلے
مفتی صاحب کے ایک کوٹ میں گزارتے ہیں۔
آپ کی تاریخ پر شعر اقبال سے ہو جاتی ہے کہ ان کی تعلیم سے

( ) مختصر تاریخ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی بنیاد حضرت مفتی محمد یوسف بنوری نے رکھی جب یہ مدرسہ
محمد یوسف بنوری نے حضرت کا پہلا شاگرد بنا اور پھر مفتی صاحب کے ساتھ
پڑھا اس کے بعد آپ نے مدرسہ سے فارغ ہو کر دارالعلوم دیوبند سے حدیث کی تعلیم
یہ مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی تو حضرت مفتی صاحب نے مدرسہ کا نام جامعہ اسلامیہ جو کہ جامعہ العلوم
الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے نام سے مشہور ہے کہ سے منسلک ہو گئے اور پھر
مفتی صاحب کے ساتھ ۱۹۵۲ء میں
مدرسہ کا افتتاح ہوا تو ۲۰ طلباء سے ہوا جن میں ۱۵ طلباء
مدرسہ کا افتتاح ہوا تو ۲۰ طلباء سے ہوا جن میں ۱۵ طلباء

اس وقت جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں ۲۰۰۰ طلباء زیر تعلیم ہیں جن کی تعداد
تعداد میں سے قریب ہے

ہو یا ت کی کے ہو گے۔

حضرت مفتی صاحب علمی جامعیت

آپ علم کا بیکراں مایہ خزینہ اور بیش بہا گنجینہ بلکہ ایک فرد تھیں ہا تا ریا تھے گویا آپ سرا پا علم تھے۔ آپ کو مرکز پر عبور حاصل تھا۔ حضرت مفتی محمد سلام چانگانی آپ کے علم کے بارے میں فرماتے ہیں،

حضرت استاد مفتی صاحب کا علم ہر فنون سے یکساں معمور ہوتا تھا اس لئے کسی بھی فن میں آپ کی خصوصیت بیان کرنا مشکل ہے اس لئے جب آپ حدیث شریف پڑھاتے تو معلوم ہوتا تھا کہ آپ ماہر علوم حدیث ہیں اور جب اصول پڑھاتے تو ماہر اصول ہوتے اور جب فقہ اصول فقہ پڑھاتے تو معلوم ہوتا کہ فقہ اصول میں ایسے ماہر ہیں کہ فقہ اصول فقہ کی کلیات و جزئیات کو حاطہ کئے ہوئے ہیں۔ مگر حضرت مفتی صاحب کو فقہ اور حدیث سے جو دلچسپی اور تعلق تھا وہ بمثل عشق ہے تھا۔

حضرت مفتی صاحب کی فقہ سے غیر معمولی دلچسپی

حضرت عبداللہ اور عبدالناس جو علم ہے وہ فقہ ہے اسکی وجہ ہے کہ شیطان حضرت عبداللہ ایک فقیہ سے گھبراتا ہے، تاکہ کسی عابد سے نہیں گھبراتا حدیث شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے

فقہ ایک ایسا علم ہے جس سے کسی کو بھی مفر نہیں خواہ وہ میر ہو یا غریب، حاکم ہو یا

[illegible] وقت [illegible] فقہ سے مختلف [illegible] مگر اس [illegible] سے ہوتا ہے وہ کسی اور سے نہیں۔

جہاں پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو دوسرے علوم میں مہارت عطا فرمائی تو وہاں پر فقہ سے سب سے زیادہ دلچسپی تھی حضرت مفتی صاحب بے انتہا مشاغل کے ساتھ ساتھ محدث، شیخ کامل، محقق اور حق گو عالم دین جس کی مثال موجودہ دور میں ملنا مشکل ہے۔

حضرت مفتی صاحب کی فقہ میں دلچسپی کے سلسلہ میں حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ صاحب تحریر فرماتے ہیں،

"فقہ حضرت مفتی صاحب کا خصوصی موضوع تھا اور یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں ان سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی جس کے نتیجے میں فقہ سے خصوصی دلچسپی پیدا ہوئی حضرت مفتی صاحب اپنے درس میں نہ صرف یہ کہ مدیہ کے مباحث کو بڑے دل نشیں پیرائے میں سمجھاتے بلکہ متعلقہ مسئلے کے اصول پر بطور خاص روشنی ڈالتے اور مسئلے سے نکلنے والے اصول ہدایات کی نشاندہی بھی فرماتے اور بسا اوقات یہ بھی بتاتے کہ ان اصول ہدایات سے نئے مسائل میں کیسے کام لیا جا سکتا ہے اس کے ساتھ ہی حضرت مفتی صاحب عصر حاضر کی قانون سازی کے بارے میں پوری طرح باخبر تھے اور جدید مسائل کے بارے میں اپنے آپ کو تازہ معلومات سے مزین رکھتے تھے چنانچہ درس میں بھی یہ ساری

معلومات ... طرح مجلس ہوتی تھیں کہ طالب علم فقہی بصیرت بھی
اور ترقی ملتی تھی مختصر یہ کہ کہنے کو ہدایہ اخیرین کا درس ایک درس تھا جو دو
میں دو گھنٹے ہوتا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس درس کے ذریعہ حضرت
مفتی صاحب نے سوچنے کا ایک سارا رخ عطا کیا جس نے ہمارے طالب
علمانہ صورت گری میں بڑا کام کیا۔ اس کو ذرا تفصیل سے ایک دوسری جگہ یہ
بیان کیا ہے تحریر فرماتے ہیں

حضرت مفتی صاحب کی فقہ سے تعلق کی بنیاد پڑی ہے
والد ماجد (مفتی محمد شفیع صاحب) قدس اللہ سرہ سے حضرت مفتی صاحب
نے دورۂ حدیث میں فتویٰ نویسی کی خدمات بھی جزوی طور پر سپرد کر دی
تھیں۔ اسی زمانے میں جب شعبان رمضان کی تعطیلات آتیں تو
حضرت مفتی صاحب مدرسہ جانے کے بجائے ہمارے گھر کی بیٹھک میں
بیٹھ کر فتویٰ کا کام کرتے تھے۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھی ہم لمحات حضرت مفتی صاحب کی
خدمت میں جا کر بیٹھ جاتے تھے اور اس کا وقت خوب ہے۔ کئے چنانچہ فائدہ اٹھائے اسی
اس سلسلہ مرتبہ میں حضرت مفتی صاحب کے سامنے خاموش بیٹھا ہوا تھا حضرت مفتی
صاحب محبت سے فتاویٰ کا جواب لکھنا تھا جو ان کے سامنے رکھے ہوئے تھے چنانچہ
جس نے ایک استفتاء پڑھنے کے بعد مجھ سے فرمایا کہ دیکھو یہ مفتی ہے اس کا
اس کا جواب تم بھی لکھو۔ میں اس وقت ہدایہ پڑھتا تھا اور حضرت مفتی صاحب کا یہ فرمانا
مجھے شروع میں مذاق محسوس ہوا۔ لیکن مفتی صاحب نے سنجیدگی کے ساتھ اصرار کیا تو

میں سے ہدایت کرتے ہوئے کہا مفتی صاحب نے دیکھ کر فرمایا کہ جواب
ٹھیک ہے، فرمایا کی طرح رہو اللہ تمہیں فتویٰ سکھا دیتا ہے یہ کہہ کر مفتی صاحب
نے فتویٰ پر اپنے تصدیق فرما دیئے یہ میرا پہلا فتویٰ تھا، اسی طرح فتویٰ کے میدان میں
بھی یہ پہلا قدم رکھنے کا سہرا بھی حضرت مفتی صاحب کے سر ہے۔

علامہ یوسف بنوریؒ کی نظر میں مفتی ولی حسن کی فقاہت

حضرت مولانا علامہ یوسف بنوری بھی آپ کی فقاہت کے معترف تھے اور یہ
حقیقت ہے کہ مولانا بنوری بہت ہی کم لوگوں سے متاثر ہوتے تھے کیونکہ انھوں نے
جن حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ جیسے آدمی کی صحبت پائی تھی اس نے

---

(۱) ماخوذ از مفتی حضرت علامہ انور شاہ کشمیری سے مختصر ملاقات

مفتی صاحب سے پوچھیں سے پوچھ کر آئے ہو کچھ کرامات بھی دیکھے؟
ملاقات کا سلسلہ ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۳ء جاری رہا۔ ۱۹۳۳ء میں مقام دیوبند علامہ انور شاہ کشمیری
سے پڑھا۔ آپ کا سبق شیخ مسعود دیوبندی کشمیری سے متاثر ہے جن کے لوگوں کا اصل وطن بغداد
قدیم ہے۔ پھر ہجرت کر کے کشمیر میں قیام پذیر ہوئے۔

تعلیم
چار دیوبند کی سند میں ہے، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے قرآن پڑھا شرح جامی
تک میں قرآن مجید سے حاوی اور ادب کی کتابیں بھی پڑھیں۔

پھر مولانا قاسم محمد سے فارسی، عربی کتابیں پڑھیں، پھر تین سال تک مدرسہ سے متعدد علمی
خدمت میں علوم حدیث پڑھا۔ ۱۹۳۰ء میں مفتی صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے
سند حاصل کی۔ چار سال تک شیخ محمد انور شاہ کشمیری، مولانا حبیب الرحمن عثمانی، مولانا
اعزاز علی، مولانا ابراہیم بلیاوی سے علوم حاصل کیے۔

سند حدیث حاصل کرنے کے بعد آپ مدرسہ میں مدرس ہو گئے اور پھر شیخ الحدیث

[illegible] ۱۳۵۲ھ کو حج سے تشریف لے گئے اور چوتھی واپسی پر آپ نے کشمیر میں [illegible]
[illegible] ان کو [illegible] سنا [illegible] پر چھایا

[illegible] ۱۳۵۲ھ میں ہوا گیا [illegible] آپ کی بڑا دورہ صحیح مسلم کا درس [illegible] سال تک [illegible]
[illegible]

[illegible] کشمیر گئے مگر حسب [illegible] سے اصرار تھا کہ جلد واپس آجائیں آپ
[illegible] ۱۳۵۲ھ کو تشریف لے گئے اور [illegible] ۱۳۵۳ھ محمود العلم حج کے لئے تشریف لے گئے تو
آپ نے [illegible] کا درس [illegible] پھر آپ ۱۳۵۳ھ [illegible] درس [illegible]
سال تک پندرہ سال سے [illegible] تشریف لے گئے تھے [illegible] کی [illegible]
[illegible] سے لوگ [illegible] ہو چکے تھے کہ آپ [illegible] کے لوگ دور دور سے آنے کو
سعادت سمجھتے تھے۔

تصانیف: آپ کی کئی تصانیف ہیں ان میں سے مشکلات القرآن، التحیۃ، اسلام کی حیاۃ [illegible]
[illegible] التصریح بما تواتر [illegible] فی نسخ بل القرآن [illegible] [illegible]
[illegible] شہ [illegible] اور [illegible] یہ [illegible] مشہور ہیں۔

وفات: ۲ صفر ۱۳۵۲ھ [illegible] کی [illegible] سال کی عمر میں دیوبند میں [illegible] فرمائی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

[illegible] کچھ [illegible] [illegible] علوم [illegible] [illegible]
[illegible] سے [illegible] حضرت [illegible] [illegible] شریف [illegible] [illegible] فرمایا کہ [illegible]
[illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] شاہ کشمیر کا [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ن کو کوئی بھی متاثر نہیں کر سکتا تھا مگر حضرت مفتی صاحب کے بارے میں علامہ سورتی نے فرمایا کہ آپ کے فقہ و فہم کے آثار آپ کی پیشانی سے ظاہر ہوتے ہیں۔

اسی طرح ایک موقعہ پر دار حدیث میں سبق کے دوران کسی مسئلہ کے بارے میں کسی نے کہا کہ فلاں مفتی سے معلوم کر لیتے ہیں اس پر حضرت علامہ یوسف سورتی نے فرمایا کہ وہ تو بھی پڑھا ہوا مفتی ہے۔ اگر مسئلہ معلوم کرنا ہے تو مفتی ولی حسن سے معلوم کرو کہ وہ سمجھ کے مفتی ہیں۔

زمانہ حاضر کے فقہاء کرام اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مفتی صاحب کے اندر اجتہادی شان تھی اور جو بھی ان کے فقہی مقالات کو دیکھے گا وہ بھی اس بات کا اقرار کرے گا اسی وجہ سے جو طلباء سورتی تازہ میں تخصص فی حدیث یا تخصص فی الفقہ میں داخل ہوئے علامہ یوسف سورتی ان پر لازم قرار دیتے کہ وہ حضرت مفتی کے درس

۱۔ یہ علامہ صلوی نے کہا ہے میں نے شاہ صاحب سے عاطفہ کا مسئلہ پوچھا تھا کہ کونسی عاطفہ ہے جو ایک جزء میں ایک وصف کو جمع کرتی ہے تو آپ نے کچھ دیر سوچا پھر فرمایا کہ آپ اپنے ماموں کے نام سے ہیں۔

۲۔ مولانا عبیب الرحمن شکاری آپ کو چلتا پھرتا کتب خانہ کہا کرتے تھے

۳۔ شیرانوالہ لاہور کے مدرسہ شاہ کابل کی کوٹھی سے پرچہ لیا تھا جو حضرت کی خود نوشت تھی اس میں حضرت نے لکھا ہے کہ میں نے شیخ عزیز الدین سے صحیح مسلم کو پڑھا ہے لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ بالاستیعاب پڑھا ہے کیونکہ صرف دو سال کا تقدم زمانہ ہے

۴۔ علامہ مشرقی علامہ اقبال مرحوم نے شاہ صاحب کے تعزیتی جلسہ میں جب تقریر شروع کی تو سب سے پہلے یہ شعر پڑھا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ۔۔۔ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

۵۔ علامہ انور کی پانچ موسوعاتی تاریخ میں مولانا کو شاہ شخصیتوں کی طبقہ پیش کرنے سے حاضر ہے۔ علامہ وزیری نے تقریباً بیس مسائل میں علامہ کو شاہ شخصیتوں کی نظیر پیش کی ہے

ہ بیان۔ وکالت میں صدر شریف ہو نہیں۔ تاکہ مفتی صاحب کی فضیلت سے ان کو

[illegible]

اس طرح سے ایک مرتبہ مفتی عبدالباقی نے سدن سے ایک ہی استفتاء دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم کراچی اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کو بھیجا۔ اس میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ آیا دارالحرب کے مسلمان کفار سے سود لے سکتے ہیں یا نہیں اس کے جواب میں دارالعلوم دیوبند و دارالعلوم کراچی والوں کا جواب ایک تھا کہ سود لے سکتے ہیں۔ جب کہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن سے جو جواب دیا گیا وہ اس کے خلاف تھا کہ سود کا لینا جمہور امت کے نزدیک ناجائز ہے ہاں جو مسلمان کافر ملکوں میں تجارت کی غرض سے یا سیر و سیاحت کی غرض سے گئے ہوں تو ان کے لیے امام ابوحنیفہ کے نزدیک سود لینے کی گنجائش ہے مگر ان کو بھی سود کا دینا جائز نہیں ہے جب کہ اس مسئلہ میں جمہور امت اور دوسرے ائمہ مجتہدین اس کے خلاف ہیں۔ محققین علماء کے نزدیک یہ خلاف اصح ہے۔ جن دنوں میں یہ فتویٰ لکھا گیا اتفاق سے حضرت مولانا یوسف بنوری کندن میں مفتی عبدالباقی کے یہاں ہی قیام پذیر تھے

مفتی عبدالباقی صاحب نے اس مسئلہ کے بارے میں حضرت الشیخ بنوری رحمہ اللہ سے بھی تذکرہ کیا اور آپ کی رائے معلوم کی۔ حضرت مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ موجودہ حالات میں کفار مسلمانوں کو جس انداز سے نقصان پہنچا رہے ہیں اس کو دیکھ کر میری رائے تو یہ ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے، پھر بھی دارالافتاء والوں کا کیا رجحان ہے معلوم نہیں یہ بات اس سے ہی معلوم ہو سکتی ہے اور انہی سے معلوم کرنا چاہیے۔ جناب مفتی عبدالباقی صاحب نے دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم

کراچی، جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فتویٰ حضرت مولانا رحمہ اللہ نے لکھا کہ وہ
بڑے اداروں کے فتاویٰ بالکل آپ کی رائے کے موافق ہیں اور خود آپ سے آپ
جامعہ سے دارالافتاء کا فتویٰ آپ کی رائے کے خلاف ہے تو حضرت مولانا بنوری رح
اللہ بہت غصہ ہوئے۔ جناب میر غلام خان بخاری صاحب اور جناب مولانا محمد
اسمٰعیل صاحب بھائی وہاں سے جو خطوط لکھے ان میں آپ سے شدید قسم کے غیظ
وغضب کا اظہار کیا۔ بہرحال جب حضرت مولانا رحمہ اللہ جب کراچی تشریف لائے
تو سب سے پہلے دارالافتاء سے مفتی عبدالسلام کو دفتر میں طلب کرکے فرمایا آپ
نے غلط فتویٰ لکھا آپ کی وجہ سے ہمارا دارالافتاء بدنام ہوا اور ہماری عدالتوں میں سبکی
ہوئی۔ مفتی عبدالسلام نے عرض کیا حضرت ہم تو بھی بچے لوگوں میں سے ہیں، حضرت
مفتی صاحب بچے لوگوں میں سے ہیں ان کی تصدیق پر اعتماد کرکے کام چلا لیتے ہیں
بہت تحقیق نہیں کرتے غلطی ہوگئی ہوگی دوبارہ کتاب دیکھ لیتے ہیں۔ حضرت مولانا
فرمانا تھا فتویٰ میں غلطی ہوئی ہے ساری کتابوں کو جمع کرکے اچھی طرح مطالعہ کرکے فتویٰ
لکھنا کام ایسا نہیں ہے۔ اور فرمایا میں بھی مفتی ہوں اور پچھلے ہوں میں روزانہ
فتویٰ لکھتا تھا حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحب اس کی تصحیح فرمایا کرتے تھے
میرے کسی فتویٰ پر کبھی بھی شاہ صاحب نے اعتراض نہیں فرمایا بعض مسئلوں
میں کبھی میں نے شاہ صاحب کے تعقبات زیادہ لکھ دیے انھوں نے ان تعقبات کو
کاٹ دیا اور فرمایا آپ کو صرف مولانا محمد انور شاہ کشمیری لکھنے کا حق ہے اس سے زیادہ
القاب نہ لکھیں۔

بہرحال دارالعلوم کے مولانا یوسف بنوری صاحب سے حضرت مفتی ولی حسن

[illegible] مفتی صاحب اور دیگر علماء بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے اس
[illegible] اشرف علی تھانوی [illegible] عرب میں ہوا جیسے کہ خود [illegible]

صدر [illegible] مولانا اشرف علی تھانوی کے مختصر حالات

نام و نسب

[illegible] ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ میں ہوئی۔

[illegible] مقامی مکتب میں اپنے والد [illegible] سے ابتدائی
[illegible] ۱۲۹۵ھ میں [illegible] تحصیل کی [illegible]
[illegible] مولانا فتح محمد صاحب [illegible] سید محمد [illegible] سے [illegible]

[illegible] تشریف لے گئے اور وہاں [illegible] شروع کیا و
[illegible] مختلف [illegible] پڑھیں

[illegible] تشریف لے آئے [illegible] تشریف
[illegible] شروع کر دیا

[illegible] شیخ [illegible] سے بیعت ہوئے اور [illegible] کی
[illegible] سے [illegible] کو [illegible]

[illegible] ۱۳۱۵ھ میں [illegible] تشریف
[illegible] حاصل ہوا

[illegible] ۱۳۱۷ھ میں [illegible] سے [illegible]
[illegible] ۱۳۱۸ھ [illegible] ۱۳۲۳ھ

جو بحث فرمائی ہے حضرت مفتی صاحب سے وہ جگہ کہاں کر مولانا یوسف بنوری کو اصل تو حضرت مولانا یوسف بنوری سے ایک مرتبہ پوری بحث پڑھ لی۔ پھر جب دوبارہ سلسلہ شروع ہوا تو فرمانے لگے کہ عجیب بات ہے یا تو پہلی بات لکھی ہے یہ سی تحقیق کی ہے

اس بحث کی بناء پر تو آپ لوگوں کا جو جواب صحیح ہے مگر دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم کراچی والوں کا جواب غلط ہو جاتا ہے۔ بھی عجیب لوگ ہیں اتنی واضح بحث سے ہوتے ہوئے بھی ان لوگوں سے کیسے غلطی ہوئی اپنی کو لکھ دیا ہے کہ وہاں پر موجودہ حالات میں سود لیا جا رہا ہے مجھے ان پر بہتان زیادہ اعتماد تھا آپ لوگوں پر اتنا نہیں تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے مزید حضرت مولانا بنوری صاحب مفتی ولی حسن صاحب سے مزید متاثر ہوئے اور حضرت مولانا نے مفتی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ آپ کو مجھ سے جو تکلیف پہنچی ہے وہ آپ مجھے معاف کر دیں۔

مولانا یوسف بنوری حضرت مفتی صاحب کی ذکاوت سے اتنے متاثر تھے کہ فرماتے تھے "ہمارے مفتی صاحب فقیہ العصر ہیں۔"

۲۔ فتویٰ و حق کا دلکش خلاف

میرے سامنے جھک جائے یہ سر باطل
اس نے سجدہ جہاں آپ کا دیکھا ہے

آپ نے اپنی زندگی میں بہت سے فتوے تحریر فرمائے یہاں پر صرف ایک فتویٰ لکھا جاتا ہے جس فتویٰ کی وجہ سے آپ کی دینی حمیت، جرأت اور بے باکی معلوم ہوتی ہے۔ اس فتویٰ کے حق گو اور خواص میں آپ "مفتی اعظم" کے نام سے مشہور ہوئے۔

۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۵ء جناب صدر ریاست حق مرحوم کے دور میں انتظامات کی ٹرسٹی بورڈ پاکستان کی جانب سے ایک "فتویٰ" شائع ہوا اور اس کے عمل درآمد کا حکومت کی عدالت کی جانب سے حکم ہوا۔ جناب صدر صاحب کا شاید یہ پسندیدہ تجربہ تھا کہ [illegible] کے گروہ کی [illegible] جائے [illegible] پھر اس کی تعمیل کسی عدالت کے ذریعہ عمل میں لائی جائے تاکہ فتویٰ کی قانونی حیثیت زیادہ مستحکم ہو۔ یہاں پر اصل فتویٰ سے خلاصہ آج تک ہماری نظر سے نہ گزرے البتہ اخبارات میں جو اس کا خلاصہ شائع کیا گیا وہ یہاں پیش کرتا ہوں۔

حکومت کے جاری کردہ فتویٰ کا خلاصہ

"مساجد سرکاری راستی پر حکومت کی اجازت کے بغیر بنائی گئی ہیں وہ شرعاً مسجد نہیں ہیں ان میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ملتا اور خصوصاً ایسی فتویٰ کے بعد ایسی مسجد کو مسمار کرنے کا فیصلہ کیا جائے تو اس سے حکم نہ ہونا چاہئے۔ حکومت کے اس حکم کی خلاف ورزی سے فتویٰ کی بنیاد پر حکم نامہ

عاری ہو سے ان کے نام یہ ہیں

جسٹس آغا ... حسن صاحب، ۲۔ جناب جسٹس منظور الحق صاحب ۳۔ جسٹس علی حسین
صاحب ۴۔ جسٹس چوہدری محمد صدیق صاحب، ۵۔ جسٹس ملک غلام علی صاحب۔

مسجد کے بارے میں عدالت میں بڑے بڑے اور سخت حملہ سے کاج
اور پھر وہ بھی حکومت کی مکمل تائید و حمایت سے اعلیٰ عدالت کی جانب سے ہونا معمولی
واقعہ نہ تھا۔ اس فتویٰ کی زد میں کراچی کی نصف مسجدیں تو یک تنہائی مسجد یقیناً
آجاتی ہیں اس نے ملک بھر کے عوام خصوصاً کراچی والوں کو بڑی تشویش میں مبتلا
کیونکہ ان میں سے بہت سی مسجدوں میں تو ہمیں سال سے نمازیں پڑھی جا رہی تھیں
ان لوگوں نے اپنی عدالتی شہادت کے تحت یہ مسجدیں تھیں، ان کی زمین حکومت
میں نہیں بلکہ سرکاری اداروں (ے آ) میں پائی تھیں، جو کام درحقیقت حکومت
کو چاہیے تھا وہ عوام نے اپنے خرچ سے کیا تھا اور عرصہ دراز سے ان مسجدوں
میں عبادت ہو رہی تھی جمعہ و عیدین کی نمازیں اور اعتکاف بھی ہو رہا تھا۔ ان میں
بعض مسجدیں حکومت کی طرف سے ٹرسٹ شدہ بھی تھیں۔ حکومت سے ان میں بجلی پانی
کا انتظام بھی تھا۔ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے مسجد کو مسمار کرنے کے
حکمنامہ سے عوام میں تشویش ہونا بجا تھا۔ لوگوں نے مختلف اپیلوں کے
رجوع کیا۔ مستقل نمبر ... ان میں سے ایک اپیل جامعہ علوم اسلامیہ کراچی
کے ... میں آمادہ ... سے بھی یقیناً توجہ سے جواب دیا
... حکومت کی جانب سے ... ہوشیار حاصل اہمیت نہیں دی گئی تھی

جامعۃ العلوم ... کراچی والوں کے ... جانے سے ... کام

حضرت مفتی ولی حسن صاحب نے خوب کہا تھا کہ ایسے موقع پر حکومت نے علماء فتویٰ دیا کہ کلمہ حق عند سلطان جائر کا مصداق تھا۔ حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب نے بحیثیت صدر دارالافتاء اس سرکاری فتویٰ کے رد کو مفصل اور مدلل طریقہ سے لکھا، یہ فتویٰ ماہنامہ بینات میں شائع کیے گیا بعد میں اخبار جنگ نے بھی اپنے سعودیہ میں سے شائع کیا۔ اس سلسلے میں جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے دارالافتاء میں جو سوالنامہ آیا اور اس کا جو جواب دیا گیا یہاں پر صرف خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

سوال:

بعض جماعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ جو مساجد سرکاری اراضی پر حکومت کی اجازت کے بغیر بنائی گئیں ہیں وہ شرعی مساجد نہیں ہیں؟ حکومت نے کئی مساجد کو مسمار کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے اور اس حکم کی زد میں بہت سی ایسی مساجد بھی آئیں گی جو مسلمانوں نے اپنی ذاتی ملکیت کی زمین پر بنائی تھیں اور ایک طویل عرصے سے ان میں نماز پڑھتے آرہے ہیں یا ایسی مساجد و شہید کرنا جائز ہے۔ اگر جائز نہیں تو مسلمانوں کو باقاعدہ مزاحمت کرنا چاہیے؟

(سائل نور حسین ولد ۔۔۔ عمر ۴۹ سال ۔۔۔ پیشہ شرف کاوٹی)

حضرت مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ کا جو اب نوصفحات پر مشتمل تھا پھر پاکستان بھر کے جید علماء کرام کے دستخطوں کے ساتھ یہ متفقہ فتویٰ ۳۲ صفحات پر پھیل ہوگیا

جواب کا خلاصہ:

(الف) مساجد شہادت کی ہے جو قرآن و حدیث کی نصوص میں مساجد

قصیت ... ں سے شرف لطف و احترام سے یوں پر کیا ہے

(ب) ... اسلام میں مساجد کی حیثیت سے پیش نظر شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیہ) نے اسلامی حکومت کا دینی فریضہ رکھا ہے کہ وہ اسلامی حکومت کے زیر اثر شہروں اور آبادیوں میں مساجد تعمیر کرے اور ملت اسلامیہ کی حاصل مد سے اس کے مصارف برداشت کرے۔

اگر مسلمانوں کی اپنی حکومت یا ان کا سربراہ اس میں کوتاہی کرے تو عامہ مسلمین کی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق مدارس و مساجد تعمیر کریں۔

(ج) ... مسجد کے بعد حکومت کی جانب سے ... ہو جانا یعنی پانی کی منظم ... انتظامات کا پایا جانا شرعاً حکومت کی طرف سے اجازت متصور ہوتی ہے۔

(د) ... مساجد میں ... سے پنج وقتہ نمازوں، جمعہ، عیدین کی نماز ہوتی رہی ہیں۔ حکومت ... باوجود علم ہونے کے کوئی اعتراض نہیں کیا تو یہ بھی ایک نوع کی اجازت ہے۔

(ہ) ... تمام ... مساجد شرعی مساجد ہیں مذکورہ طریق سے مسجد ایک دفعہ ... جانے کے بعد ... ہو جاتی ہے یعنی قیامت کو ... رہنے کے بعد بھی وہ جگہیں شرعی طور پر مساجد کے حکم میں ہوتی ہیں اور ہمیشہ مساجد کے احکام جاری رہیں گے۔

(و) ... تو یہاں تک ... لوگوں کو کسی جگہ مسجد کی ... حکومت سے ... مسجد سے جگہ ... وقتی ... پنج وقتہ ... مساجد نہیں ... ہے ...

حکومت یا محکمہ اوقاف کے قبضہ سے نکل چکی ہیں اور ان کی جگہ نئی مسجد شرعی مسجد کے حکم میں ہوتی ہے۔ (عالمگیری)

اسلام میں جن مساجد کا ذکر ہے یہ سب شرعی مساجد ہیں ان کو کسی حالت سے بھی نہیں روکا جا سکتا ہے جب تک قیامت یہ مساجد ہیں گی ان میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا جو اس کے خلاف کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

اس کے بعد جج صاحب نے اپنی طرف سے فیصلہ سنا دیا کہ مسجد شہید نہیں کی جا سکتی اس کو قائم رکھنے کے لئے حکم شرعی کا ایک پلندہ بھی پیش کیا اس کی کیا اصل ہے یہ نہ بتایا جا سکا شاید وہ مخالف فریق سے پڑھوا کر سنا دیا ہو۔ اس کے بعد مسجد شہید کرنے والوں کو سزا دینے کا حکم دیا اور کہا کہ اب کل کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہا جا کے بعد مسجد کی حفاظت کریں

بہرحال قبضہ مسجد کے بارے میں شرعی حکم پہنچنے پر قومی سب کمیٹی نے شرعی رائے حکومت وقت سے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ صاحب اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ علیہ اور دوسرے علماء کی اس سلسلہ میں ملاقاتیں ہوئیں علماء کا متفقہ فیصلہ ۹ اپریل ۱۹۸۳ء کو سندھ ہائی کورٹ پہنچ گیا جس میں قومی اور جذباتی رنگ سے ہٹ کر شرعی حکم کے مطابق فیصلہ کیا گیا اور مسلمان عوام کو اس میں یہ یقین دلایا گیا کہ حکومت وقت کی پوزیشن نہیں بلکہ اسلامی ہے اور یہ حکومت کے لئے بہت بڑا امتحان ہے۔ اور شرعی حکم کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ قائم کرنا ہے؟ اس سے قبل تاریخ میں سینکڑوں حکومتیں گزری ہیں کہ علماء نے حکومت وقت کے ظالمانہ فیصلوں اور قانونوں پر تنقید کی مگر

ں کے خلاف کبھی تو ہیں عدالت کا مقدمہ قائم نہیں کیا گیا۔ ہر جگہ آپ ہیں عدالت کے مقدمے کے ذریعے گرفتار جاری کرنے کے بعد حضرت مفتی ولی حسن صاحب اور حضرت مولانا ادریس میرٹھی صاحب رحمہما اللہ علیہ نے جواب دعویٰ کے لئے سوادفتر اکٹھا کرنے کے لئے مفتی عبید اللہ صاحب چانگلی نائب رئیس دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کو حکم دیا انھوں نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اساتذہ کرام کی دعاؤں کی برکت سے پانچ راتوں کی محنت سے جواب دعویٰ کا مضمون مرتب کیا، کرمیہ جوابدعویٰ حضرات نے ایک نظر دیکھا بھی اور بہت خوش ہوئے۔

۹ اپریل ۱۹۸۳ء کو کراچی کی عدالت میں پیشی ہوئی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ و طلباء کے علاوہ کراچی کے دیگر مدارس کے طلباء و علماء کرام کی بھی بڑی تعداد عدالت کے کمرے بلکہ پورا احاطہ علماء و طلباء سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا ادریس میرٹھی صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے مقدمہ میں معاونت کے لئے سپریم کورٹ کے وکیل جناب یٰسین وکیل صاحب اور ہائیکورٹ خواجہ شرف الدین صاحب بھی موجود تھے۔ ڈسٹرکٹ کورٹ کے پانچ جج صاحبان آئے ہوئے تھے۔ عدالت کی کارروائی شروع ہوئی، جناب چیف جسٹس جناب قاضی صاحب نے حضرت مفتی صاحب کو مخاطب کر کے کہا آپ کا وکیل کون ہے؟ حضرت نے فرمایا یہاں میں خود اپنا مقدمہ لڑوں گا، میرے معاون جناب قاضی صاحب ہوں گے۔ اس کے بعد جناب چیف جسٹس صاحب نے کہا کہ علامت کی جانب سے تحریک مساجد کے سید صاحب کے بارے میں فوجی پریس نے تنقید کی جب کہ حکومت کی جانب سے جاری کردہ فتویٰ کی میں مفتی اعظم پاکستان

... مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے جو فتاویٰ دار العلوم میں مذکور ہے۔
... میں آپ مفتی ہونے کی حیثیت سے فتویٰ پر تنقید کر سکتے ہیں مگر عدالت کے ...
... میں کر سکتے، آپ نے دلائل کے ساتھ کہے ہیں اس کا جواب دیں۔

حضرت مفتی اویس صاحب رحمہ اللہ نے اپنے عام سادہ انداز میں کھڑے ہو
... کے بعد حضرت شیخ الہند کی روایت "الذین یقیمون الصلوٰۃ" کو پڑھا اور
... کرنی شروع کر دی۔ جناب چیف جسٹس نے فیصلے کے بجائے آپ
... کے ہم یہاں نہیں بیٹھے ہیں، بلکہ آپ ہیں عدالت کی بناء پر جو مقدمہ
... ہے عدالت قائم کیا گیا ہے اس کا جواب دیں۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا
... ہو تو ہم ... کرنا چاہتے ہیں تو سنیں، فتویٰ سے میرا مقصد
... تھا جج صاحبان پر تنقید مقصود تھی۔ اگر آپ اس کو مانتے ہیں تو اچھا
... میں اپنے فتویٰ پر تنقید پر قائم ہوں اگر آپ مجھ سے معافی منگوانا چاہتے
... تو مجھے میرا تعلق علماء دیوبند سے ہے، علماء دیوبند سے آج تک کبھی بھی کفر کی
... عدالت سے معافی نہیں مانگی ہے آپ جو چاہیں کریں۔ یہ سنا تھا کہ کمرہ
... بلند پورے احاطہ میں نعرہ تکبیر اللہ اکبر، مفتی اعظم زندہ باد، مفتی اویس زندہ
... علماء دیوبند زندہ باد کے نعرے شروع ہو گئے۔ نعرہ بازی پندرہ منٹ تک چاروں
... نعرے ہی گونجتے رہے۔ جج صاحبان اس منظر کو دیکھتے ہوئے اٹھ کر اپنے خاص
... میں تشریف لے گئے۔ نعرے ختم ہونے کے پانچ دس منٹ کے بعد دوبارہ اپنی
... پر آ بیٹھے اور مفتی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا آپ کیا کہنے لگے
... ہیں اس پر تو دوبارہ اجتماع قائم ہو سکتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صاحب مرحوم [illegible] حکومت [illegible] حوالوں [illegible] ہے اس کی
[illegible] مفتی محمد شفیع صاحب کا تعلق ہے۔ جناب صدر صاحب، حق صاحب نے
[illegible] اور جسٹس وحید الدین صاحب جو [illegible] اور جسٹس صاحبان نے
[illegible] اگر مفتی اور حسن صاحب پہلے سے ان باتوں کی تحقیق [illegible]
[illegible] صورت حال پیش نہ کرتی۔ مزید یہ کہ جناب مفتی صاحب، صاحب علم ہیں
[illegible] کچھ لوگوں نے رجوع کیا ہے پھر بھی تنقید تو ہے مگر یہ بیحد [illegible]
[illegible] ہے۔

جسٹس صاحب کے [illegible] بعد [illegible] صاحب
[illegible] مفتی اور حسن صاحب کا مضمون اصلی حالت میں صورت حال کی
[illegible] پھر [illegible] سے [illegible] آگئی اور اس تنقید سے [illegible]
[illegible] کس [illegible] [illegible] [illegible]

مختصر خاکہ میں تحریر میں لے آئیں کیونکہ جو کچھ انہوں نے تیار شدہ مضمون سنا ہے اس کو پڑھنے کا وقت نہیں مل سکا آج ہی سنانا ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے ایک صفحہ کا مضمون حدیث شریف کے حوالہ اور نظر سے ساتھ لکھ دیا کہ عنایت فرمائیں۔

اس کے بعد مدینہ سے مفتی صاحب پر ستہ تو میں عدالت کا مقدمہ دائر کر دیا اور آپ کو بیعزت بری قرار دیا گیا۔ چونکہ مقدمہ میں اصل آپ ہیں اس لئے آپ کے بری ہونے کے بعد دوسرے حضرات خود بخود ہی بری ہو جاتے ہیں۔ البتہ حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب اور دوسرے متعلقین بھی بری ہو گئے۔ البتہ ملک جنگ احمد میر ملٹری اکاؤنٹس صاحب کی جانب سے اس سے قبل معافی نامہ داخل کیا گیا تھا۔ مفتی صاحب کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تھے۔ اس کارروائی کے بعد جج صاحب کی طرف سے مفتی صاحب اور آپ کے رفقاء کو چائے کی دعوت دی گئی لیکن حضرت مفتی صاحب اور حسن صاحب مدنی کے رفقاء نے معذرت کر لی۔

اس کے بعد پنڈی میں دو تین دن قیام میں مفتی صاحب نے خطاب کیا پھر وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز شاہ ورچی پہنچے۔ کراچی ائرپورٹ پر کثیر تعداد میں علماء کے ساتھ دیگر مسلمانوں کی بڑی تعداد نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔

ائرپورٹ کی مسجد تعمیر عثمانی حضرت اقدس مفتی اعظم زندہ باد (۱۹۷۴ء) کے نعروں سے گونج اٹھی۔ ائرپورٹ کے باہر کا علاقہ استقبال کرنے والوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ائرپورٹ سے پورے چھ گھنٹے میں آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن پہنچے، راستے میں جگہ جگہ پر جامعہ فاروقیہ تشریف لے گئے۔ وہاں تھوڑی دیر آپ نے مقدمہ کا مختصر احوال سنایا اور تقریباً عالی اس کے بعد وہاں

ے ورنہ نادم ہوگا۔

ں تفویت عامہ کے بعد آپ کا لقب مفتی اعظم ہو گیا اور مفتی اعظم پاکستان
ے سے مشہور رہے ورنہ کسی ادارہ نے باقاعدہ آپ کو مفتی اعظم نہیں بنایا تھا
یہ ایک ذاتی ادارہ پاکستان میں ہے اور حکومت کی جانب سے بھی کوئی ایسا عہدہ نہیں
ے دینی حلقوں اور شخصیات کی جانب سے کوئی ایسا قانون یا اصول ہے کہ خاص
ے کے ساتھ کسی کو مفتی اعظم لکھا جائے بلکہ یہ بات تو لوگوں کی زبان پر آ گئی تھی
ں خلق کو نقارہ خدا سمجھو" قدرت کی جانب سے آپ کی شہرت چہار سو سے عام
ں پھیل گئی اس کے بعد اہل علم و علماء بھی مفتی اعظم پکارے اور لکھے گئے۔ جنگ
ں میں شائع ہوئے اس رپورٹ ملاحظہ فرمائیے

وفاقی شرعی عدالت نے مفتی ولی حسن، مولانا ادریس میرٹھی

اور روزنامہ جنگ کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ خارج کر دیا

کراچی ۲۵ اپریل (نمائندہ جنگ) وفاقی شرعی عدالت نے آج ممتاز عالم
ں مفتی ولی حسن، ماہنامہ "بینات" کے ایڈیٹر مولانا محمد ادریس، روزنامہ جنگ کے
ایڈیٹر انچیف میر خلیل الرحمن، پرنٹر پبلشر میر جاوید الرحمن اور جنگ کے صفحہ اقراء
کے انچارج جناب محمد جمیل کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ خارج کر دیا جب کہ
ماہنامہ "بینات" کے پرنٹر حاجی محمد زکی کے خلاف "کندہ کسی تاریخ" کو مقدمہ کی سماعت
کی وجہ سے وہ آج بوجوہ عدالت میں حاضر نہیں تھے جنگ کے ایڈیٹر انچیف،
پرنٹر پبلشر اور جناب محمد جمیل نے عدالت کو تحریری معافی نامہ پیش کیا جب کہ مفتی ولی

حسن ورسم ناظم مدرسہ میر تھی نے بھی عدالت میں تحریری بیانات داخل کیے۔ دوران
شریعت عدالت جناب حسنین قاضی حسنین، جناب حسن علی حسین قریشی، جناب
حسنین ظہور الحق، جناب حسنین چوہدری محمد صدیق اور جناب حسنین مولانا مظفر علی
علی پر مشتمل تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسجد کی تقسیم کے سلسلے میں مفتی ولی حسن کا
مضمون اخبار روزنامہ جنگ میں شائع ہوا تھا جس کا عدالت نے نوٹس لیا۔ مفتی
ولی حسن اور جنگ کے ایڈیٹر انچیف پرنٹر و پبلشر کو بھی عدالت سے نوٹس جاری کیے
گئے۔ ۹ اپریل ۱۹۸۷ء کو اس مقدمہ کی کارروائی میں پہلی پیشی تھی۔ حسن و جنگ کے ایڈیٹر
انچیف مسٹر خلیل الرحمان نے عدالت میں پیش ہو کر بتایا تھا کہ یہ بحث مضمون ماہنامہ
"بینات" کراچی سے نقل کیا گیا تھا۔ جنگ پہلے ہی اس سلسلے میں معذرت شائع
کر چکا ہے۔ اس پر عدالت نے "بینات" کے ایڈیٹر مولانا محمد ادریس اور مفتی محمد ولی
اور جنگ کے متعلقہ رپورٹر کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کی ہدایت کی تھی۔
میر جاوید احسن اس وقت ملک سے غیر حاضری کی بنا پر عدالت میں پیش نہ
ہو سکے۔ مفتی ولی حسن کے وکیل نے عدالت سے استدعا کی تھی کہ انہیں اپنی صفائی
کے لیے وقت دیا جائے اس پر عدالت نے آج کی تاریخ مقرر کی تھی۔ آج عدالت
نے توہین عدالت کے نوٹس خارج کرتے ہوئے فیصلہ سنایا کہ مفتی ولی حسن نے تحریری
بیان اور زبانی وضاحت کو قبول کر لیا ہے۔ فاضل عدالت نے مولانا محمد ادریس کے
وکیل کو بھی موقع دیا کہ وہ کہہ چکے ہیں تو پہلا تحریری بیان واپس لے کر مفتی ولی حسن
صاحب کے تحریری بیان اور زبانی معافی نامہ پیش کریں۔ اس پر مولانا محمد ادریس کے
وکیل نے عدالت کو بتایا کہ وہ اپنے موکل مولانا محمد ادریس کی ہدایت کے مطابق ان کا تحریری

وہ یہاں واپس لیتے ہیں اور مفتی ولی حسن صاحب کے بیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ عدالت نے مولانا محمد ادریس کو کہا کہ بیان واپس لینے کی اجازت دے دی۔ پھر عدالت نے جنگ کے ایڈیٹر انچیف اور پبلشر اور صفحہ قرطاس کے انچارج کا معافی نامہ بھی منظور کر لیا۔ چونکہ ماہنامہ "بینات" کراچی کے پرنٹر حاجی محمد دین نے عدالت کی بنا پر آج کی پیشی سے معذرت کی تھی اس لیے عدالت نے انہیں علیحدہ کسی دن تاریخ پر حاضر ہونے کا حکم صادر کیا۔ اس سے قبل وکیل صفائی خواجہ شرف اسلام نے توہین عدالت کا معاملہ شریعت عدالت سے مربوط نہ ہونے کے بارے میں تحریر پیش کرنے کی کوشش کی تو فاضل چیف جسٹس جناب حسین نے کہا کہ اس وقت ایسی کوئی درخواست عدالت کے روبرو پیش نہیں ہے اس کے لئے علیحدہ سے درخواست دی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد وکیل صفائی نے اپنے موکلوں سے مشورے کے لئے عدالت سے استدعا کی کہ پانچ منٹ کا وقفہ دیا جائے۔ عدالت نے اس استدعا کو منظور کرتے ہوئے وقفہ کر دیا۔ وقفہ کے بعد مفتی ولی حسن نے وفاقی شریعت عدالت کو بتایا کہ انھوں نے اپنے فتوے میں جو کلمات تحریر کئے ہیں وہ ہتک پر مبنی نہیں تھے اور نہ ہی کسی کی توہین مقصود تھی۔

مفتی ولی حسن کا تحریری بیان:

مفتی ولی حسن نے درج ذیل تحریری بیان وفاقی شرعی عدالت اسلام آباد میں داخل کیا۔ مسجد سے متعلق میرا جو فتویٰ رسالہ "بینات" بابت ماہ مارچ ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا ہے وہ میری بصیرت اور علم کی حد تک صحیح ہے اور میں اب بھی اس پر قائم ہوں اس فتویٰ پر سلف صالحین کے علماء اور مفتیان کرام کے دستخط موجود ہیں جنھوں نے فتویٰ سے

۔۔کل ورس کے پورے اعتماد کی توثیق و تصدیق کی ہے۔ فتوں میں عدالت عالیہ
جس اعتماد کو قابل اعتراض قرار دیا ہے اس سے میرا مقصد عدالت یا کسی شخص کی توہین
قطعاً نہیں تھا۔ سیت کا اختیار سندی قانون اور جدید قانون دونوں میں مساوی ہے
وفاقی شریعت عدالت کے ساتھ توہین عدالت کا قانون غیر مربوط ہے۔ سلام کے
زریں ارشاد ہے اور میں قضاۃ اور دعاۃ اور مرا کو سخت سست کہا گیا لیکن ان کو کوئی
نہیں دی گئی۔ اس قسم کے جج کی مثالیں عبدالعزیز بدری کی کتاب "
اسی طرح "اخبار القضاۃ" وغیرہ میں ہیں ایک مثال قاضی معاویہ بن معاویہ مزنی کی ہے
رسول ﷺ نے جب ایک فیصلہ بطور حکم فرمایا تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ عدل
آپ ﷺ سے سیکھا ہے۔ حضور ﷺ کا چہرہ مبارک یہ بات سنکر سرخ ہو گیا
۔۔۔ہیں دی (اس کی تفصیل کے لئے دیکھیے صحیح بخاری کتاب الشہادات ن
۔۔۔۳) اور پھر اس موقف پر ۱۹ اپریل کو میں زبانی پیش ہو چکا ہوں۔

انتظامات

آج کی ناخوشگوار واقعاتی روک تھام کے لئے صبح سے اسلام آباد کے
سڑکوں پر پولیس کی کافی تعداد موجود تھی وفاقی شرعی عدالت کی کارروائی شروع ہونے سے
رجسٹرار نے مختلف افراد و خصوصی پاس جاری کئے تھے۔ مستعد اسلام آباد
عمارت کے باہر جمع ہوئے تھے انتظار کرتے رہے جب فیصلہ سنانے
کی سن کر مورخہ ۱۰ مئی کو میں مدیر اعلیٰ عدالت عالیہ سے جا ملے ہم
باہر بیٹھے ہوئے علماء سے ملے میں بھی اور تمام علماء حضرات نے
روزے رکھے۔ مقدمہ میں کارروائی شروع ہونے سے پہلے ہم

میں مولانا اسفندیار خان مفتی محمد رحمان، قاری محمد یوسف، قاری محمد میں، دارالعلوم تعلیم القرآن کے قاضی احسان الحق مجلس شوریٰ کے رکن مولانا سمیع الحق اور مولانا چراغ الدین شاہ شامل تھے۔ مفتی ذی حسن اور مولانا محمد ادریس کی طرف سے خواجہ شرف اسلام ایڈووکیٹ نے پیروی کی۔ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی نائب میر اور سرحد کے عالم دین مولانا محمد ایوب جان بنوری جب وفاقی شرعی عدالت میں مفتی اعظم پاکستان مفتی ذی حسن کی پیشی کے سلسلے میں اسلام آباد پہنچے تو انھیں عدالت عالیہ تک جانے سے روک دیا گیا اور حافظ محمد زمرد خان، مولانا اطہر مدرسہ صفدر الدین تک کو شکستہ میں روک لیا گیا۔ مولانا ایوب بنوری نے ایک بیان میں وفاقی شریعت عدالت کی کارروائی دیکھنے کے لئے آنے والے لوگوں کو حکومتی انتظامیہ کی طرف سے رکاوٹ پر افسوس کا اظہار کیا۔

مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کا قیام اور اس کی رکنیت

اس میں ایسے علماء کو رکھا گیا تھا جن کے علم، تقویٰ، تبحر، بصیرت پر امت کو اعتماد ہو۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ جو جدید مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کی تحقیق کے لئے کہاں علماء کی ایک جماعت قائم کی جائے تاکہ نو وارد مسائل کی تحقیق کرے۔ اس مجلس میں جہاں پر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب حضرت مولانا

---

(۱) قاعدہ مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات نامہ محمود۔ لقب: قاعدہ۔

(۲) دیکھئے ماہنامہ بینات ۱۹ شعبان ۱۴۰۳ھ، مطابق ۳۱ مئی ۱۹۸۳ء، ص ۱۰

مفتی رشید احمدؒ صاحب سے تو اس میں حضرت مفتی ولی حسن صاحب بھی اس مجلس

تصانیف آپ سے پہلے زمانہ کی یہ طرح تو بیاست میں مشغول رہی اور اسی طرف درس تدریس بھی
جاری رہی۔ اس کے باوجود آخری سالوں میں آپ نے ترمذی شریف کی عربی شرح لکھنا شروع کی اور
جب آپ باب القدر والی حدیث تک پہنچے تو بیماری حائل ہو گئی اللہ تعالیٰ ہمیں

وفات آپ کی وفات ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں اس طرح ہوئی کہ آپ عزیمت اللہ کے ساتھ رہتے ہوئے
بیماری کی حالت میں گھوڑے سواری پر گھومتے ہوئے جب داعی حق نے بلاوا بھیجا تو انتظار کئے بغیر
جب بلایا اور دیکھتے ہی دیکھتے جاں جاں آفرین کے سپرد کر دی۔

(۱) مفتی رشید احمد لدھیانوی کے مختصر حالات

نام رشید احمد۔ لدھیانہ سے تعلق تھا۔ آپ کے والد حضرت شیخ علی لدھیانوی سے عجیب باغ تھے اور یہ
شیخ میں صاحب ولایت کے نام سے مشہور تھے۔

ولادت باسعادت ۱۳۴۳ھ (۱۹۲۳ء بمطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء)۔

تعلیم و تربیت والد ماجد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ نے پرائمری سکول
میں چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ پھر عربی تعلیم کے لئے گھومو شریف ملتان سے قریب مدرسہ میں
فارسی وغیرہ کی کتب پڑھیں۔

پھر ۱۹۳۵ء میں جالندھر آباد تشریف لائے وہاں مدرسہ میں فارسی کے ساتھ عربی کی تعلیم حاصل کی
۔ کے بعد جالندھر جمع گوجرانوالہ۔ پھر جھنگ میں بھی کچھ مدت تک پڑھا اور پھر مدرسہ ریلوے شاہدرہ
(لاہور) میں پڑھا۔

۱۹۴۷ء میں معقولات پڑھنے کے لئے گجرات (پنجاب) تشریف لے گئے ایک سال میں آپ نے تین
کتابیں پڑھیں۔

۱۹۴۸ء میں آپ نے دارالحدیث سے مشہور عالم دین بزرگ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور
دورہ حدیث وہاں پڑھا۔

اور اس قدر علم [illegible] ہونے کے بعد آپ نے تدریس کا [illegible] مدرسہ [illegible] میں [illegible]

[illegible] آپ [illegible] کی [illegible] آپ [illegible] میں [illegible] کتب [illegible] بھی پڑھیں۔

[illegible] تک آپ اس مدرسے کے شیخ الحدیث رہے [illegible] تمام [illegible] رہے۔

[illegible] آپ [illegible] شیخ الحدیث [illegible] تک [illegible] رہے۔

[illegible] آپ [illegible] کا اختتام [illegible]

[illegible] آپ [illegible] شیخ [illegible] رہے [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] آپ [illegible] کی [illegible] ہیں

کے رئیس رکین تھے اور اس کے سرا جلاس میں حضرت مفتی صاحب اپنے علم افضل اور تقوے سے لوگوں کو متاثر کرتے اور جب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب حضرت مولانا یوسف بنوری اور مفتی محمود وغیرہ دنیا سے رخصت ہو گئے اس کے بعد تو اس مجلس کی روح حضرت مفتی صاحب ہی ہو کر رہ گئے تھے۔ ان اکابرین علماء کے رخصت ہو جانے کے بعد ارشاد فرمایا کرتے کہ اب پہلے والی بات نہیں رہی ہے اب اس مجلس میں جانے کا جی نہیں چاہتا اور وہ حضرات علماء جو تھے ان کے ساتھ علمی بحث بھی ختم ہو گئی۔ نیز یہ بھی فرمانے لگے کہ اب اجلاس میں شرکت کرنے کا جی بھی نہیں چاہتا کیونکہ اب تحقیق کرنے والے نہیں رہے ورنہ اب کوئی بھی بحث ہوتی ہے اب تو حال یہ ہے کہ جس کو بھی تقریر آتی ہے وہ جج مفتی ہوتا ہے۔

غرض یہ کہ آپ مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کے اجلاس میں تقریباً دس بارہ سال تک اہتمام سے شرکت فرماتے رہے اور جب کبھی علماء دنیا سے رخصت ہو گئے تو پھر شرکت ترک کر دی ہاں بعض مرتبہ اہل علم کے اصرار کرنے پر کبھی کبھار اس کے اجلاس میں شرکت فرما لیتے تھے۔

نگرانِ تخصص فی الفقہ الاسلامی

۱۹۹۳ء میں وقت کے مجدد اعصر علامہ یوسف بنوری نے جب جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی بنیاد رکھی تو ان کی تمنا یہ ہوئی کہ یہاں پر تخصص فی الفقہ الاسلامی کا شعبہ قائم کیا جائے جس میں درس نظامی سے فارغ تخصیص علماء کو فقہ کی بنیادی کتب مثلاً بدائع الصنائع، ردالمحتار، جامع الفصولین، شرح وقایہ، ہدایہ وغیرہ میں سے فقہاء

والقاضی بھی تربیت اس طرح سے دی جائے کہ پیش آمدہ مسائل وحادثات کو اس کتابوں کے مسائل کی روشنی میں حل کر سکیں اس کام کے لئے حضرت مولانا یوسف بنوریؒ کی نظر حضرت مفتی ولی حسن صاحبؒ پر ہی پڑی جو اس کام کے لئے بالکل موزوں تھے۔ اسی طرح یہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کا جزو جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں شروع ہو گیا۔ اس تخصص کی اساس پورے بیشہ میں پہلی مرتبہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں ہی ہوئی اور اس کے نگران حضرت مفتی ولی حسن صاحبؒ ہوئے اور اس ذمہ داری کو حضرت مفتی صاحبؒ نے اس انہماک وقوتین کے ساتھ پچیس سال تک اس بندی آن شان کے ساتھ نبھایا جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اس میں بھی سیکڑوں علماء نے آپؒ سے پورا فائدہ اٹھایا۔

دارالافتاء کی صدارت

جس میں دنیا بھر کے مختلف ممالک اور پاکستان کے گوشہ گوشہ سے آنے والے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ یہ روزانہ بیسیوں حضرات زبانی اور ٹیلی فون کے ذریعہ مسائل کو دریافت کرتے ہیں۔ اس دارالافتاء کی بھی ذمہ داری شروع سے ہی مولانا یوسف بنوریؒ نے حضرت مفتی صاحبؒ پر عائد کرتے ہوئے تھی کوئی ان پر اعتماد کرتے ہوئے کیونکہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے فتوی کی جو مقبولیت عوام و خواص میں ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ آپؒ نے یہاں بیٹھ کر ہزاروں فتوے جاری کئے اور سرگرداں لوگوں کی علمی پیاس کو بجھایا

حضرت مفتی ولی حسن کے فتاوی کی خصوصیت

آپ کی طبیعت میں بہت زیادہ [illegible] آپ نے فتوی میں بھی [illegible] کوشش کی ہے کہ کسی طرح سے [illegible] مسئلہ میں کوئی نکل آئے۔ یہی [illegible] آپ کی صحت دماغ پر دلیل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

وفی عمدہ الاحکام من کشف الضرورۃ یستحب للمفتی الاخذ بما یوجب التیسیر علی العوام مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الماکل الطاہرۃ بدون التصفی الخ

کشف الغمہ کے حوالہ سے عمدۃ الاحکام میں یہ بات لکھی ہے کہ مفتی کے لئے مستحب ہے کہ عوام کی آسانی کی خاطر فتوی دے جیسے حدیث پاک میں پاک کھانوں میں بغیر چھان مارنے کا ارشاد فرمایا۔

[illegible] شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

یستحب للمفتی ان یاخذ بالایسر فی حق غیرہ خصوصا فی حق الضعفاء قولہ علیہ الاسلام ابی موسی الاشعری ومعاذ حینما بعثہما الی الیمن یسرا ولا تعسرا

مطلب یہ ہے کہ مفتی کو چاہئے کہ دوسروں کے حق میں خصوصاً کمزوروں کے حق میں آسانی پیدا کرے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجتے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگوں میں آسانی کرنا اور تنگی نہ کرنا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت مفتی صاحب کا حدیث سے شغف

[illegible]

من کان عندہ ھذا الکتاب الجامع فکان عندہ نبی یتکلم

یعنی جس کے پاس ترمذی شریف موجود ہو گویا یہ ہے کہ نبی ﷺ اس سے گفتگو فرماتے ہیں۔

بہرحال ترمذی شریف کی اہمیت بہت زیادہ ہے تو اس کے پڑھانے والے بھی اسی اہمیت کے حامل ہونے چاہئیں۔

اسی اہمیت کے پیش نظر شروع میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ خود ترمذی شریف پڑھاتے تھے مگر پھر علامہ محمد یوسف بنوریؒ نے یہ کتاب حضرت مفتی ولی حسن کی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے پڑھانے کے لئے دے دی۔

مفتی ولی حسن کا ترمذی شریف کا درس

علامہ یوسف بنوریؒ مفتی ولی حسن کی شخصیت سے اچھی طرح واقف تھے اس نے اس اہم کتاب کے پڑھانے کے لئے حضرت بنوریؒ نے آپ کو منتخب فرمایا۔

اس سلسلہ میں علامہ یوسف بنوریؒ فرماتے تھے کہ میں ترمذی شریف کے بارے میں فکرمند تھا کہ کس استاد کو پڑھانے کو دوں؟ شروع میں کچھ تردد تھا لیکن بعد میں میرا شرح صدر ہو گیا تو اس کتاب کے پڑھانے کے لئے سب سے زیادہ مستحق حضرت مفتی صاحب ہیں۔ اس کے بعد ترمذی شریف کا سبق حضرت مفتی صاحب کے حوالے کر دیا گیا جس کو حضرت مفتی صاحب نے اپنے مرض تک نبھایا۔

سوم گل میں پوچھتے ہو کیا حال تم اس دیوانے کا

جس نے یک ہی گل کے مدرسہ گلستاں دیکھا

علامہ محمد یوسف خورشی جو کہ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری کے علوم کے حامل تھے درس کو مکمل کرانا چاہتے تھے ایک طرف تو انھوں نے معارف السنن (جو ترمذی شریف کی بہترین شرح ہے) لکھی جس میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے علوم کو

---

(۱) معارف السنن کا مختصر تعارف

جامع ترمذی شریف اور مؤلف رحمہ اللہ خصوصاً صحاح ستہ میں پائی جانے والی احادیث، جامعیت، اختلاف مسائل سے متعلق ائمہ کے مذاہب، ان کے دلائل، ان دلائل سے مذاہب اربعہ کی صحت و قوت کی تحقیق، صحاح ستہ میں پائی جانے والی مشکل احادیث کے مفاہیم، ان احادیث سے مستنبط احکام کا بیان، اختلاف مسلک کی صورت میں احناف کی طرف سے دلائل کا جواب، احادیث کی صحت و ضعف کے بارے میں محدثین کے اقوال، ان کی تطبیق و ترجیح، ان احادیث سے مستنبط ہونے والے فقہی مسائل، ان مسائل کے بارے میں ائمہ اربعہ کے مذاہب اور ان کے دلائل، ان دلائل سے مذاہب اربعہ کی صحت و قوت کی تحقیق، ان احادیث کے راویوں کے حالات، ان کی جرح و تعدیل کے بارے میں ائمہ کے اقوال، ان کی تطبیق و ترجیح، ان راویوں کے حالات

ہیں کہ دوسری طرف حضرت علامہ بنوری صاحب حضرت انور شاہ کشمیریؒ کے تلمیذ اور انداز حدیث کو حضرت مفتی صاحب کو بتانا چاہتے تھے۔ اس لئے علامہ یوسف بنوری صاحب نے حضرت مفتی صاحب کو ترمذی شریف کا سبق حوالے کرنے سے پہلے حضرت مفتی سے فرمایا کہ مجھے آپ سے سخت کام لینا ہے۔ اس کے لئے آپ کو تکلیف دوں گا شاید آپ کو ناگوار بھی ہو لیکن مجھے تو آپ سے کام لینا ہے۔

یہ جملہ سن کر حضرت مفتی صاحب نے عرض کیا کہ بندہ حاضر ہے جو خدمت آپ لینا چاہتے ہیں اگر میرے بس کی بات ہے تو بندہ اس کے لئے تیار ہے۔ اس بات کو مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت مولانا محمد

۴۔ ہر بحث میں متعدد اہم کتابوں کے علاوہ دیگر کتابوں کے حوالہ جات نقل ہیں۔

۳۔ ہر تحقیق کے دلائل کے لئے جو مسئلے کے حل میں کتابوں کی بڑی مجموعہ تعداد ان کے ابواب صفحات کی وضاحت سے تاکہ مزید بحث اور تحقیق میں مراجعت کی آسانی رہے۔ تخصص کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ہو۔

۵۔ ہر مذہب کی نقل کے لئے مذہب کی اصل کتابوں سے عبارات نقل کی گئی ہیں اور صرف دوسروں کی نقل پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے۔

۶۔ ہر مسئلے میں افراط وتفریط کے درمیان اعتدال کی راہ کو اختیار کیا گیا اور افراط وتفریط کرنے والوں کا علمی تحقیقی محاسبہ کیا گیا ہے۔

۷۔ ہر مذہب فقہی کی تحقیق پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، جو کتاب کا طرۂ امتیاز ہے اور اضافہ پر بہت احسان ہے۔

۸۔ بعض غیر مقلدین کی طرف سے تعصب اور تنگ نظری کی بنا پر مذہب فقہی پر بعض مسائل میں جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا مدلل اور منصفانہ اور مسکت جوابات دیئے گئے ہیں۔

۹۔ ہر حدیث کے جو اہم اور مشکل مباحث ہیں ان کی مکمل تحقیق کی گئی ہے جو کسی دوسری تالیف میں ایک جگہ میں نہیں ملے گی۔

یوسف بنوریؒ نے حضرت مفتی صاحب کو اپنی تصنیف معارف السنن کا ایک قلمی نسخہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ خوب تحقیق مطالعہ کے بعد میرے ترمذی شریف کے سبق میں شرکت فرمایا کریں چنانچہ مسلسل تین سال تک جناب مفتی صاحب معارف السنن کے حواشی کی روشنی میں پوری تیاری کے ساتھ حضرت بنوری کے درس ترمذی میں بہت اہتمام والتزام کے ساتھ شریک ہوتے رہے اس کے بعد مولانا بنوریؒ نے ترمذی شریف کا سبق حضرت مفتی صاحب کے حوالے کر دیا۔

بخاری شریف کا درس:

اور جب ۱۹۷۷ء میں حضرت محدث العصر علامہ یوسف بنوریؒ کا انتقال ہوا تو حضرت مفتی ولی حسن صاحبؒ حضرت علامہ یوسف بنوریؒ کے علمی جانشین تھے اس لئے جامعہ کی انتظامیہ نے حضرت مفتی صاحب کو درس بخاری بھی حوالہ کر دیا اس کو بھی آپ نے مرض وفات تک اس اہتمام کے ساتھ پڑھایا کہ آپ مرجع خلائق بن گئے۔ آپ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کے انتقال کے بعد آپ کو بخاری کا سبق پڑھانے کو کہا گیا تو آپ نے تقریباً دس، بارہ دن تک سبق ہی نہیں پڑھایا، فرماتے کہ میں اس کا مستحق نہیں ہوں۔ پھر اس کے بعد ایک دن خواب میں علامہ محمد یوسف بنوریؒ کی زیارت ہوئی کہ میں بخاری شریف کا سبق پڑھا رہا ہوں اور علامہ محمد یوسف بنوریؒ میرے قریب خاموش بیٹھے ہیں، اور میں ان کی موجودگی میں بخاری شریف پڑھا رہا ہوں۔

پھر دوسرا خواب یہ دیکھا کہ علامہ محمد یوسف بنوریؒ دارالحدیث میں اساتذہ کی جگہ اپنی کرسی لے کر بیٹھے ہیں اور مجھے اشارہ فرما رہے ہیں کہ مفتی صاحب کتاب پڑھانا

شروع کریں۔ میں اساتذہ کی جگہ سے نیچے اتر کر علامہ بنوری کے دائیں طرف جا کر بیٹھ گیا، اتنے میں آنکھ کھل گئی اس خواب کے بعد سے آپ نے درس بخاری شروع فرمایا اور تا مرض وفات تک بڑے ہی اہتمام کے ساتھ پڑھاتے رہے اور اپنی مثال آپ بن گئے۔[1]

حضرت مفتی صاحب کے حلقہ درس کی خصوصیات:

آپ کے درس کے بارے میں آپ کے شاگرد خاص مفتی عبدالسلام چاٹگامی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت استاذ عجیب وغریب شخصیت کے مالک تھے، ماہر فنون و علوم ہوتے ہوئے ظرافت اور خوش طبعی، سمجھانے کا انداز اور ڈھنگ کچھ الگ ہی تھا، ایسے استاذ ہزاروں میں نہیں لاکھوں میں ایک ہوتے ہیں۔ حضرت مفتی ولی حسن صاحب کے درس کا حال یہ تھا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ استعداد کا طالب علم بھی اپنی استعداد کے موافق علوم وفنون کے نکات اور اصول وفروع سمیٹ رہا ہوتا اور ادنیٰ سے ادنیٰ استعداد کا طالب علم بھی کتاب سمجھنے سے محروم نہیں رہتا تھا، (الا ان یکون محروم القسمۃ) یہ ایک الگ موضوع ہے، لیکن بندہ حقیر جیسے ضعیف الاستعداد اور ضعیف القویٰ لوگوں کے لئے آپ علوم کا سمندر تھے، جب آپ درس دیا کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ علوم کا سمندر تلاطم وتموج میں ہے، قوی الاستعداد اور متوسط الاستعداد طلباء تو اس میں مستغرق ہوتے اور علوم وفنون کے موتیوں کو جمع کرتے نظر آتے۔ جب کہ ضعیف الاستعداد طلباء بھی وجد میں ہوتے ایسا معلوم ہوتا کہ انھوں نے کبھی ایسا درس سنا ہی نہیں ہے۔ حضرت مفتی ولی حسن صاحب جب بعض طلباء کو پوری توجہ سے درس

---

(۱) ماہنامہ بینات

سنتے ہوئے سنا تو ان الفاظ کے تعجب فرمایا کرتے تھے "سن تو دوست کیا کہتا ہے سنو، یہاں پر عجیب مضمون بیان کیا جا رہا ہے، وغیرہ وغیرہ، اس سے طالب علم چوکنے ہو جاتے اور اپنی غفلت پر خود نادم ہو جاتے۔

(۳)۔ ان کے علاوہ آپ درس حدیث میں فقہی اصول کی طرف بھی نشان دہی فرماتے رہتے تھے۔

(۴)۔ حدیث سے مستنبط جزئیات کو بھی بیان فرماتے تھے۔

(۵)۔ درس میں نہایت سلیس اور دھیمی رفتار ہوتی تھی سمجھنے والا ایک ایک لفظ سمجھ سکتا تھا۔

بقول حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ آپ مشکل سے مشکل بحث کی تقریر اس طرح فرماتے کہ مسئلہ پانی ہو کر رہ جاتا۔

(۵)۔ مشکل مقامات کو نہایت ہی آسان مثالیں دے کر سمجھاتے تھے

(۶)۔ حسب ضرورت حدیث کی سند اور راوی کے جرح، تعدیل پر بھی بحث فرماتے تھے۔

(۷)۔ درس کے بعد کچھ دیر اپنی جگہ پر تشریف فرما ہوتے کہ اگر کسی طالب علم کو کوئی بات سمجھ نہ آئی ہو تو وہ سوال کر لیتا تھا۔

(۸)۔ شروع سے آخر تک سبق پورے اہتمام سے ہوتا۔

(۹)۔ حدیث کی وضاحت اس انداز میں فرماتے کہ وہ ذہن میں نقش ہو جاتی

(۱۰) حدیث کا مفہوم اور اس سے مسائل اور حدیث میں دی ہوئی بظاہر تعارض ہوتا پہلے ان کو اردو میں سمجھ کر پھر عبارت والی پر تطبیق دیتے تھے اس سے آپ کی عبارت

بھی اچھی طرح حل ہو جاتی۔

(۱۱) درس کے دوران دلچسپ واقعات بھی سناتے رہتے تھے۔ زبان کی معصومانہ لغزش درس کی مدت میں کمی کرنے کے بجائے اور اضافہ کر دیتی تھی۔

(۱۲)۔ فقہی مسائل بیان فرما کر آخر میں مذہب حنفی کو بیان فرما کر اس کی وجہ ترجیح بھی بیان فرماتے۔

(۱۳)۔ مشکل حدیث کا مطالعہ و ترجمہ اور بھی آسان تحریر کو بھی بیان فرماتے۔

(۱۵)۔ عصر حاضر میں تقریر و تحریر کی تحریکوں سے بھی مفتی صاحب اچھی طرح باخبر تھے اس کو بھی وقتاً فوقتاً بیان فرماتے۔

(۱۶)۔ نئے پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں علماء و تازہ ترین معلومات سے مستفید فرماتے رہتے۔[۱]

(۱۷)۔ حضرت مفتی صاحب کا درس حدیث میں یہ درسی کتابوں کے مطالعہ کا ذوق و شوق پیدا کرتا تھا۔ اس سلسلہ میں مولانا تقی عثمانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں ہم جب حضرت مفتی صاحب کے پاس عربی کا معلم پڑھتے تھے، اسی وقت سے حضرت مفتی صاحب سے تدریسی نقطہ نظر سے مطالعے کی تیاری شروع کر دی تھی اور مجھے یاد ہے کہ اسی زمانے میں جب میں عربی تعلیم کی طرف متوجہ تھا اور کبھی عربی کتابوں سے براہ راست استفادہ کا تصور مشکل تھا، ایک روز حضرت مفتی صاحب نے مجھے یہ فرمایا میں تمہیں ایک بڑی عربی کتاب بتلاتا ہوں۔ اس کا نام ہے "فقہ اللغۃ" یہ بڑی ضخیم لغت کی تالیف ہے اور اس میں عربی زبان سے متعلق علوم و فنون کی

---

[۱] جاری ہے

موجود ہیں یہ کتب خانے میں فلاں جگہ لکھی ہوئی ہے اس کا مطالعہ کیا کرو۔ اس سے تمہیں عربی ادب کی کتابوں میں مدد ملے گی۔ چنانچہ احقر نے حضرت مفتی صاحب کے اس ارشاد پر عمل کیا اور اب یہاں آنے کے بعد عربی کا معلم پڑھنے والے ایک طالب علم نے شکایت کی "نقہ الحلقہ" پڑھنے کا مشورہ دیا حضرت مفتی صاحب کے دوق تربیت کی حکایت تھی۔ گرچہ اس وقت "نقہ الحلقہ" سے کما حقہ استفادہ شاید میں نہ کر سکا لیکن وہ قیمتی کتاب تک رسائی حاصل ہو جانے کے بعد آج تک برابر اس میں بھی اور میرے مطالعہ میں رہی (وقتاً فوقتاً عربی ادب کی تعلیم میں اس سے بڑی مدد ملی۔ دوسری طرف اس طرح کتب خانہ سے ایسا ربط پیدا ہو گیا اور یہ بات دل میں بیٹھ گئی کہ اپنا مطالعہ صرف درسیات تک محدود نہ رکھنا چاہیے بلکہ عام مطالعہ بڑھانے کی کوشش بھی ہر طالب علم کے لئے ضروری ہے عموماً کہ آپ کا ذہن جامع ہوتا ہے اس تحقیقی طرز میں بہت کم دیکھنے والے ہیں۔ کہتے ہیں شاعر ؎

جب نظر ساقیا ہو سب چھپ گئے تارے
تو مجھ کو جلوہ ہر سو تجھی نظر آیا

بیعت و خلافت

فقہ اور تصوف کا آپس میں بہت ہی زیادہ گہرا تعلق ہے بغیر فقہ پر عمل تصوف سے بغیر تصوف پر عمل فقہ کے جیسے ممکن نہیں اسی تصوف و حدیث میں لفظ "احسان" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ظاہری (علوم دینیہ) کو حاصل کرنے کے بعد ان کو برتنے کے لئے فقہ کی ضرورت

پڑتی ہے تو اس طرح اس بیماری (مثلاً تکبر) کے ضد کی محبت، رسول ﷺ سے محبت، صبر، توکل، صبر و شکر، تواضع، خشوع، طاعت، سلامت، وغیرہ اور حسد و کینہ وغیرہ سے بچنے کے تصوف کا سہارا لینا ہوتا ہے۔ اسی بات علامہ شامی فرماتے ہیں،

هو علم يعرف به انواع الفضائل و كيفية اكتسابها و انواع الرذائل و كيفية اجتنابها

تصوف وہ علم ہے جس سے اخلاق حمیدہ کی قسمیں اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور اخلاق رذیلہ کی قسمیں اور اس سے بچنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مولانا احمد اللہ بالنچوی سے بیعت

حضرت مفتی صاحب نے ابتداء میں بیعت کا تعلق سندھ کے ایک بزرگ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا احمد اللہ بالنچوی (۱) سے قائم کیا تھا جن کے بارے

---

(۱) حضرت مولانا احمد اللہ بالنچوی کے مختصر حالات

مولانا احمد اللہ صاحب کے قریب ایک گاؤں بالنچ کے رہنے والے تھے، وہ گاؤں بعد میں مولانا کی نسبت سے "بالنچوی" کہلانے لگا۔

تعلیم و تربیت: مولانا صاحب کی تعلیم بالنچ میں ہی شروع ہوئی۔ وہیں سے تعلیم و تربیت کا انتظام ہوا۔ قرآن کریم ناظرہ کرنے کے بعد ساتھ ہی فارسی کی ابتداء بھی ہوئی۔ وہیں میں تعلیم منقطع ہوئی کچھ عرصے بعد مولانا کو اعلیٰ تعلیم کی خاطر بمبئی بھیجا گیا۔ وہاں وہ تعلیم شروع کی اور کچھ عرصے میں تکمیل علم کیا جس کے بعد اپنے وطن واپس آگئے۔

مجھے جمعہ میں بہت مشغولیت تھی اور درس کا سلسلہ بھی تو میں بالکل پسند نہیں تھی

اس سے بعد مولانا تدریس میں مشغول ہوئے جو تقریباً ۱۵ سال تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں بہت سے طلباء نے آپ سے علم حاصل کیا

[illegible] عالم بھی فرماتے ہیں۔

[illegible] اللہ عارف باللہ عالم تحریر کرتا ہے مگر علوم جن علماء میں تھی ان سے پڑھے کا وہی عالم نہیں ہے۔ [illegible] تدریس، فراغت کے بعد پہلی ہی بستی میں درس دینا شروع [illegible] متعدد لوگوں نے آپ سے علم حاصل کیا۔

بیعت آپ نے باطنی اصلاح کے لئے مولانا سید شاہ محمود حسین نعمانی سے تعلق قائم کیا۔ علم سے متعلق [illegible] فرقہ کی پہلی ہی ملاقات میں حضرت مدنی سے [illegible] اور حضرت [illegible] شیخ سے عقیدت تھی۔

حضرت حماد اللہ ہالیجوی اپنے شیخ سے [illegible] رکھتے تھے۔ مدنی [illegible] تھی [illegible] کی [illegible] حضرت حماد اللہ ہالیجوی کی تھی حضرت حماد اللہ ہالیجوی نے اپنے [illegible] سے بہت بلند [illegible] تحریر فرمایا ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے [illegible] پر فرمایا کہ [illegible] صاحب [illegible] آپ [illegible] تحریر [illegible] میں تاکہ [illegible] حضرت والی [illegible] تعلق [illegible] آپ سے [illegible]

حضرت علامہ [illegible] حضرت [illegible] [illegible] کا [illegible] بھی [illegible] آپ [illegible] دقت [illegible] میں مشغول رہتے ہیں اسی طرح [illegible] یوسف [illegible] [illegible] [illegible] سے بہت اچھے الفاظ میں تحریر کی ہے۔

تصانیف متعدد ہیں

[illegible] حیات [illegible] جس میں [illegible] سے ملاقات کو [illegible] [illegible] تحریر [illegible] [illegible] سے بہت [illegible] [illegible] [illegible] لکھا ہے۔

[illegible] [illegible] [illegible] [

میں حضرت مولانا یوسف بنوری فرماتے تھے،

"سرزمین سندھ میں حضرت مولانا محمد داؤد راشد کی اُن کے اکابر امت میں سے تھے کہ ان کے کمالات کو یا تو کسی نے صحیح طور پر پہچانا نہیں یا پھر صحیح فائدہ نہیں اٹھایا۔ وہ پیر مرشد تھے اور شیخ سنت۔ وہ حکیم بھی تھے بہت ماہر حاذق بھی۔ وہ عالم بھی تھے نہایت محقق۔ وہ زاہد تھے جن کے زہد کی نظیر میں نے اپنی زندگی میں نہ دیکھی نہ سنی وہ عارف تھے تصوف کے رموز اسرار اور ان کے لطائف و اذکار کے داتا تھے ان کی یہ خصوصیت تو ایک مکمل مقالے کی محتاج ہیں دو چار ملاقاتوں میں ان کی زندگی کے ایسے گوشے نظر آئے کہ حیرت ہوئی۔ ان کی مختصر مجلس اور مختصر قیام میں چند باتیں سنی تھیں جن کی حلاوت اب تک بھی محسوس کرتا ہوں"[1]

اس کے علاوہ حضرت محقق صاحب شاہ عبدالعزیز رائے پوری کی روحانیت

کے دل جذبات دیکھے ہیں۔

(۱) تجلیات شیخ باتوں پر حضرت کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جس کو ان میں سے کسی نے قلم بند کیا ہے اس کا ایک نسخہ راقم الحروف کے پاس بھی ہے مگر اس پر کسی کا نام نہیں ہے۔

(۲) حالات حضرت مولانا محمد داؤد راشد صفحہ ۳۸ و ۳۹ حاشیہ اس کے علاوہ بھی کئی کتابوں میں یہ واقعہ لکھا گیا ہے۔

(۱) تجلیات ربانی صفحہ ۱۰۳

(۲) حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری کے مختصر حالات

(۳) حالات و ملفوظات حضرت شیخ الحدیث صفحہ ۱۸۹ میں بھی

تعلیم و تعلم پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے

سے بھی بڑے عالم تھے ان کی خدمت میں بھی تشریف لے جاتے اور جب وہ کبھی تشریف رکھتے تو استاد کے ساتھ ان کی مجلس میں بھی شرکت فرماتے۔

بر صغیر کے عظیم قطب اور محدث حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ سے بیعت اور خلافت

جب ۱۳۸۱ھ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری کا فیصلہ ہو گیا تو آپ حضرت مفتی صاحب

ہ سہ شیخ یہ سے پار گوجر سے ہاں میں ہوئی۔ والد سے علاوہ مفتی صاحب نے اپنے نانا فضل احمد یہ سے
سے حاصل کیے مگر اور حدیث سے درس نظامی کے علوم اور تفسیر پڑھنے گئے جہاں اس وقت حضرت
شاہ سلیمان کی شہرت تھی۔ ساتھ میں دیگر کتابیں بھی پڑھتے رہے۔

مدرسہ امینیہ سے فراغت کے بعد آپ نے حضرت کے حکم پر وہیں تدریس شروع کر دی۔ مدرسہ
امینیہ دہلی کے پرانے مدارس میں سے ایک مدرسہ ہے

پاکستان کی طرف ہجرت پاکستان بننے کے بعد آپ نے کچھ وقت مفتی صاحب سے وہیں گزارا۔
پھر ۱۹۵۲ء میں وہاں پر مدرسہ دارالعلوم کے ساتھ ساتھ آپ نے مجید کا ایک کتب خانہ بھی قائم کیا۔ ساتھ میں
اپنے متوسلین کے لیے ایک کتب خانہ بھی بنایا

بیعت و سلوک بیعت حضرت شیخ عبدالحق سے ہی تھے بعد حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری
سے تعلق قائم کیا اور پھر ان کے انتقال کے بعد آپ نے خلیفہ قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری
رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ بعد میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ سے فیض
حاصل کرنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ مثلاً قطب صاحب آپ کا ادب سے نام لیتے ہیں۔

وفات

آپ کے [illegible] کہ شیخ کی قبر کی [illegible] بھی خوش ہے
[illegible] آپ نے کوشش کی حضرت شیخ کے [illegible] خاص تھے ان کا بھی اسی گھر کا حضرت
سے بیعت تھا ان کے [illegible] وصال کی خبر ملی [illegible] حضرت مولانا مفتی
[illegible] ہی [illegible] آپ نے [illegible] اور [illegible] عبدالحلیم
[illegible] پڑھا جنازہ ہوا۔

ے کیا حضرت قطب الاولیاء حضرت مولانا [illegible] صاحب سے اپنے روحانی تعلق جوڑ لیا

(۱) فیض حدیث مولانا [illegible] کے مختصر حالات

[illegible] ہوئے کہ ولادت میں [illegible] کی کمی [illegible] کی [illegible] کرنے لگیں
[illegible] سعادت آپ کو [illegible] میں [illegible] ہوئے آپ کے والد ماجد مولانا [illegible] کی [illegible]
[illegible] تعلیم مولانا [illegible] تھے۔

[illegible] اس وقت کا [illegible] ہوئے آپ کا [illegible] بھی لیتے ہیں۔

تعلیم آپ نے [illegible] مدرسہ [illegible] پر [illegible] حاصل کی۔

آپ کے مشہور اساتذہ میں سے مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا عبد اللطیف مولانا [illegible] وغیرہ ہیں۔
[illegible] آپ نے اپنے والد ماجد مولانا [illegible] صاحب، مولانا [illegible] احمد سہارنپوری سے [illegible]

[illegible] ۱۳۲۳ھ میں [illegible] کے بعد ۱۳۲۳ھ میں [illegible] شروع کی۔ آپ کا درس حدیث مشق بھی دور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا تھا۔ آپ کا [illegible] حدیث بیان کرنا [illegible] توجہ کے ساتھ [illegible] کا پورا [illegible] آپ کی [illegible] سے [illegible] پڑھ رہا ہے اور [illegible] بات بھی [illegible] ہو جاتی تھی۔ خاص [illegible] آپ [illegible] ہوتے تھے [illegible] حضرت شیخ پڑھ رہا ہے [illegible] کو [illegible] سمجھتے تھے۔ یہ طلبہ ساتھ [illegible] پڑھتے ہوئے [illegible] کی کیفیت ہوتی تھی۔ آپ کے تلامذہ [illegible] کی تعداد [illegible] پر [illegible] ہے۔

بیعت و سلوک ۱۳۳۳ھ میں آپ نے [illegible] مولانا خلیل احمد سہارنپوری کا انتخاب [illegible] چند سال کے [illegible] ۱۳۳۷ھ میں [illegible] مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے [illegible] خلیفہ بنایا اور [illegible] مولانا خلیل احمد سے [illegible] مولانا [illegible] احمد مدنی سے [illegible] مولانا خلیل احمد [illegible] مولانا [illegible] احمد مدنی [illegible] مولانا [illegible] کے [illegible]

گریہ میں [illegible] ہو گئے

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] کے ساتھ جو آپ کو عشق اور محبت تھی وہ تمام میں بیان کیں جو عشق کا تعلق، پیغمبر کے ساتھ ہی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ [illegible] ان [illegible] کے کر علی میاں سے جو آپ نے عشق و محبت کا نقشہ کھینچا ہے اس کا خلاصہ میں یہاں [illegible]

شیخ سے علم تصوف لیا۔ [illegible] صدق دل سے [illegible] عشق و محبت کا ایسا مشغلہ تھا جو [illegible] ان کی نگاہوں سے مستور نہیں کامل عشق و محبت کہاں ہوتے ہوئے [illegible] اپنے شعر میں بیان کیا۔

[illegible]

عشق و محبت سے [illegible] وہ [illegible] عشق و محبت کا مدار ہے اس وقت [illegible] شروع [illegible] وقت نظر آتے جب عشق [illegible]

[illegible]

تھا یفہ [illegible] کے ساتھ آپ کی [illegible] میں تعلیم [illegible] تھی آپ نے تقریباً [illegible] کتابیں (جو میں نے [illegible] سے پڑھی ہیں

[illegible]

۱۲ شمائل ترمذی، ۱۳ اخلاق [illegible] ۱۴ اخلاق [illegible] ۱۵ اخلاق [illegible] ۱۶ اخلاق [illegible] ۱۷ اخلاق [illegible] ۱۸ اخلاق [illegible] ۱۹ اخلاق [illegible] ۲۰ اخلاق [illegible] ۲۱ اخلاق [illegible] ۲۲ اخلاق [illegible] ۲۳ اخلاق [illegible] ۲۴ اخلاق [illegible] ۲۵ اخلاق [illegible] ۲۶ اخلاق [illegible] ۲۷ اخلاق [illegible] ۲۸ اخلاق [illegible] ۲۹ اخلاق [illegible] ۳۰ اخلاق [illegible] ۳۱ اخلاق [illegible] ۳۲ اخلاق [illegible] ۳۳ اخلاق [illegible] ۳۴ اخلاق [illegible] ۳۵ اخلاق [illegible] ۳۶ اخلاق [illegible] ۳۷ اخلاق [illegible] ۳۸ اخلاق [illegible] ۳۹ اخلاق [illegible] ۴۰ اخلاق [illegible] ۴۱ اخلاق [illegible] ۴۲ اخلاق [illegible] ۴۳ اخلاق [illegible] ۴۴ اخلاق [illegible] ۴۵ اخلاق [illegible] ۴۶ اخلاق [illegible] ۴۷ اخلاق [illegible] ۴۸ اخلاق [illegible] ۴۹ اخلاق [illegible] ۵۰ اخلاق [illegible] ۵۱ اخلاق [illegible] ۵۲ اخلاق [illegible] ۵۳ اخلاق [illegible] ۵۴ اخلاق [illegible] ۵۵ اخلاق [illegible] ۵۶ اخلاق [illegible] ۵۷ اخلاق [illegible] ۵۸ اخلاق [illegible] ۵۹ اخلاق [illegible] ۶۰ اخلاق [illegible] ۶۱ اخلاق [illegible] ۶۲ اخلاق [illegible] ۶۳ اخلاق [illegible] ۶۴ اخلاق [illegible] ۶۵ اخلاق [illegible] ۶۶ اخلاق [illegible] ۶۷ اخلاق [illegible] ۶۸ اخلاق [illegible] ۶۹ اخلاق [illegible] ۷۰ اخلاق [illegible] ۷۱ اخلاق [illegible] ۷۲ اخلاق [illegible] ۷۳ اخلاق [illegible] ۷۴ اخلاق [illegible] ۷۵ اخلاق [illegible] ۷۶ اخلاق [illegible] ۷۷ اخلاق [illegible] ۷۸ اخلاق [illegible] ۷۹ اخلاق [illegible] ۸۰ اخلاق [illegible] ۸۱ اخلاق [illegible] ۸۲ اخلاق [illegible] ۸۳ اخلاق [illegible] ۸۴ اخلاق [illegible] ۸۵ اخلاق [illegible] ۸۶ اخلاق [illegible] ۸۷ اخلاق [illegible] ۸۸ اخلاق [illegible] ۸۹ اخلاق [illegible] ۹۰ اخلاق [illegible] ۹۱ اخلاق [illegible] ۹۲ اخلاق [illegible] ۹۳ اخلاق [illegible] ۹۴ اخلاق [illegible] ۹۵ اخلاق [illegible] ۹۶ اخلاق [illegible] ۹۷ اخلاق [illegible] ۹۸ اخلاق [illegible] ۹۹ اخلاق [illegible] ۱۰۰ اخلاق [illegible]

وفات

[illegible]

[illegible]

اور پھر ساتھ فریق کے شیر نینہ میں جب حضرت مفتی صاحب اپنے پیر مرشد قطب عالم مولانا زکریا صاحب کے ساتھ اعتکاف میں تھے تو اعتکاف کے دوران ہی حضرت مولانا زکریا صاحب نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔

مجلس مرشد و ہدایت

دن و رات عالیس دین وشیدگاں بہت حضرت مفتی سے فائدہ اٹھاتے رہتے تھے آپ نے اپنی زندگی اشاعت دین کے لئے وقف کر رکھی تھی آخری عمر میں آپ کے یہاں بیعت و ارشاد کا بھی حلقہ قائم ہو گیا تھا جو بہت مشہور ہوا اس میں عوام کے علاوہ علماء کی بڑی تعداد شریک ہوتی جو ہر جمعہ کو عصر کے بعد ہوا کرتی تھی یہ مجلس بھی بڑی پیارے تاثیر اور عجیب التاثیر تھی۔ اس میں شرکت کرنے والے کا دل چند ہی لمحوں میں پلٹ جاتا اور بڑی حیرت انگیز انقلاب آجاتا تھا لوگ منکرات اور بدعات سے توبہ کرنے لگتے مگر افسوس کہ حضرت مفتی صاحب پر فالج کا اثر ہو گیا۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ چلتا رہا مگر پھر یہ موقوف ہو گیا

وسعت مطالعہ:

حضرت مفتی صاحب کو کتابوں سے عشق تھا اسی وجہ سے ہر قسم کی کتابوں کا مطالعہ فرماتے۔ عموماً لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنی متعلقہ کتابوں کو ہی مطالعہ میں رکھتے ہیں بخلاف حضرت مفتی صاحب کے کہ ان کے یہاں جو بھی کتاب ہاتھ آ گئی اس کا مطالعہ شروع فرما دیتے اور کتاب جب تک ختم نہ ہو جاتے نہیں چھوڑتے تھے۔ اسی وجہ سے جب بھی کوئی کسی قسم کا سوال کرتا تو اس کا جواب حضرت مفتی صاحب کے پاس

۱۹۸۲ء میں [illegible] سے اپنی [illegible] میں اپنے استاد و مرشد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی۔

[illegible] کتاب لکھ دو تو اپنی بات خاتمہ میں کہہ دینا۔ آپ کی عادت کتاب کے [illegible] حساب لگا سکتے ہیں جس وقت حضرت مفتی صاحب سے پڑھنے کا موقع ملا درس میں حضرت مفتی صاحب علوم و معارف کے سمندر تشنگان علوم کی پیاس بجھاتے تھے اور اہل دل و نسبت سے دور سے روحانی پیاس بجھاتے۔

تلمذہ

مشہور مقولہ ہے کہ پھل کا اچھا ہونا درخت کے اچھے ہونے کی علامت ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے سینکڑوں تلامذہ اس بات کی نشانی ہیں۔

پاکستان کے دارالافتاء و مدارس کی مسند میں حضرت مفتی صاحب کے متعلق ان سے علم حاصل اور فیض پایا ہے کیسے کیسے آفتاب و ماہتاب تیار ہوئے جو آج دنیا کے مختلف گوشوں مثلاً سارا افریقہ، انگلینڈ، امریکہ، کینیڈا، ملائیشیا، ہانگ کانگ، برما، برونائی، سعودی عرب، عرب امارات، قطر وغیرہ میں علمی خدمات انجام دے رہے ہیں جن کی فہرست بہت طویل ہے۔ بندہ اس کے حافظہ سے قاصر ہے اور کچھ چند مشہور شاگردوں کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

سن	تعداد طلباء	سن	تعداد طلباء
۱۳۸۶ھ	۶	۱۳۹۰ھ	۲۰
۱۳۸۷ھ	۰	۱۳۹۱ھ	۲۰
۱۳۸۸ھ	۲۹	۱۳۹۲ھ	۲۵
۱۳۸۹ھ	۱	۱۳۹۳ھ	۳۲
۱۳۹۰ھ	۹	۱۳۹۴ھ	۱۹

۲۷	۱۳۸۶ھ	۲۶	۱۳۸۱ھ
۳۱	۱۳۸۷ھ	۳۶	۱۳۸۳ھ
۲۰	۱۳۸۹ھ	۳۳	۱۳۸۵ھ
۱۹	۱۳۹۳ھ	۸	۱۳۹۲ھ
۳۳	۱۳۹۵ھ	۳۹	۱۳۹۴ھ
۲۳	۱۳۹۷ھ	۲۸	۱۳۹۶ھ
۵۱	۱۳۹۹ھ	۳۵	۱۳۹۸ھ
۶۳	۱۴۰۱ھ	۴۳	۱۴۰۰ھ
۹۱	۱۴۰۳ھ	۹۱	۱۴۰۲ھ
۱۰۰	۱۴۰۵ھ	۸۱	۱۴۰۴ھ
۱۲۳	۱۴۰۷ھ	۹۲	۱۴۰۶ھ
۱۵۳	۱۴۰۹ھ	۱۱۴	۱۴۰۸ھ

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

آپ کے تلامذہ کی تعداد و فہرست سے معلوم ہوگی ان میں سے چند مشہور کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ شیخ الحدیث و نائب مہتمم دارالعلوم کورنگی۔ کراچی
(۲) حضرت مولانا رفیع عثمانی مدظلہ مہتمم دارالعلوم کورنگی۔ کراچی
(۳) مفتی احمد الرحمٰن سابق مہتمم بنوری ٹاؤن۔ کراچی
(۴) مولانا حبیب اللہ مختار شہید سابق مہتمم بنوری ٹاؤن۔ کراچی
(۵) مفتی محمد نعیم صاحب مہتمم جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

(۶) مفتی زرولی خان مہتمم احسن العلوم کراچی

(۷) مولوی امین محمد افغانی ۱۳۷۷ھ

(۸) مولوی محمد قاسم بیرلی ۱۳۷۹ھ

(۹) مولوی محمد شاہد امین کراچی ۱۳۸۲ھ

(۱۰) مولوی محمد رشید احمد محمد امین کی مسجد ۱۳۸۴ھ

(۱۱) مولوی محمد سلیمان امین (بنگلہ دیش) ۱۳۸۶ھ

(۱۲) مولوی محمد امین (بنگلہ دیش) ۱۳۸۶ھ

(۱۳) محمد حبیب اللہ (بنگلہ دیش) ۱۳۸۷ھ

(۱۴) عبد الرحمان (بنگلہ دیش) ۱۳۸۷ھ

(۱۵) امیر محمد (افغانستان) ۱۳۸۸ھ

(۱۶) سلطان محمد (افغانستان) ۱۳۸۸ھ

(۱۷) محمد امین بن سلیم (موزمبیق) ۱۳۹۰ھ

(۱۸) اسماعیل بن محمد شیخ ادریس (جنوبی افریقہ) ۱۳۹۰ھ

(۱۹) فیض الحق بن محمد بن محمد (مغربی افریقا) ۱۳۹۶ھ

(۲۰) عبد القادر بن عثمان بن خالد محمد (مدینہ منورہ) ۱۳۹۶ھ

(۲۱) ہارون بن اسماعیل (جنوبی افریقہ) ۱۳۹۶ھ

(۲۲) ابراہیم بن آدم (موزمبیق) ۱۳۹۶ھ

(۲۳) شعبان بن مروان (یوگنڈا) ۱۳۹۶ھ

(۲۴) عبد الحمید یوسف (امریکہ) ۱۳۷۱ھ

(۲۵) محمد ابراہیم عرفہ الملی (حبشہ) ۱۳۹۲ھ

(۲۶) ابوبکر بن موسیٰ بھدی (افریقہ) ۱۳۹۳ھ

(۲۷) محمد صفی بن محمد عظیم (افغانستان) ۱۳۹۲ھ

(۲۸) محمد راہد خدا بن عبداللہ (بنگلہ دیش) ۱۳۹۲ھ

(۲۹) شیر احمد بن یوسف سلوبی (فریقہ) ۱۳۸۹ھ

(۳۰) محمد سعید گارڈی (موریشس) ۱۳۹۹ھ

(۳۱) محمد رفیق بن احمد بشورانی (جنوبی افریقہ) ۱۳۹۸ھ

(۳۲) محمد قاسم بن احمد جتوانی (جنوبی افریقہ) ۱۳۹۸ھ

(۳۳) عبدالقادر خان بن یوسف خان (جنوبی فریقہ) ۱۳۹۹ھ

(۳۴) شیخ احمد منگا (موریشس) ۱۳۹۹ھ

(۳۵) علی بھائی فقیر (موریشس) ۱۳۹۹ھ

(۳۶) اسماعیل پٹیل (انگلینڈ) ۱۴۰۰ھ

(۳۷) عبدالحی تھانی (تھانی ہند) ۱۴۰۰ھ

(۳۸) حبیب رحمن مقبوری (برما) ۱۴۰۱ھ

(۳۹) عمران موسیٰ (جنوبی فریقہ) ۱۴۰۰ھ

(۴۰) محمد حسن ولد عربی دن (ری یونین) ۱۴۰۱ھ

(۴۱) محمد بیرنی فدا حسین (برما) ۱۴۰۱ھ

(۴۲) محمد تسلی ولد تحوت محمد (سری لنکا) ۱۴۰۲ھ

(۴۳) حامد سی (سری لنکا) ۱۴۰۲ھ

(۴۴) محمد بشیر (سری لنکا) ۱۴۰۲ھ

(۴۵) عبدالجبار (سری لنکا) ۱۴۰۲ھ

(۴۶) یوسف عبداللہ (جنوبی فریقہ) ۱۴۰۲ھ

(۴۷) درش بشری کمہ مہ (انڈونیشیا) ۱۴۰۲ھ

(۴۸) محمد رویس [illegible] (سری لنکا) ۱۴۰۲ھ

(۴۹) محمد شمیم بن عبد حمید (جنوبی افریقہ) ۱۴۰۲ھ

(۵۰) عبداللہ [illegible] (موزمبیق) ۱۴۰۳ھ

(۵۱) [illegible] (موزمبیق) ۱۴۰۳ھ

(۵۲) سلیم محمد کریم (جنوبی افریقہ) ۱۴۰۳ھ

(۵۳) حسن قاسم (موزمبیق) ۱۴۰۳ھ

(۵۴) محمد یونس (برطانیہ) ۱۴۰۳ھ

(۵۵) سلیم محمد کریم (جنوبی افریقہ) ۱۴۰۳ھ

(۵۶) عبدالصمد سلیمان [illegible] (موزمبیق) ۱۴۰۳ھ

(۵۷) منصور رشد (مدینہ منورہ) ۱۴۰۳ھ

(۵۸) محمد حامد بخش (مدینہ منورہ) ۱۴۰۳ھ

(۵۹) عبدالرحمان بن مولانا عاشق الٰہی (مدینہ منورہ) ۱۴۰۳ھ

(۶۰) اسماعیل [illegible] (جنوبی افریقہ) ۱۴۰۳ھ

(۶۱) محمد منور الدین شیخ داؤد (سری لنکا) ۱۴۰۴ھ

(۶۲) عبدالحمید حمد بھٹی (سری لنکا) ۱۴۰۴ھ

(۶۳) محمد فردوس محمد عبدالحق (سری لنکا) ۱۴۰۴ھ

(۶۴) محمد عصری ابو یوسف (ایشیا) ۱۴۰۴ھ

(۶۵) ظہیر احمد [illegible] (جنوبی افریقہ) ۱۴۰۵ھ

(۶۶) نذیر ابو بکر [illegible] (موزمبیق) ۱۴۰۵ھ

(۶۷) احمد [illegible] محمد [illegible] (جنوبی افریقہ) ۱۴۰۵ھ

(۶۸) ابراہیم بھائی (جنوبی افریقہ) ۱۴۰۵ھ

(۶۹) محمد قیاس بن محمد قاسم (سری لنکا) ۱۴۰۵ھ

(۷۰) ہارون بن میرسنی (سری لنکا) ۱۴۰۶ھ

(۷۱) شفیق احمد حامدی (جنوبی افریقہ) ۱۴۰۶ھ

(۷۲) محمد رفاعی بن محمد حامد (سری لنکا) ۱۴۰۶ھ

(۷۳) محمد روح اللہ بن مفتی عبدالحق (بنگلہ دیش) ۱۴۰۶ھ

(۷۴) محمد ابو بکر بن عتیق الرحمن (بنگلہ دیش) ۱۴۰۶ھ

(۷۵) یاسین محمد بن کلام احمد (بنگلہ دیش) ۱۴۰۶ھ

(۷۶) محمد شمس الاسلام حبیب حسن (بنگلہ دیش) ۱۴۰۶ھ

(۷۷) محمد الیاس محمد یوسف (برطانیہ) ۱۴۰۶ھ

(۷۸) محمد رضوی محمد ابراہیم (سری لنکا) ۱۴۰۶ھ

(۷۹) عبدالخالق ابراہیم (جنوبی افریقہ)

(۸۰) شہید الاسلام محمد شمس الحق (بنگلہ دیش) ۱۴۰۷ھ

(۸۱) محمد عبدالغفار محمد عبدالباری (بنگلہ دیش) ۱۴۰۷ھ

(۸۲) محمد غازی نورالدین (سری لنکا) ۱۴۰۷ھ

(۸۳) محمد اسحاق نصف الدین (بنگلہ دیش) ۱۴۰۷ھ

(۸۴) محمد الیاس محمد فضیل (سری لنکا) ۱۴۰۷ھ

(۸۵) محمد نظام الدین جلال الدین (سری لنکا) ۱۴۰۷ھ

(۸۶) عبدالرحمن بن علی (ایران) ۱۴۰۷ھ

(۸۷) محمد سفیر الدین محمد سکندر خاں (بنگلہ دیش) ۱۴۰۸ھ

(۸۸) محمد کمال الدین حسان خاں (بنگلہ دیش) ۱۴۰۸ھ

(۸۹) محمد روح الامین نور محمد (بنگلہ دیش) ۱۴۰۸ھ

(۹۰) محمد حنا بن سلیمان بسیہ (سری لنکا) ۱۴۰۸ھ

(۹۱) محمد معاذ کے مہتاب (سری لنکا) ۱۴۰۸ھ

(۹۲) ابراہیم (جنوبی افریقہ) ۱۴۰۹ھ

(۹۳) محبوب الرحمن (بنگلہ دیش) ۱۴۰۹ھ

(۹۴) اختر اللہ خاں (بنگلہ دیش) ۱۴۰۹ھ

(۹۵) محمد سلیماں (بنگلہ دیش) ۱۴۰۹ھ

(۹۶) یونس اسمٰعیل (جنوبی افریقہ) ۱۴۰۹ھ

(۹۷) عبدالحفیظ (کینیا) ۱۴۰۹ھ

سادگی

حضرت مفتی صاحب مزاجاً بے حد سادہ واقع ہوئے تھے، ان کا شعار زندگی کے ہر شعبہ میں تکلف سے کوسوں دور تھے۔ ناواقف احباب یہ کہہ کر یہ نہیں سکتے تھے کہ یہ تو بڑے مفتی ہیں۔ مگر رہے یہ سادگی ان کے لباس سے بھی نمایاں تھی معمولی سا کرتا اور پائجامہ سر پر لنگی ٹوپی، پاؤں میں بہت معمولی قیمت کا جوتا۔

کبھی بھی حضرت مفتی صاحب کے جسم پر بیش قیمت چوڑی دار پاجامہ نہیں دیکھا گیا جسم کی آرائش و زیبائش ان کے مزاج کو پسند نہیں تھی اس سے ان کو بے حد نفرت تھی۔ ہوں شاعر ؎

شاید مفتی کو آرائش کی کچھ حاجت نہیں
مجھ کو سجاوٹ کی اور جبہ و دستار کی

پاؤں یا حسن و جمال سے بہت زیادہ متاثر ہوتے۔ غرض یہ کہ تیزی شوخی بالکل آپ کو پسند نہیں تھی۔

ذرا پلکیں جھکا لیجئے کہ نظروں کا شیوہ ہے
جو دل نظروں میں چھپتی ہیں وہ کب چھپتے ہیں

اس سادگی کے سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ رقمطراز ہیں

"اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو جن صفات اور خصوصیات سے نوازا تھا وہ بمشکل ہی کسی ایک شخصیت میں جمع ہوتی ہیں۔ علم و فضل کے مقام بلند کے ساتھ ساتھ ان کی سادگی اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ کوئی اجنبی دیکھنے والا پہچان ہی نہیں سکتا تھا کہ اس سادہ سے پیکر میں علم و فضل کے کیسے خزانے جمع ہیں۔ ان کے حسین چہرے پر بلا کی معصومیت تھی جو دیکھنے والے کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی تھی۔ لیکن اس علم و فضل اور اس معصومیت کے ساتھ ان کے مزاج میں ظرافت اس قدر تھی کہ وہ جس بے تکلف مجلس میں بیٹھ جاتے، اس کو باغ و بہار بنا کر چھوڑتے۔ ایسی مجلسوں میں ان کے منہ سے بے ساختہ ایسے ظریفانہ جملے برآمد ہوتے، جنہیں ظریفانہ ادب کا شاہکار کہنا چاہیے اور ان مجلسوں میں اکثر اوقات علمی تعلیمات کی ایسی چاشنی ہوتی جو اس معصومیت میں چار چاند لگا دیتی، وہ اپنے شاگردوں اور چھوٹوں سے بھی بہت بے تکلف تھے۔ اس کے ساتھ ان اللہ تعالیٰ نے عبادت و طاعات کا بھی خاص ذوق عطا فرمایا تھا۔ اور اس کی حلاوت و نور سے یہ عالم تھا کہ انھوں نے اپنی پوری زندگی و

[illegible] کے بارے میں پڑھا ہوگا اور اس حقیقت کے [illegible]
حضرت مفتی صاحب کے طرز عمل میں حضرت محمد بن سیرین کی
شہادت آنے لگی تھی کہ جن کے بارے میں ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ

کنا نسمع ضحکه باللیل و بکاءه بالنهار

(یعنی ہمارے وقت ان کے ہنسنے کی آواز سنتے تھے اور رات کے وقت
ان کے رونے کی)[1]

آپ کی سادگی کے بارے میں حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ فرماتے ہیں،

حضرت مفتی صاحب اس اعتبار سے بھی بہت سادہ مزاج اور اصول
منش تھے، دیکھنے والی آنکھ کو یہ بڑی بات نظر آئے بغیر نہ رہ سکتی تھی کہ یہ
اتنے بڑے عالم، ایسے عظیم الشان منتظم جس اقتدار، کھٹ اور ایسے بلند پایہ
صاحب نسبت میں ان لوگوں کی یہی شان ہوتی ہیں، جو جتنا بڑا اور اونچا
مرتبہ رکھتے ہے وہ اپنے آپ کو اسی قدر نیچا پھیلا تا اور سمیٹا رکھتا ہے۔"

ایک مرتبہ آپ نے مدرسہ میں امتحان کے لئے تشریف لے گئے واپسی پر
ریلوے پھاٹک پر ریل گاڑی میں کافی رش تھا پھاٹک پر کھڑے ایک ہی گاڑی آئی اس میں
دو سیٹ خالی تھیں جانور کی طرح چڑھ جاتے ہیں اس میں آپ بے تکلف سوار ہو گئے اور ایک
سیٹ پر بیٹھ گئے اور پھر کہنے لگے کہ حضرت یہ تو حیوانات کا ڈبہ ہے فرماتے
ہیں چھوڑیئے ہم بھی تو حیوان ناطق ہیں۔ (کل مطلق کی اصطلاح میں انسان کو حیوان
ناطق کہتے ہیں یعنی بولنے والا حیوان)۔

---

[1] نقوش رفتگاں

حکام سے اجتناب

حضرت مفتی صاحب حکام سے ملنے ملانے سے بہت زیادہ احتراز فرماتے تھے۔ خود کسی سرکاری حاکم سے ملنا تو درکنار اگر وہ ملاقات کرنا چاہتا تو اس سے بھی عذر کشی فرماتے تھے۔ سرکاری لوگوں سے اجتناب حضرت مفتی صاحب کے بارے میں اتنا معروف و مشہور ہے کہ اس کا انکار کوئی معاند بھی نہیں کر سکے گا۔

اخلاق سیرت و عادات

انسان میں ملائکہ کی صفات سے آتا ہے۔ ظاہری صورت کے بجائے شریعت مطہرہ نے انسان کی باطنی حیثیت پر زور دیا ہے اور اسی پر دین و دنیا کی کامیابی کا دارومدار بتایا ہے۔ اسلام نے مکارم اخلاق پر جتنا زور دیا ہے وہ سب پر عیاں ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا گیا کہ آپ کی بعثت ہی حسن سیرت و مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے ہے۔

دیکھنے والے سب جانتے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب کو اللہ نے کن پسندیدہ اخلاق سے مزین فرمایا تھا۔

کبھی بھی کسی سے اپنی ذات کے لئے زندگی بھر جھگڑا نہیں کیا بعض لوگوں نے آپ کو بہت تکلیف بھی دی ان کے نام بھی کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیئے اگر کسی کو معلوم بھی ہوا تب بھی فرمایا کہ چھوڑو یار ناراض ہوتا ہے تو ہونے دو میں کیا کروں ؟

حضرت مفتی صاحب نے شاگرد خاص رئیس دارالافتاء بنوری ٹاؤن مفتی عبدالسلام چاٹگامی فرماتے ہیں۔

حضرت ... مفتی صاحب جیسا کہ ان کا نام ہی حسن ہے،
حقیقت میں ان کے اندر شان ولایت بھی تھی بندوں کے ساتھ ۲۶ سال
کے عرصہ میں ان سے کوئی جھوٹ، فریب، خیانت، حسد، بغض، عداوت،
حرص، بخل، کبر و نخوت وغیرہ جیسے امراض باطنیہ کے آثار نہیں دیکھے
... آج کل اہل علم میں ظاہری گناہ مثلاً رشوت، سود خوری، رشوت خوری
کے معاصی تو نہیں ہوتے لیکن دوسرے امراض باطنیہ کے آثار بہت
... جاتے ہیں ...

آپ کی زندگی میں اس قسم کے بے شمار واقعات ملتے ہیں ایک واقعہ مفتی
عبدالسلام چاٹگامی لکھتے ہیں۔

ایک صاحب کشمیر سے مال ... تو ... حضرت
... وہ پہلے بھی کئی مرتبہ حضرت مفتی صاحب کے پاس آجاتے اور
... لکھا کر لے جاتے تھے اس مرتبہ آئے تو بڑی عاجزی
... ساتھ اپنی حاجت ظاہر کی کہ بڑی رقم کا مطالبہ تھا، آپ سے کہا
... فلاں متمول شخص کے نام رقعہ لکھ کر دے دیں تاکہ وہ مجھے مطلوبہ رقم
دے دے، حضرت مفتی صاحب ٹالتے تھے ... اصرار کرتے تھے آخر آپ
نے ایک عام خط لکھ دیا کہ کسی کے پاس خاص طور پر نہیں لکھتا یہ بھی
بات ہے میں نے تمہاری ضرورت کے مصدقہ میں لکھ دیا ہے اس میں عام
... سے ... کی ... تو ... صاحب خط لے کر اپنے
... شخص کے پاس چلے گئے، گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد واپس آئے اور کہنے

ناراض تھے کہ اس نے صرف پانچ سو روپے دیئے ہیں۔ میری صورت تو دیکھی تھی مگر یہ کہہ کر اس نے واپس کر دیا کہ تم لوگ مفتی صاحب کو تنگ کرتے ہو، انہوں نے رقعہ لکھوایا میں نے ان کے رقعہ کی وجہ سے پانچ سو روپے دیئے ہیں ورنہ نہ دیتا۔ اس شخص نے پھر دو چار لوگوں کے نام رقعے لکھنے کو کہا۔ ایک گھنٹے تک بیٹھا رہا لیکن حضرت مفتی صاحب اس سے معذرت کرتے رہے اور وہ تھوڑی کر فوراً معاف کر دیں اور نہیں لکھ سکتا۔ پھر وہ آدمی چلا گیا۔ عجیب پندرہ روز کے بعد اس نے حضرت مفتی صاحب کے نام ایک خط لکھا اور اس میں نہایت درخشش گالیاں لکھ دیں۔ مفتی صاحب نے وہ خط مجھے دیا کہ دیکھو اس دن کے چندہ مانگنے والے نے کیا لکھا ہے؟ میں نے اس کو پڑھا اور حیران تھا کہ اس شخص نے حضرت مفتی صاحب ایسی نہایت گالیاں لکھی ہیں مفتی صاحب نے صرف یہ فرمایا کہ چھوڑو ناراض ہوتے ہوئے دو میں کیا کروں۔ ۳۱

غیر حضرت مفتی صاحب کو پان کھانے کی عادت تھی جس کی وجہ سے آپ کے کپڑے پر ہمیشہ پان کے نشان رہتے تھے اور پان کا ڈبہ آپ کو ملتا تھا کہ جب حضرت مفتی صاحب دارالعلوم کراچی، البلاغ کراچی کے ساتھ رہتے تھے تو البلاغ کراچی جو پیسہ ہمارے لئے دیتی اس سے تو حضرت مفتی صاحب پان کھاتے اور دارالعلوم کراچی کا سارا پیسہ ہم لوگ کھاتے

---

۳۱ ماہنامہ بینات

حضرت مفتی صاحب کا تبلیغی کام سے تعلق حمایت

اسی طرح حضرت مفتی صاحب تبلیغی کام سے بھی بے انتہا محبت فرماتے تھے اور اس کو جماعت حقانی فرماتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں بڑے اہتمام کے ساتھ تشریف لے جاتے اور دوسروں کو بھی جانے کی ترغیب دیتے تھے۔ اسی طرح تبلیغی مرکز (کراچی) میں بھی حضرت مفتی صاحب کے بیانات ہوئے جس میں لوگوں کو خوب ترغیب دیتے کہ اللہ کے راستے میں نکلو۔ اور دین سیکھو اسی میں نجات ہے۔ رائے ونڈ کے مدرسہ کے امتحان لینے کے لئے بڑے اہتمام کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے علماء کے مجمع میں عموماً ارشاد فرماتے کہ تبلیغ میں نکلو اس میں خیر غالب ہے۔

نیز علماء سے ارشاد فرماتے ہیں کہ تبلیغ میں نکلنے کے تین درجات ہیں۔

(۱) سب سے اعلیٰ تو یہ ہے کہ خود ہی چلے نکلے۔

(۲) اس سے کم یہ کہ دوسرے کو نکلنے کی ترغیب دیتا رہے۔

(۳) کم از کم اس کی مخالفت نہیں کرنا چاہیے یہ بہت ہی خطرے کی چیز ہے۔

اکثر اوقات آپ مدرسہ میں بھی تبلیغی بیان فرماتے اور علماء کو ترغیب دیتے کہ تبلیغ میں وقت لگاؤ اور حدیث والوں کو سال لگانے کو فرماتے متعدد علماء نے آپ کے ہی فرمانے پر تبلیغ میں سال لگایا۔ دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے جب حضرت مفتی صاحب سے مشورہ کرتے کہ سند فراغت کے بعد کیا کریں؟ تو ارشاد فرماتے کہ پہلے سال لگالو پھر مشورہ کرنا۔

کبھی ارشاد فرماتے کہ مدرسہ میں پڑھنے والوں کی تعداد عوام کے مقابل میں

ی برکات سے مسلمانوں کے مقام میں پختگی پائی جاتی ہے اور جو مکہ بعد میں فتح ہونے میں خلاص کا وہ درجہ نہ تھا، بلکہ طوعیت اور شان و شوکت کی آمیزش تھی اس سے وہ دینی تصلب حاصل نہ ہو سکا، جو یہ تھا کہ دعوت اور ارشاد میں مت مقصر ہی سے اور آج جو تشنہ اسلام اور مسلمانوں کا ہے اسی تقصیر کے نتیجے میں ہے۔

حق تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں ہوں حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی کی روح پر جنھوں نے مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور اس سبق یاد دلانے میں ہی فنا ہو گئے اگر ولی فانی اللہ فانی الرسول ﷺ فانی الشیخ کے مقام کو سمجھنا چاہتا ہے تو حضرت مرحوم کو دیکھے کہ کس طرح فانی الشیخ ہو گئے تھے کہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ایک ہی فکر دامن گیر تھی تمام زندگی اور تمام افکار اسی مقصد کے لئے وقف تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کی عاجزانہ و بے ریا اخلاص و جد و جہد کو قبول فرمایا اور چار دانگ عالم میں اس نے شہرت و برکات پھیل گئے۔[1]

سراپا شفقت ہی شفقت

جس طرح نبی کریم ﷺ کے بارے میں حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دس سال رہا مگر کبھی بھی مجھے آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا؟ اور یہ کام کیوں نہیں کیا؟

اسی طرح حضرت مفتی کے ساتھ رہنے والے کہتے ہیں کبھی آپ اپنے مخلصوں کو ڈانٹتے نہیں تھے۔ ہمیشہ درگزر کا ہی معاملہ فرماتے تھے۔

ایسے معمولی قسم کے لوگ جن کی طرف لوگ توجہ بھی نہیں کرتے تھے حضرت مفتی

---

[1] ۱۹۹۲ء

صاحب سے بھی بہت ہی زیادہ شفقت سے پیش آتے تھے اور بے وقوفوں کے لئے بھی حضرت مفتی صاحب پیسے وغیرہ مقرر کرتے اور ان کا انتظام فرماتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب کا ایک تکیہ کلام تھا جو تکیہ زبان میں بیوقوف کو کہتے ہیں یہ لفظ اگرچہ گالی ہے اس لئے ہمارے لئے کہنا یا لکھنا مناسب نہیں ہے حضرت مفتی صاحب تو اپنی تکیہ زبان میں بطور مذاق فرماتے کہ میں بھی بیوقوف ہوں اور میرے ملنے والے بھی سارے بیوقوف ہیں۔ اس سلسلہ میں مفتی عبدالسلام چاٹگامی فرماتے ہیں،

"حضرت مفتی صاحب تو ہر اساتذہ اور طلباء کے لئے یکساں غمخوار ستارے اور سب کے لئے بڑے مشفق باپ کی طرح تھے، ہر ستارے کے رنج سے رنجیدہ اور ہر طالب علم کے غم سے غمگین ہوتے تھے صرف یہی نہیں کہ کسی کے غم اور پریشانی سے وہ پریشان ہوتے بلکہ اپنے میں کی بات ہوتی تو ستارے طالب علم کی پریشانی کو دور فرمانے کی کوشش بھی کرتے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ جامعہ کے ایک ستارے شدید ضرورت مند تھے، حضرت ستارے مفتی صاحب رحمہ اللہ سے آکر دارالافتاء میں کر کہا، آپ ان کی بات سن کر پہلے بہت متاثر ہوئے پھر فرمایا دیکھتا ہوں، ایک آدمی سے قرض لے کر آپ کو دیتے ہیں، واپس کب کریں گے؟ ان ستارے صاحب نے کہا مہینہ کے اندر اندر دے دیں گا زیادہ سے زیادہ ہو سکتا تو انشاءاللہ مہینہ کے اندر تو ضرور کر دوں گا۔ پھر حضرت مفتی صاحب نے ان ستارے سے فرمایا چلیں میرے ساتھ میں نے عرض کیا حضرت! کہی

توسیق کا وقت ہے مگر کہیں جانا ہے تو سبق کے بعد جائیں گے بیٹھ رہیے گا۔ آپ نے فرمایا دور کہیں جانا ہے سبق کا حرج نہ ہوگا۔ چنانچہ اپنے متعلق متمول شخص کے پاس تشریف لے گئے وہاں سے ذکر کیا مجھے کچھ روز کے لئے کچھ رقم قرض چاہیے، چونکہ ضرورت مند استاد صاحب بھی حضرت مفتی صاحب کے ساتھ تھے وہ متمول شخص ان کو بھی جانتے تھے اس لئے اس صاحب نے مفتی صاحب سے کہا آپ بھی عجیب شخصیت ہیں ہر کسی کے کام میں آتے ہیں۔ یہ فرما کر مطلوبہ رقم دیدی اور فرمایا اس کو واپس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے پھر وہ رقم لے کر ان استاد کو دیدی۔ پھر آپ سبق پڑھانے تشریف لے گئے۔ سبق کے بعد جب واپس دار الافتاء میں تشریف لائے، چہرہ پر بشاشت تھی، بہت خوش نظر آرہے تھے، میں نے عرض کیا حضرت آج بہت خوش نظر آرہے ہیں، کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس استاد صاحب کی ضرورت پوری ہوگئی۔ اس کی حالت دیکھ کر میں بہت پریشان تھا اللہ نے آسانی کردی۔ کام بن گیا۔

یہ تھی آپ کی طبیعت کہ دوسروں کے غم سے غمگین ہوتے پھر اس کو دور کرنے کی کوشش میں لگ جاتے تھے۔ بقول شاعر ؎

کہاں سے آئیں گے ایسے خلوص کے پیکر
زبان میں جن کے محبت کی چاشنی دیکھیں

بے شمار حضرات کے لئے آپ نے ایسی ہی سفارش کی، ان کا تعلق خواہ علماء سے

ہو جاتے ہیں یا عوام سے کتنے ہی لوگوں سے آپ سے سفارشیں کرواتی ہیں۔ کسی سے عاریت لینے، کسی سے چندے کے لئے، کسی سے دوسرے امور کے لئے ان کا بھی مشکل ہے۔ ممکن ہے بہت سے غلط آدمی بھی اس میں آجاتے ہوں لیکن آپ کی بھروسی پریشان آدمی کے ساتھ ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ حج کے موقعہ پر حضرت مفتی صاحب بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور جب سجدے میں تشریف لے گئے تو کسی نے ازدحام کی وجہ سے آپ کے سر پر پاؤں رکھ دیا۔ اس کی وجہ سے کافی تکلیف ہوئی کسی نے پوچھا کہ حضرت کیا ہو گیا تو شکایت کرنے کے بجائے اپنی طرف منسوب کر کے فرمانے لگے کہ میرے ہی خبیث لگی ہے

زہد و قناعت اور استغناء نفس

حضرت مفتی صاحب کی زندگی میں قناعت اور استغناء نکلا نہیں چکر دھوکی تھا۔ کبھی دنیا کی طرف نظر نہیں کی۔ لوگ آپ کو ہدایہ دیتے تو آپ قبول نہ فرماتے اگر قبول بھی فرماتے تو اس کو دوسرے کو ہدیہ فرما دیتے اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔

آپ کو بہت سی جگہوں سے بڑے بڑے مشاہرہ کی پیش کش آئی مگر آپ نے ان سب کو ٹھکرا کر معمولی مشاہرے پر اپنی زندگی گزار دی۔

شروع میں جب جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن تشریف لائے تو ایک موقعہ پر مدرسے کے خرچے میں پیسے نہیں تھے حضرت مولانا علامہ محمد یوسف بنوری نے صاف صاف فرمایا کہ مدرسہ میں پیسے نہیں جو جانا چاہتا ہے چلا جائے میری طرف سے خوشی

(۱) وفیات علماء دیوبند ص ۲۱۶

سے اجازت ہے۔ حضرت مفتی صاحب وہاں ہی رہے جب کہیں سے دعوت کے بعد پیسے آئے اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نے ان میں گوشت مچھلیوں کا مشاہرہ دیا چاہا اس پر حضرت مفتی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں یہاں مشاہرہ لینے کے لئے نہیں آیا میں تو پڑھاؤں گا اور پڑھاؤں گا حضرت مولانا بنوری صاحب نے بہت دینا چاہا مگر حضرت مفتی صاحب نے نہیں لیا اور کہا کہ وقت تو گزر گیا۔

اس قدر کی دولت سے مر اتا فنی ہے
دیا کے رہ دھاں پہ میں کھر نہیں کرتا

دیا سے سب رکھتی کے بارے میں مفتی عبدالسلام فرماتے ہیں،

"۱۹۷۳ء کا واقعہ ہے ایک دفعہ ایک صاحب ہاتھ کی گھڑی اور ایک شیروانی حضرت مفتی صاحب کے لئے لائے۔ اس کے بعد وہ شخص تھوڑی دیر بیٹھے، آپ نے اس کو چائے پانی پھر وہ آدمی چلے گئے۔ واپسی وقت میں میرے علاوہ اور دو آدمی تھے۔ (اب ان میں سے دنیا میں کوئی نہیں ہے۔) مجھے فرمایا تمہارے پاس گھڑی ہے میں نے عرض کیا گھڑی ابھی تک لی نہیں۔ ہمارے علاقے میں طلباء میں گھڑی استعمال کرنے کی عادت کم ہے۔ کیوں کہ وہ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے اس لئے نہیں خریدی۔ یہاں پر اب تک خریدی نہیں ہے، فرمایا یہ گھڑی تم لے کر دیکھو میں نے عرض کیا حضرت یہ چیزیں تو آپ کے لئے آئی ہیں۔ لہذا آپ ہی پہن لیں، آپ نے فرمایا پہلو تہی میں سے وہ گھڑی لے کر ہاتھ پر باندھ لی آپ نے فرمایا تمہیں اچھی لگتی ہے۔ یہ گھڑی تم لے

وہیں ٹھہرے تھے۔ جب آپ نے رومال کر فرمایا تو میں نے گھڑی تو
لے لی اور شیروانی وہیں پڑی رہی۔ آپ مسجد پڑھانے کے لئے تشریف
لے گئے جب واپس تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا شیروانی کس کو دوں؟
میں نے کہا یہ بھی تمہارے لئے لایا تھا کہ پہن کر دیکھو میں نے پہن کر دیکھا
سائز میں بڑی تھی۔ میں نے عرض کیا یہ تو بڑی ہے۔ آپ نے فرمایا بعد
میں پہن لینا۔ بہرحال دونوں چیزیں آپ نے مجھے عنایت فرمادیں۔"

ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضرت مفتی صاحب اور ایک استاد کو رومال ہدیے میں دیے۔ حضرت مفتی صاحب کو جو رومال دیا وہ زیادہ قیمت کا تھا اور خوبصورت تھا اور دوسرا رومال کم قیمت تھا۔ ہدیہ دینے والے صاحب جب اٹھ کر چلے گئے تو کم قیمت رومال والے استاد صاحب نے کہا مفتی صاحب! آپ کا رومال بہت خوبصورت ہے۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا اگر آپ کو پسند ہے تو آپ لے لیں۔ استاد صاحب نے انکار فرمایا مگر حضرت مفتی صاحب کے ذہن میں بات رہی۔ اپنے صاحبزادے مولوی سجاد صاحب سے فرمایا فلاں استاد کو میرا یہ رومال دیدینا۔ انھوں نے وہی رومال ان استاد صاحب کو پہنچادیا۔

ایک مرتبہ ختم بخاری کے موقع پر مولانا سعید احمد اکبرآبادی اور دوسرے بڑے بڑے علماء بھی شریک تھے۔ ایک استاد نے حضرت مفتی صاحب سے کہا کہ میرے پاس ایک قیمتی جبہ ہے۔ آج کے روز اگر آپ پہنیں گے تو میری طرف سے ہدیہ ہے، آپ نے فرمایا مجھے ان چیزوں سے دلچسپی نہیں۔ استاد صاحب نے اصرار کیا کہ حضرت اسی مجلس میں بہت سے علماء باہر سے شریک ہیں حضرت مولانا

بنوری صاحب رحمہ اللہ بھی پہنچے تھے کیسے خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا وہ بڑے لوگ تھے۔ پھر مذاقاً فرمایا بھائی جبہ میں تیار کرا کے ان چیزوں کو چھوڑ دو، پھر ان استاذ صاحب نے عاجزی وانکساری سے درخواست کی کہ آپ جبہ قبول کریں۔ اور آخر دورۂ حدیث بخاری کی اس تقریب میں پکن میں آپ کے ہاتھ میں وہ جبہ دیدیا اور کہا یہ آپ کو ہدیہ ہے۔ ابھی آپ جامعہ کے دفتر میں بیٹھے تھے، جبہ آپ کے کندھے پر تھا، جامعہ کے ایک دوسرے بڑے استاذ آئے اور حضرت مفتی صاحب سے کہا یہ جبہ کیسا؟ حضرت مفتی صاحب تو جبہ پہنتے نہیں، حضرت مفتی صاحب نے فرمایا آپ کو پسند ہے تو آپ لے لیں۔ آپ جبہ پہنتے ہیں آپ کو اچھا لگتا ہے۔ آپ ہی لے لیں، چنانچہ آپ نے وہی قیمتی جبہ ان دوسرے استاذ صاحب کو دے دیا۔

حضرت مفتی ولی حسنؒ علماء کی نظر میں

تمام علماء اور عوام کی طرف سے ۱۹۸۲ء میں مفتی اعظم پاکستان کا لقب دیا گیا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں کہ مفتی ولی حسن فقہی نظر اور فقاہت کی وجہ سے خاص اعتبار اور شہرت رکھتے ہیں۔ (۱)

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری فرماتے ہیں،

"فقیہ العصر ہیں۔" (۲)

نیز کہا علامہ بنوری فرماتے،

"مفتی ولی حسن صاحب علم، صاحب بصیرت، صاحب فہم مفتی ہیں۔"

---

(۱) ۔ پرانی ص ۱۰۰

(۲) ماہنامہ بینات حاجی علامہ بنوری نمبر ص ۳۲۲

نیز یہ بھی فرماتے کہ،

"میرا دل چاہتا ہے کہ مفتی صاحب سے قرآن پڑھوں۔"

مفتی احمد الرحمن (سابق مہتمم سورتی ٹاؤن) فرماتے ہیں۔

---

(۱) مفتی احمد رحمن (مہتمم دوم سورتی ٹاؤن) کے مختصر حالات

ولادت با سعادت ۲ رجب ۱۳۵۹ھ بمطابق ۲ اگست ۱۹۴۰ء پیدا ہوئے۔

والد گرامی مولانا عبدالرحمن لال پوری نور اللہ مرقدہ سے علیحدگی ہونے پر سیمر ہست حضرت مولانا شمس الحق افغانی نے اس علاقہ میں سے لئے آئے اور یہ حیثیت حاصل تھی۔ حضرت افغانی سے بیعت ہونے سے پہلے ہی حضرت صاحب والد ماجد تھی۔

تعلیم ابتدائی سیمر والد صاحب سے پاکستان کے مختلف مدارس میں حاصل کی۔ آخر میں حضرت علامہ بنوری سے بنوری ٹاؤن میں حاصل کی۔

۱۹۷۰ء میں مفتی رشید احمد سے قرآن حدیث حاصل کی۔ جامعہ العلوم الاسلامیہ میں مفتی

شادی ۱۹۷۰ء میں ہوئی۔ اولاد میں ۳ لڑکے اور ۳ لڑکیاں ہیں۔ لڑکیاں شادی شدہ ہیں۔ لڑکے

کاروبار سے وابستہ ہیں۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۵ء تک

۱۹۷۵ء میں مہتمم بنے۔ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۸ء تک

"حضرت مفتی صاحب بڑے پائے کے محقق عالم اور فہمیدہ ذہن رکھتے تھے۔"

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں،

"حضرت مفتی صاحب ہمارے مخدوم و مکرم شیخ الفاضل العلامہ الفقیہ القاضی مفتی تھے۔"

کبھی فرماتے کہ

"مفتی صاحب کے علم، فضل اور فقہ اور علوم نبویہ ﷺ میں ان کی مہارت

ی طرح مولانا عظمت اللہ سے بھی صدر بھی تھے۔ انجمن کی جانب سے سیرت کمیٹی بنائی
عرض مفتی صاحب اپنی ذات سے ایک انجمن تھے۔

بیعت وخلافت ان تمام مشاغل کے ساتھ ساتھ اصلاح وتربیت کا سلسلہ بھی چلتا رہا حضرت اقدس
مولانا فقیر محمد چکوالی علیہ رحمۃ حضرت حکیم امت اشرف علی تھانوی کے خلافت سے بھی نوازے ہوئے تھے
صاحب مولانا ذوالفقار احمد صاحب کے بعد مدرسہ کے مہتمم بھی منتخب ہوئے تھے جس
سے لوگوں کو فیض پہنچتا رہا۔

وفات ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ کو وقت ظہر کو کچھ تکلیف ہوئی اور ساتھی نے مسجد میں مفتی
محمد شفیع صاحب سے کہا کہ کچھ تکلیف ہوئی ہے حضرت مفتی کے بعد وہ مسجد میں تشریف لائے مفتی صاحب
صاحب اس تکلیف کو شریف کے لئے تھے میں نے فرمایا حضرت کا حکم ہوا تو ہم
ہوئے ہیں کہ اس کو ہسپتال لے جائیں مگر حضرت نے فرمایا کہ ہسپتال نہیں جانا ہے
ہیں ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال لے جانا چاہا مگر حضرت نے منع کر دیا تھا
فرمایا آپ لوگوں سے رخصت ہو گئے۔

مفتی محمد شفیع صاحب سے بھائی مولانا رشید احمد صاحب سے بڑے تھے
چھ بیٹے اور بیٹیاں تھیں۔ بڑے بیٹے مولانا یوسف صاحب ہی سے بڑے تھے

صداقت کا نمونہ رہے تو قابل قدر۔

حضرت مولانا حبیب اللہ شریف فرماتے ہیں،

"حضرت مفتی صاحب فقہ، حدیث کے پہلو اور سب عربی اور دیگر علوم کے ع
(۲)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب اپنے زمانے میں علماء کے قائد تھے جو
بات بھی حضرت مفتی صاحب فرماتے سب کے درمیان وہ قابل قبول ہوتی تھی۔

حلیہ مبارکہ

قدرت نے حضرت مفتی صاحب کو حسن صورت سے بھی نوازا تھا۔ متوسط قد،
سینہ شاندار، رنگ گورا چٹا تھا، داڑھی نہایت خوبصورت چہرہ کسی قدر گول
سے ہوئے تھا۔ چہرے میں ایک خاص قسم کی چمک تھی نیا چہرے سے عظمت و جلال
نے آشکار ہوتا تھا، ہیبت اور جلالت تھی۔ بیان بہت فصیح و بلیغ ہوتا تھا بہت
زیادہ مشکل معلوم کی گفتگو تھی مگر یہ گفتگو بیان کی فصاحت میں کمی پیدا کرنے کے
بجائے حزید حسن پیدا کرتی تھی۔

---

(۲) سوانح حیات

تصانیف

حضرت مفتی صاحب کو اللہ نے جہاں بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا وہاں ان میں تصنیف و تالیف کا شغف بھی تھا کہ بچپن ہی سے تصنیف میں مگن رہتے تھے اور علمی معلومات پر مبنی آپ اس فن کے بھی شہسوار تھے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ مجھے تو خیر لکھنے کا سلیقہ حضرت مفتی صاحب سے ہی کچھ نہ کچھ ملا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

حضرت مفتی صاحب نے مجھ پر جو حق سب سے پہلا مقالہ تحریر کیا جس کا عنوان تھا "رسول اللہ ﷺ سب سے بڑے شارح تھے" یہ نامکمل مضمون ہونے کے بعد ایک مذاکرہ کے لئے لکھا گیا تھا جس میں شرکاء کے مختلف تعلیمی اداروں سے علماء کو اسی موضوع پر مقالہ پیش کرنے کی دعوت دی گئی تھی حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ تم اس موضوع پر لکھو۔ لکھنے کا طریقہ بھی خود ہی تلقین فرمایا۔ مواد بھی بتایا اور لکھنے کے بعد اس کی اصلاح بھی فرمائی۔ یہ مقالہ مذاکرے میں پیش ہوا اور سب سے پہلے نمبر کا مستحق قرار دیا گیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ میں نے حضرت مفتی صاحب سے دریافت کیا کہ قرآن کریم کی آیت

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

میں آنحضرت ﷺ کے وجود پاک کو صرف انسانوں کے لئے نہیں بلکہ پوری کائنات کے لئے رحمت قرار دیا گیا ہے لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا

کہ کائنات کے بے شعور موجودات مثلاً چند ستاروں اور پہاڑ کے سمد کے سے آپ کے رحمت ہونے کا کیا مطلب ہے؟ حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا کہ جن موجودات کو ہم بے شعور سمجھتے ہیں وہ بھی اپنے وجود کی مناسبت سے کچھ نہ کچھ شعور ضرور رکھتی ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک نے ارشاد فرمایا۔

وان من شی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم

دوسری طرف کائنات کی تمام موجودات کے لیے باعث رحمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں اللہ کے مطابق چلنے، آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے یہ مقصد حاصل ہوا اور وہ اپنی اطاعت پر خوش ہوئیں۔ پھر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ خطبہ جمعہ ہوا ہے موقع پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الرحمن قد استدار کھیئۃ یوم خلق السموت والارض

اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ رمضان اپنی اصلی شکل پر لوٹ آیا ہے۔ پھر تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ یہ بات تو ایک مضمون کی شکل میں کیوں نہیں لکھ دیتے؟ چنانچہ حضرت ہی کے ارشاد پر میں نے اپنے دو مضمون لکھے جن کا عنوان تھا "جو سب کے لیے رحمت ہیں" یہ مضمون ایسے ہی ہوئے تھے فرمایا کہ میں نے مضمون میں شائع ہوا۔ اس طرح تحریر و تصنیف کے میدان میں بھی کارہ حضرت مفتی صاحب نے ہاتھ پکڑ کر چلنا سکھایا۔

حضرت مفتی ولی حسنؒ کی تصانیف کا مختصر تعارف:

حضرت مفتی صاحب نے مستقل تو پانچ کتابیں تصنیف فرمائیں اور اس کے علاوہ متعدد رسالوں میں مقالے اور متعدد کتابوں پر تقاریظ لکھیں ہیں۔ آپ کی تصانیف کے نام یہ ہیں:

(۱) تذکرہ اولیائے پاک و ہند۔ (۲) بیمہ کی حقیقت۔ (۳) منکرانِ حدیث۔ (۴) قربانی کے مسائل۔ (۵) عائلی قوانین شریعت کی روشنی میں۔

(۱) تذکرہ اولیائے پاک و ہند

اس کتاب میں پاکستان اور ہندوستان کے ۱۹ اولیاء اللہ کے حالات بڑے بہتر انداز میں جمع کئے گئے ہیں کتاب کے صفحات ۴۷۰ ہیں اور یہ ادارۂ اسلامیات، لاہور سے شائع ہوئی ہے حاصل جائی ہے۔ جس کے سرورق پر یہ لکھا ہوا ہے،

"جس میں وہ اہم اصولیے علماء کے حالات زندگی بہایت تحقیق و جستجو کے بعد مستند تاریخ کی روشنی میں تحریر کئے گئے ہیں اور اس قابل حضرات سے دعائی علامات اور بھی اعلیٰ خصوصیات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ ان حضرات نے جو گراں قدر خدمات اسلام اور خصوصاً برصغیر پاکستان و ہندوستان کے رہنے والوں کو پیش کیں اور مختلف حیثیتوں سے کس قدر عظیم اثرات چھوڑے ہیں۔"

(۲) بیمہ کی حقیقت

حضرت مفتی ولی حسن صاحب نے مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کے رکن ہونے کی

حیثیت سے جدید فقہی مسائل کے حل کے حوالہ سے بھی مسائل کا ایک بڑا حصہ حضرت کا ایک عظیم علمی کارنامہ ہے تحفہ ان جدید مسائل میں سے ایک "بیمہ زندگی" کی رسالہ سے اس رسالہ میں سو سال قبل حضرت نے بیمہ کی حقیقت، اس کا شرعی حکم اور اس کی تمام تر خرابیوں کو واضح فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں حضرات فقہاء کرام کی متعدد عبارات سے یہ واضح کر دیا ہے کہ بیمہ (یعنی یقینی رقم کی ادائیگی) خواہ وہ کسی کاروبار کی ہو، یا بیمہ حادثہ کا ہو، یا بیمہ ذمہ داری کا ہو، یا بیمہ کسی چیز کا ہو، ہر حال میں یہ ایک سودی معاملہ ہونے کے ساتھ ساتھ جوا بھی ہے جو کہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ حضرت نے ان عبارات سے بیان کردہ اصولوں کے تحت کیا جائے تو وہ تمام کی تمام بیمہ کمپنیاں سود اور جوا کے اصول پر قائم ہیں۔ یہ رسالہ بھی بہت ہی اہمیت کا حامل ہے

(۳) فتنۂ منکرِ حدیث

جب یہ بات مشہور ہوئی کہ سعودی حکومت کو مسلک اہلحدیث کی صدارت کے بعد علامہ محمد ناصر البانی کا نام پیش کیا جا رہا ہے اس سے علماء حق کو بہت افسوس ہوا۔ خود علامہ محمد ناصر البانی ایک بہت بڑا فتنہ تھا جس کی ایک بڑی تعداد اور پڑھے لکھے لوگوں میں اس کا بہت بڑا اثر و رسوخ تھا کیونکہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہم بھی پرویز کی طرح عربی زبان سے ناواقفیت بلکہ جہالت کے باوجود اجتہاد کے منصب جلیل پر فائز ہوں اور کہیں کہ اجتہاد کے لئے عربی زبان جاننے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

ان حالات کے پیش نظر مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے حضرت مفتی رشید احمد صاحب کو مشورہ دیا کہ پرویز کی لکھی ہوئی کتابوں کو دیکھ کر تحقیقات قائم کریں اور پھر قوم کے سامنے

شریعہ سے اس کا حوالہ لکھ کر ایک مستقل فتویٰ تحریر کریں اور پھر اس فتویٰ پر علماء کرام سے دستخط لیے جائیں تو حضرت مفتی صاحب نے بہت ہی محنت سے پرانی اور نئی کتابوں سے فتویٰ تیار کیا اور پھر پاکستان ہندوستان بنگلہ دیش اور عالم عرب سے اس پر دستخط کروائے۔ جس کے نتیجے میں الحمدللہ یہ بھرتا ہوا مقدمہ پریس میں بند ہو گیا۔

(۴) قربانی کے احکام و مسائل

اس کتابچہ میں حضرت مفتی صاحب نے قربانی کے ہر مسائل کو حوالوں کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ اس میں قربانی کے مسائل جانور ذبح کرنے کا طریقہ قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنے کے مسائل اور آخر میں قربانی کے جانوروں کے عیوب کے مسائل کو بہت ہی آسان انداز میں تحریر فرمایا ہے۔

(۵) عائلی قوانین شریعت کی روشنی میں

کتاب کے صفحات 400 ہیں اراکین دعوت، محقق اسلامی علامہ موری ٹاؤن سے پچھلی سے اس کتاب کے لکھے جانے کا سبب یہ بنا کہ جب جنرل ایوب خان جو مارشل لاء لگا کر پاکستان کے صدر بنے تو اس دور میں انھوں نے عائلی قوانین ایک جو قرآن و حدیث کے بالکل خلاف تھے جاری کروایا اور اس کو نافذ کر دیا اس وقت پاکستان بھر میں اس کے خلاف علماء نے آواز بلند کی اور ہر ایک نے اس کے خلاف جو کچھ ہو سکتا تھا وہ کیا اسی موقعہ پر حضرت علامہ محدث عصر مولانا محمد یوسف بنوری نے حضرت مفتی دی حسن لوگی کو لکھا کہ عائلی قوانین پر قرآن و حدیث اور شریعت کی روشنی میں غور کریں اس پر حضرت مفتی دی حسن لوگی نے اس عائلی قوانین پر تفصیل

سے بخشش فرمائی جو ماہنامہ بینات میں چھپتا رہا۔ اور پھر اس کو بعد میں الگ کتاب کی شکل میں بھی شائع کیا گیا۔ اس کتاب کی اشاعت سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو جو فائدہ پہنچا اور پہنچ رہا ہے اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو اس کتاب کے مطالعہ کا موقع ملا ہے۔

مفتی صاحب کے چند اہم مضامین

(۱) حضرت مفتی صاحب کا ایک اہم مضمون جو حضرت مفتی صاحب سے ابلاغ رسالہ سے اجرا کی درخواست کی تھی اس کے صدر پر لکھا تھا جو ابلاغ رسالہ میں ۱۳۸۶ھ میں چھپا تھا۔

سلف کا خوف آخرت

خوف آخرت ہی وہ حقیقی گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ سلف میں خوف آخرت کی روح حد تک تھی اور آخرت کی جو سے ان کا جو معاملہ تھا وہ مسلمانوں کے اخلاق و عادات سے مختلف تھے۔ ان کی زندگی ہمارے عمل کی صورت پیش کرتی تھی۔

لیکن آج یہ جذبہ سرد پڑ چکا ہے، اسی لئے ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی گمنامی کے گڑھے میں گر چکی ہے ہمارے سلف خوف آخرت جذبے سے سرشار تھے۔ اس مختصر مضمون میں اس سلسلے کے چند واقعات کی نشاندہی کی گئی ہے شاید ہمارے دل کی مٹتی ہوئی تمنا دوبارہ ابھر آئے اور ہماری زندگیاں کچھ سے حیات نو حاصل کریں۔

ہمارے سلف صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، ان کی صفات کا سرچشمہ حضور ﷺ کی ذات اقدس تھی جس سے ان قدسیہ پر آپ ﷺ کی صفات کا عکس تھا اس لئے ہم اس مضمون میں آپ ﷺ کی زندگی سے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں

۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خاتم النبیین، افضل الرسل محبوب خاص تھے، تاہم دن آخرت کا عالم یہ تھا کہ فرمایا کرتے کہ مجھ کو کچھ نہیں معلوم کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گی ''۔ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو آپ ﷺ تعزیت کو تشریف لے گئے، نعش رکھی تھی، ایک عورت نعش کی طرف مخاطب ہو کر کہا، عثمان گواہ رہو کہ خدا نے تم کو اور آپ ﷺ نے فرمایا تم کو کیونکر معلوم ہوا بولیں، خدا سے ان کو کیسی نور تو اس نور سے کیا؟ ارشاد ہوا مجھ کو بھی اس کی درست بھلائی کی توقع ہے، لیکن پیغمبر ہو کر بھی نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔

حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے بال پکے (سفید) ہو گئے، فرمایا مجھے سورہ ہود، واقعہ، مرسلات اور عم یتساءلون نے بوڑھا کر دیا۔ (ان سورتوں میں قیامت، حشر، نشر کے واقعات مذکور ہیں)

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ جب (انتہائی) رات گذر جاتی تو یہ فرماتے ''لوگو اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، زلزلہ آ رہا ہے، اس کے پیچھے پیچھے آنے والا آ رہا ہے، موت اپنے سامان کے ساتھ آ چکی، موت اپنے سامان کے ساتھ آ چکی۔''

آپ ﷺ فرمایا کرتے ''لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو تم کو ہنسی کم اور رونا زیادہ آتا۔''

۔ صحیح بخاری باب [illegible]

۔ شمائل ترمذی باب ما جاء فی صفۃ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

۔ مشکوٰۃ المصابیح باب [illegible]، فصل [illegible]

۔ صحیح بخاری باب [illegible] حدیث [illegible]

ایک دوسری روایت میں زیادہ تفصیل سے آپ ﷺ کو یہ کہتے

میں ایسی چیزیں دیکھتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے اور ایسی باتیں سنتا ہوں
جس کو تم نہیں سنتے، آسمان چرچرا رہا ہے اور اس کو چرچرانا چاہیے، چار انگل جگہ بھی
ایسی نہیں ہے کہ جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے سجدہ میں نہ ہو، بخدا جو کچھ میں
جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ اور عورتوں سے لذت کوشی نہیں
کرتے اور جنگلوں کی طرف اللہ کا نام لیتے ہوئے نکل کھڑے ہوتے۔[1]

اس حدیث کے راوی حضرت ابوذر غفاریؓ ہیں کاش جب اس واقعہ کو
سنے کاش میں ایک ساعت ہوتا جس وقت آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے بہت مختصر خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا

"اے محمد ﷺ کی امت! اپنی جگہ پر رہو، میں تم کو خدا سے عذاب سے نہیں بچا سکتا
اے بنی عبد مناف! میں تم کو بھی خدا سے عذاب سے نہیں بچا سکتا، اے عباس بن
عبد المطلب میں تم کو بھی خدا سے عذاب سے نہیں بچا سکتا، اے صفیہ عمہ محمد ﷺ
کی پھوپھی میں تجھ کو بھی خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتا، اے محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ
میں تجھ کو بھی خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔"

ایک مرتبہ آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ
لوگ ہنس رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو موت کو یاد کرنا چاہیے، اگر تم اس حالت سے کہ
ہنسو موت کو یاد کرو تو قبر ہر روز کہتی ہے، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، میں
کیڑوں کا گھر ہوں اور جب کوئی مومن دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے خوش
ہوتی ہے اور اپنی پشت پر چلنے والوں میں تو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا جب کہ تو

(۱) شرح السنہ، کتاب الرقاق

میرے قصہ میں آیا ہے تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں اس کے بعد رحمٰن تا حد نگاہ وسیع فضا بن جاتی ہے اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

اور جب کوئی گناہگار یا کافر بندہ دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تیرا آنا مبارک تو میری پشت پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ ناپسند تھا، اب جب کہ تو میرے قصہ میں آیا ہے تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں؟ اس کے بعد قبر اس کو دبوچتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں اور اس کو اس کے لئے ستر سانپ مقرر کر دیئے جاتے ہیں ان میں سے ایک سانپ بھی زمین پر اپنی پھنکار مارے تو قیامت تک زمین میں کچھ نہیں اگے، یہ ستر سانپ اس کو ڈستے رہتے ہیں اور نوچتے رہتے ہیں تا آنکہ حساب و کتاب کا وقت آجائے، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے"(۱)

ایک دفعہ اعراب بدو آپ ﷺ کی مسجد میں اتنا ہجوم ہوا کہ آپ پیاسے کے قریب ہو گئے، مہاجرین نے اٹھ کر لوگوں کو ہٹایا، آپ ﷺ نکل کر حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تشریف لائے اور تقاضائے بشریت سے بیت الخلاء میں گئے فوراً قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ خدا کی بارگاہ میں اٹھائے اور عاجزی کی حد تک میں انسان ہوں، اگر تیرے بندوں نے مجھ سے تکلیف پہنچائی تو آخرت میں سزا نہ دینا۔"(۲)

---

(۱) المنتقیٰ من مسند الامام مالک رحمہ اللہ

(۲) ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب ما یقول عند الخلاء

خوف، حیرت اور خشیت نبی سے آپ ﷺ پر کیفیت طاری رہتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کے سامنے یہ آیت پڑھی فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا۔ تو آپ کی چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔ [1]

نماز میں بھی رقت طاری ہوتی اور آنسو جاری ہو جاتے عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نماز میں مشغول ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور قلب مبارک سے ہانڈی کے ابلنے کی طرح آواز آ رہی ہے۔ [2]

ایک بار آپ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے قبر کھودی جا رہی تھی، آپ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ گئے یہ منظر دیکھ کر آپ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی، پھر فرمایا بھائیو اس کے لیے تیاری کرو۔ [3]

ایک دفعہ کی واپسی سے تشریف لا رہے تھے راستہ میں ایک جگہ پر کچھ لوگ بیٹھے تھے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ کہا ہم مسلمان ہیں ایک عورت چکی چلا رہی تھی، بچہ اس کی گود میں تھا، دودھ خوب رواں ہو گیا اور بھڑک گئی تو وہ بچہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اور پوچھا آپ رسول اللہ ہیں؟ ارشاد ہوا، ہاں ہے شک پھر اس نے کہا کیا ایک ماں اپنے بچہ پر جس قدر مہربان ہے کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بے شک۔

---

۱ صحیح بخاری

۲ ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب البکاء فی الصلوٰۃ

۳ ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الحفرۃ

ے کہا میں تو بچے بچے آگے میں کیسے آنی آپ ﷺ پر گریہ طاری ہو گیا، پھر
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس بندہ کو عذاب نہ دے گا جو سرکش اور متکبر ہے خدا سے
ڈرتا رہتا ہے اور اس کو ایک نہیں ملتا۔

حضرت ابی ہالہ کی ایک طویل حدیث میں آپ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ
حضور آنحضرت ﷺ (آخرت) کے غم میں متواتر مشغول رہتے (دنیا دعوت باری
میں یا امت کی بہبود کے لئے) بلا وقت سوچ میں رہتے ان امور کی وجہ سے کسی وقت
بھی آپ ﷺ کو بے فکری اور راحت نہیں ہوتی تھی۔

حضرت صدیق اکبرؓ

حضرت ابوبکر الصدیقؓ تو حضرت ہی میں سب سے بڑھ کر اسرار شریعت سے محرم
اور اعلیٰ سے اعلیٰ درجے پر فائز تھے ان پر خوف آخرت اور خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا
یہاں تک کہ حالت نماز میں بھی خوب خشک خدا ترسی کے آثار ظاہر ہوتے تھے، صدیق اکبرؓ سے بڑھ کر
کوئی نماز میں اس طرح عاجزی کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا ایک شخص عزی معلوم ہوتے تھے، کسی
نے ان سے دریافت کیا آپ نے یہ خشوع کہاں سے سیکھا، کہا حضرت ابوبکرؓ سے۔ ''

حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے تو فرماتے، کاش میں راحت ہوتا کہ
آخرت کے خطروں سے محفوظ رہتا۔ جب یوں ہی دیکھتے تو فرماتے، کاش میں پرندہ ہوتا کہ
قربانی نصیب ہوتا کہ دنیا میں چرتے چگتے اور درختوں کے سایہ میں بیٹھتے ہوتا اور قیامت
کے حساب کا کوئی خطرہ نہیں، کاش ابوبکرؓ تمہاری طرح ہوتا۔''[۱۳]

---

[۱۳] ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ

حضرت ابوبکر الصدیق نے قبائل کے مقام سے مکہ آ کر حبشہ کی ہجرت کا ارادہ کیا۔ برک الغماد، جو مکہ معظمہ سے یمن کی سمت پانچ دن کی راہ ہے وہاں تک پہنچے تھے کہ ابن الدغنہ سے ملاقات ہوگئی، جو قبیلہ قارہ کا رئیس تھا، اس نے پوچھا کہاں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میری قوم مجھ کو رہنے نہیں دیتی، چاہتا ہوں کہ کہیں الگ جا کر خدا کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ تم جیسا شخص یہاں سے نکل جائے میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ اس کے ساتھ واپس آئے۔ ابن الدغنہ نے تمام سرداران قریش سے ملاقات کر کے کہا کہ ایسے شخص کو نکالتے ہو جو مہمان نواز ہے، مفلسوں کا مددگار ہے، رشتہ داروں کو پالتا ہے، مصیبتوں میں کام آتا ہے۔ قریش نے یہ تین شرطیں کیں کہ ابوبکرؓ تمہارے مکان میں چپکے سے جو چاہیں پڑھیں، آواز سے قرآن پڑھتے ہیں تو ہماری عورتوں اور بچوں پر اثر پڑتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے چند روز یہ پابندی قبول کی لیکن آخر انہوں نے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی اور اس میں علانیہ اور بلند آواز سے قرآن پڑھنے لگے۔ چونکہ آپ نہایت رقیق القلبی سے قرآن پڑھتے تھے تو پھر قریش نے ابن الدغنہ سے شکایت کی۔ اس نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اب میں تمہاری حفاظت کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، مجھے صرف خدا کی حفاظت کافی ہے میں تمہارے جوار سے استعفا دیتا ہوں۔[1]

ایک دفعہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا، غلام شہد ملا ہوا پانی

---

(۱) حضرت عبداللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے بعد حضرت ابوبکر کے ہاں جو لڑکی پیدا ہوئی تھی اس کا نام انہوں نے یہ رکھا تھا۔ اس سے ہجرت اور صدیقہ کے تعلق کو سمجھا جا سکتا ہے

(۲) صحیح بخاری باب ہجرۃ الحبشۃ

ے رہا صبر ہوا آپ نے بھی منہ سے قریب بھی نہیں لیا تھا کہ رونے لگے اور اتنے روئے کہ پاس بیٹھنے والوں کو بھی رلا دیا، جب رونا کم ہوا تو پھر گلاس منہ سے لگایا، پھر رونے لگے اور اس قدر روئے کہ لوگ سمجھے جاں جاں آفریں کے سپرد کر دیں گے ہم تک روتے رہے افاقہ ہوا تو لوگوں نے رونے کا سبب دریافت کیا، آپ نے فرمایا

"میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو اپنے سے دور کر رہے ہیں، حالانکہ اس وقت ظاہری چیز سامنے نظر نہیں آ رہی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس چیز کو دور کر رہے ہیں بظاہر تو کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ دنیا ہے جو مجسم ہو کر میرے سامنے آئی ہے میں اسے اپنے سے دور کر رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا "دنیا میرے پاس سے یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ آپ ﷺ تو مجھ سے محفوظ رہے، لیکن آپ ﷺ کے بعد آنے والے مجھ سے محفوظ نہیں رہیں گے۔"

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا میرے پاس تو نہیں آ گئی۔[1]

حضرت صدیق اکبرؓ کے خطبات دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی طرف میلان سے پر ہوتے تھے، ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا

"کہاں ہیں وہ خوبصورت چہرہ والے جن کو اپنی جوانی و شباب پر ناز تھا؟ کہاں ہیں وہ عظیم بادشاہ جنھوں نے شہر بسائے اور ان کو ناقابل تسخیر دیواروں سے محفوظ

---

[1] حلیۃ الاولیاء ابو نعیم

یہ کہاں تھیں وہ لوگ جو میدان جنگ میں دشمن سے ٹکر لیتے تھے اور ان کو واپس کر دیتے تھے اور بہادری کے جوہر دکھاتے تھے

حضرت فاروق اعظمؓ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں حافظ ابن حجی نے کہا ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور رب تعالیٰ سے ان ہدایت اسلام کو قوت و شوکت عطا فرمائی شیطان اور ملعون اس کے راستے صدق کا پیرو تھے ان کی زبان پر حق جاری ہوا اور نفس کی خواہش کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد اگر وہ کوئی (نبی اللہ عنہ) ہوتے نبی ہیں جس سے شیطان سے روکتے ہیں اللہ سے بلندی پاتا ہے اور اس کا عاشق ہوتا ہے

حضرت فاروق اعظمؓ سے کہ آپ میں حق کی قوت و حمیت بھی جاری تھی ان سے تو عمر سے خوف سے روپوش ہو جاتے تھے فرمایا کہ ایسا کہ شیطان تم سے تب بھی ہو جاتا ہے جب تم اس سے راستہ میں ہوتا ہے شاید وہ تم سے مغلوب ہو جاتا ہے

یہ مرتبہ ہے جس کا ہر مسلمان کو خواہش میں بھی ہونا چاہیے کاش ہم بھی ہوتا کاش ہم بھی ہوتا کاش میری ماں مجھے

یہ حق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پھیلا ہوا ہے

راضی ہو کہ ہم لوگ اسلام اور ہجرت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے طفیل میں برابر سرخرو چھوٹ جائیں، نہ عذاب ملے نہ ثواب؟ دوستی سے ہم میں تو اس پر راضی نہیں ہوں، ہم لوگوں سے نیکیاں کی ہیں اس کے صلہ کی امید رکھتے ہیں فرمایا اسی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ بے واسطہ چھوٹ جاؤں

ہم میں کچھ لوگ سورتیں پڑھتے تھے جس میں قیامت کی ہولناکی اور خدا کی عظمت و جلال کا ذکر ہوتا، کبھی پڑھتے اور روتے تھے۔

ایک مرتبہ جمعہ کے خطبہ میں (۱) الشمس تکورت پڑھی جب عصف مأکول تک حضرت پر پہنچے تو اس قدر روئے ہچکی بندھ گئی

حضرت عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے چہرے پر دو لکیریں سے دکھائی دیتی تھیں جب آپ اس وقت تک قرأت کرتے تھے ہچکی بندھ جاتی تھی اور پڑھتے تھے اور رہ جاتے تھے تب لوگ عیادت کو آتے تھے۔ (۲)

آپ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، میں تیسری صف پیچھے تھا لیکن آپ کے رونے کی آواز سنتا تھا۔

حضرت کی خوب اس کا اس قدر خوف غالب تھا کہ فرمایا کرتے

"اگر قرأت کے وقت کوئی پکارنے والا پکارے تو سمجھے گا کہ شقاوت اس کے بارے میں کچھ ہے حضرت میں ہوں گا"

---

(۱) کنز العمال ج ۷

(۲) ایضاً ج ۷

(۳) ایضاً ج ۷

(۲) دوسرا مضمون

مفتی صاحب کا ایک اور اہم مضمون جو رسالہ ہذا میں شائع ہوا۔

روزہ قرآن کریم کی روشنی میں

(۱) یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون

(۲) [illegible] فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ و من کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر و لتکملوا العدۃ و لتکبروا اللہ علی ما ھداکم و لعلکم تشکرون [2]

---

[1] البقرۃ آیت ۱۸۳

[2] البقرۃ آیت ۱۸۵

(۲) وہ مقامات جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جس کا ہدف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے زندگی سے متعلق صحیح تعلیمات پر مشتمل ہے جو درست کاموں کی ترغیب دیتی ہیں اور غلط کاموں سے روکتی ہیں۔ بندہ جو کچھ اس سے پڑھتا ہے اس کو اس پر ایسے کاربند رہنے کی ضرورت ہے کہ جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے۔ بندہ جب قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو اس کے لئے یہ طریقہ بتایا جاتا ہے کہ قرآن کی تعلیمات پر عمل درآمد کے لئے اس کو کس طرح سے پڑھنا ہے اور کس طرح سے اس کو سمجھنا ہے۔

(۳) واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون ''

(ترجمہ) اور اے پیغمبر! جب میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھیں تو (کہہ دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، جب بندہ مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں بندوں کو چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ بات ٹھیک سے سمجھ سکیں اور درست راہ پائیں۔

یہ آیت کریمہ سورۃ البقرہ کی ہیں جو باعتبار مدنی سورت ہے۔ اس سورہ مبارکہ کے پہلے حصہ میں روئے سخن مشرکین قریش کی طرف ہے۔ اس نے سب سے پہلے قرآن کریم کی حقانیت ثابت کی ہے کہ اس کے بعد اسے اور زمانے کے فرقوں کا ذکر کیا، پھر توحید اور رسالت کو ثابت کیا، بعد ازاں بنی اسرائیل پر انعامات

(۱) سورۃ البقرۃ ۱۸۶

[illegible]

دوسرے حصے میں یہ آیات خطاب مسلمانوں اور قرآن کریم کے ماننے والوں سے ہے قرآن کریم کے ماننے والوں کو تعلیم و ہدایت سے متعلق یہ آیات ہیں۔ اس تعلیم و ہدایت کا عنوان "البر" ہے۔ اس کے بعد حصوں میں فرمانے کے بعد [illegible] فرائض و احکامات کو بیان فرما کر اس حصے کو بشارت و رحمت و مغفرت پر ختم فرمایا۔

فرائض و احکامات میں سے پہلے حکم قصاص کا ہے اور یہ وصیت کا تیسرا درجہ ہے۔ درجہ وصیت سے متعلق میں سب سے پہلی آیت یہی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو) اس طرح خطاب سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ افراد کو بیدار کیا جاتا ہے کہ ہر ایک ہر آنے والی عبادت کی ادائیگی سے کس سے قرآن عبادات و عبادتوں کی تعلیم سے [illegible] عبادات سے متعلق عبادتوں کی تعلیم سے [illegible] عبادات سے متعلق [illegible] نماز کی پابندی محمد شت رضا۔ کتب علیکم (تم پر فرض کیا گیا) مکتوب کیا گیا) اس سے مراد فرض ہے۔ [illegible] سے ہیں۔ پھر بھی ان لفظوں میں سے کسی چیز کو [illegible] یا جاتا ہے۔ اس لفظ سے [illegible] کتاب [illegible] پہلا درجہ ہے۔ چوتھا درجہ [illegible] کتابۃ [illegible] سے [illegible] لفظ "وصیت" [illegible] یہ [illegible] عبادات سے [illegible] لفظ استعمال

لئے ہے کہ لوگ اس عبادت سے فرار اختیار نہ کریں اور جس طرح اس کی فرضیت نہایت تاکید و اہتمام سے کی گئی ہے اسی طرح اس کی ادائیگی بھی نہایت اہتمام اور خاص طور پر اہم سمجھی گئی ہے اور جیسا کہ بھی عرض کیا "المکتب" ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ فاعل ظاہر نہیں کیا گیا جس سے یہ نہیں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے کیونکہ فرض کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے خواہ اس کو ظاہر کیا جائے یا نہیں صاحب "البحر المحیط" نے اس سلسلہ میں ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے

اس آیت اور اس سے پہلے قصاص وصیت کی آیت میں جن جگہ فعل مجہول ذکر فرمایا کیونکہ یہ چیزیں سخت اور مشکل ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے جس کی رحمت اس سے غضب پر غالب ہے ظاہر کی طرح اپنی طرف نسبت نہیں کی۔ بخلاف ایسے موقع کے جس میں امت شارت ہے اس کی طرف صاف اپنی نسبت کی چنانچہ فرمایا کتب علیکم علی الذین من قبلکم (تمہارے اوپر جیسے پہلی امت کے اوپر روزے فرض کئے گئے تھے) اکتب الله لاغلبن انا و رسلی (اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب ہوں گے) اسوال ہوگا کہ یہاں قصاص کی فرضیت کو اللہ تعالیٰ نے جب بیان فرمایا ہے تو اس فعل مجہول استعمال نہیں فرمایا جیسا کہ دوسری جگہ استعمال فرمایا چنانچہ ارشاد ہے وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس (اور ہم نے ان پر فرض کیا تھا کہ جان کے بدلے جان) اس کا جواب یہ ہے کہ یہود اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے بیحد سنگدل تھے اس لئے ان کی سرکشی میں حد سے آگے بڑھے ہوئے تھے اس لئے ان کی رعایت نہیں کی اور یہ لوگ پہلے کتابوں میں حد سے اس قانون کے تھے کہ ادنیٰ شبہ سے قتل ہی کا حکم دیا جاتا ہے۔

گھومنے سے انکار کر دیتی ہے، اگر اس طرح روزہ رکھ لیا جائے تو اس کے روحانی فوائد
حاصل ہوں گے، اور بشارت و رحمت الٰہی کی ہوائیں چلنا شروع ہو جائیں گی۔ اور
معاصی کی دنیا ہمیشہ کے لئے رک جائے گی۔

کتب علیکم الصیام (جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر
روزہ فرض کیا گیا) اس سے معلوم ہوا کہ روزہ مذہب کی وہ عبادت ہے جس کی قدامت
عبادات سے ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ روزہ سب سے پہلے حضرت آدم
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرض کیا گیا تھا، مذاہب کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
مذاہب سماوی اور غیر سماوی میں روزہ کی عبادت جاری رہی، بت پرستوں تک میں
روزہ ایک عبادت کی حیثیت سے معروف ہے موجودہ توریت میں صحیح تو روزہ کا حکم
نہیں ملتا بہت روزوں کی مدت و تعداد میں تحریف بار بار ملتی ہے، ایک جگہ یہ بھی لکھا ہوا ہے
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک موقعہ پر چالیس روزے رکھے تھے، جس کی یادگار
میں یہودی اب بھی بیت روزے رکھتے ہیں، اس کے علاوہ وہ کفارہ کے یہاں سات مہینے
کی دس تاریخ کو اور رات کا روزہ بھی فرض ہے۔ عاشورہ کا روزہ بھی، ان
کے علاوہ ان کے یہاں چھوٹے بھی روزے ہیں جو مصائب کے وقت رکھے جاتے
ہیں، انجیل میں بھی روزہ کی فرضیت کا کوئی صریح حکم نہیں ملتا البتہ روزہ کا اور اس کی
تعریف کی جگہ ملتی ہے۔ ایک جگہ یہ بھی ہے کہ روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اپنی ظاہری
حال سے روزہ ظاہر نہ کرے اسی لئے اس کو حکم دیا ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں اپنے
منہ میں تیل لگائے اور چہرہ صاف کرتا رہے تاکہ ریاکاری میں مبتلا نہ ہو۔

[illegible] پسند کرتے ہیں۔ اور دوسری قسم وہ بھی ہے جس میں صرف گوشت کا ذائقہ ہوتا ہے جس صرف مچھلی کا لطف میں صرف ذائقہ کا۔

[illegible] ہے کہ اور جب مچھلی سمندر میں پڑی پائی گئی تھی تو اس طرح کیوں نہیں ہوتا؟ [illegible] جہاں کھیل سکتی ہے۔ اور تم کو اس بات کی [illegible] ہے [illegible] ہے۔

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

[illegible] روے کا تقوی اور صبر پیدا [illegible] خلاق کے دو اہم ستون ہیں، تقوی کو قرآن
[illegible] یم نے بتلایا اور صبر کو حدیث نبوی نے واضح کیا۔ ارشاد ہے: نصف الایمان
بالصبر (ایمان کا نصف صبر کا نصف ہے) پھر اس حکمت و بیان کرنے کی ضرورت کیا
تھی؟ چند وجوہ سامنے آتے ہیں ایک وجہ تو یہ ہے کہ حکمت بیان کرنے کے بعد عبادت
زیادہ آسان ہو جاتی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ بت پرست اقوام کا تصور یہ تھا کہ ان کے
دیوتا جب بھی ناراض ہو جاتے ہیں اسی طرح بھی ان کو خوش اور راضی کرنے کی
ضرورت پیش آتی ہے ان کی ناراضی دور کرنے اور ان کو خوش کرنے کا راستہ ایک ہی
ہے کہ خود کو تکلیف میں مبتلا کیا جائے اس کے لئے وہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے، بت
پرست اقوام کا تصور بائبل کتاب میں بھی آیا تھا، اس تصور کے برخلاف اسلام اور
قرآن یہ بتلاتا ہے کہ روزہ تمہاری عبادت اور تمہارے ہی
لئے بھی ہے اس سے اور جو ہم فرض کیا ہے اس میں تمہاری فائدہ ہے اس طرح اس
تصوری جڑ کٹ جاتی ہے جو بت پرستوں اور بائبل کتاب میں عام تھا۔ "لعل" توقع
اور امید کے معنی میں آتا ہے اور یہ توقع و امید مخاطبین کے اعتبار سے ہے متکلم کے
اعتبار سے نہیں، مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہارے متقی بننے کا سامان تیار کر دیا ہے،
اب یہ تمہارا کام ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا کر متقی بنتے ہو یا نہیں جو شخص روزہ کے
بارے حقوق ادا کرے گا اور عبادت کی روح اور جذبہ ایمان سے اس کو
عبادت کی توفیق دے گا اس کا روزہ اس کو متقی اور پرہیزگار بنا دے گا اور جو اس طرح
نہیں کرے گا اس کو بھوکا پیاسا رہنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

تقاریر

حضرت مفتی ولی حسنؒ کی روحانی [illegible] آپ بیانات اور خطابت سے وابستہ رہے۔ آپ کی اس [illegible] میں مشغول رہا تو [illegible] آپ نے خطابت کے میدان میں قدم رکھا تو آپ کے [illegible] خطابت کے کوئی سے دروں پر فائز ہیں اور خطابت سے وابستہ ہونے والے لوگ [illegible] ہوگئے۔

حضرت مفتی صاحب نے ساتھ [illegible] حضرت شیخ حدیث [illegible] صاحب کے ساتھ [illegible] حضرت شیخ حدیث [illegible] مفتی صاحب [illegible] آپ [illegible] حضرت مفتی صاحب [illegible] آپ [illegible] حضرت شیخ حدیث [illegible] حضرت [illegible] حضرت شیخ حدیث [illegible] حضرت [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] حضرت مولانا محمد [illegible] صاحب [illegible] حضرت مفتی صاحب [illegible] خلافت بھی عطا فرمائی تھی۔

حضرت مفتی ولی حسنؒ کے چند اہم بیانات

[illegible]

فتنۂ انکارِ حدیث

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا تاکہ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرے اور اپنے آپ کو اور دوسرے انسانوں کو اللہ کے حق ہدایت اور عبادت کی طرف لائے۔ اس کے لیے جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کے جسمانی پرورش اور تربیت کا انتظام فرمایا وہاں اس کی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسباب و وسائل مہیا کیے۔ وہاں اس کی روحانی تربیت اور شیطانی اثرات سے بچنے کے لیے روشن دلائل اور آسمانی کتابوں سے پاک کرنے کے لیے روحانی رشتہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا انتخاب یا کچھ برگزیدہ انسان انبیاء کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ روز اول سے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا۔

ان مقدس ہستیوں کا تعلق اور رابطہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے اسی رابطہ و تعلق کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور یہ مقدس ہستیاں ارشادات ربانی اور ہدایات آسمانی کی روشنی میں اپنی اپنی امت کی علمی و عملی تربیت فرماتے رہتے ہیں۔

دین مبین کے دو ماخذ قرآن و حدیث

ان ہدایات کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کبھی القاء فی القلب کی صورت میں ہوتا تھا اور کبھی فرشتہ کے ذریعہ یہ ہدایات انبیاء و رسل تک پہنچتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا

فیوحی باذنہ مایشاء [1]

[illegible] ہے کہ [illegible] (وحی) کا [illegible] ہے مگر یہ وحی [illegible] سے پیچھے [illegible] جیسے [illegible] سے [illegible] ہے۔

[illegible] جوں [illegible] ضروری نہیں کہ [illegible] شکل میں ہو بلکہ [illegible] (کلام) [illegible] شکل میں ہوتی ہے۔

[illegible] پیغام [illegible] شکل میں [illegible] کی [illegible] شکل میں آئے تو [illegible] (وحی) [illegible] ہے اور جو پیغام [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] (وحی) [illegible] ہے۔ [illegible] کی [illegible] پایا جاتا ہے۔ [illegible] کی صورت میں تمام [illegible] یقیناً [illegible] کی [illegible] کی [illegible] ہیں ہو سکتا [illegible] کی [illegible] پر ہے جو [illegible] سے [illegible] ہے

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ تو وحی ہوتی ہے جو کی جاتی ہے۔

اسی وجہ سے کہ جس طرح [illegible] پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح [illegible] پر ایمان لانا بھی واجب [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ

وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا [2]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جوتم اور رسول تمہارے لیے اس وقت کرو اور جس سے تمہیں منع کریں اس سے باز آؤ۔

دین اسلام ایک اسٹیج نظام حیات ہے جو عقائد و عبادات، نظام معاملات، آداب و اخلاق، معاشرت و معیشت، جہاد و قتال، صلح و جنگ، حکومت و سیاست وغیرہ تمام مسائل پر حاوی ہے۔

اور ان تمام مسائل کا اصل تعلیمات نبوی اور احادیث پر مبنی کئے ہوئے ہیں۔ ان میں بہت سے احکام قرآن کریم میں صراحۃً مذکور نہیں اور بعض احکام کا اجمالی ذکر پایا جاتا ہے جس کی تفصیل احادیث مبارکہ سے واضح ہوتی ہے۔ بہرحال اس میں دو رائے بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ دین اسلام کا تفصیلی اور عملی نقشہ احادیث نبویہ ﷺ کے بغیر مرتب ہو سکتا ہے اور نہ ہی دین متین کی تکمیل و تشریح تعلیمات نبوی کے بغیر ممکن ہے۔

حدیث کے خلاف سازش

دین اسلام جو ابدی دین ہے اور قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے اس دین کے دو اصلی ماخذ اور اس دین کو روشن رکھنے والی دو مشعلیں قرآن و حدیث کی حفاظت کا خصوصی انتظام بھی تاکہ یہ دونوں مشعلیں ہر قسم کے طوفانوں اور جھکڑوں سے محفوظ رہ کر اسلام کو روشن و تابندہ رکھیں۔

قرآن کی حفاظت کا ذمہ تو اللہ رب العالمین نے اپنے ذمہ لیا اور فرمایا

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون [1]

بیشک ہم نے اس ذکر (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اب قرآن کریم کے الفاظ میں تغیر و تبدل تو ممکن نہ تھا اس لیے دشمنان اسلام جو

---

[1] ۱۵ : الحجر آیت نمبر ۹

کی صورت میں اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں مل سکتا تھا جس سے
اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے کا موقع ملتا۔ اس لیے ان مسلمانوں نے
کیا ایک طرف تو قرآن کی تعلیم دینے کا کام شروع کیا اور دوسری طرف اپنی تمام توجہ حدیث
کی طرف مبذول کی تاکہ حدیث کا وہ ذخیرہ جس سے دین کی تکمیل و تکمیل ہوتی
ہے ناقابل تغیر قرار دیا جائے۔

وضع حدیث:

اس کے لیے یہ کوشش تو یہ ہوئی کہ علمائے نے بہت سی احادیث اپنی طرف سے
گھڑ کر صحیح احادیث اور روایت سے ساتھ خلط ملط کر کے مسلمانوں میں پھیلا دیں اور پھر
تو یہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے صحیح احادیث کے ساتھ ساتھ وہ سب جھوٹی
اپنی گھڑی ہوئی احادیث بھی دی ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ اس طرح سے مسلمانوں کا ہاتھ
احادیث پر نہیں رہے گا اور جو وہ جھوٹی شکل احادیث کے ساتھ پڑھ جاتا ہے وہ ختم ہو
جائے گا۔

وضع حدیث کا مقابلہ

لیکن مسلمان اپنی اس مذموم کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے اور اللہ تعالیٰ نے
ایسے دین میں اور سنت سید المرسلین کی حفاظت و بقاء کے لیے ایسے رجال کار پیدا
فرمائے جنہوں نے حفاظت حدیث کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور صحیح
احادیث، ضعیف اور موضوع احادیث سے ممتاز و جدا کرنے کے لیے مستقل علوم

تعداد دو لاکھ تک پہنچتی ہے جس کی روشنی میں ایک ایک حدیث کی چھان بین کر کے تمام دخیرہ احادیث کو امت کے سامنے پیش کر دیا اور صاف طور پر بتلا دیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ موضوع۔

ان علماء نے صرف روایات ہی کی تحقیق نہیں کی بلکہ ایک ایک روای پر جرح و تعدیل کر کے اس کی چھان پھٹک کی اور ہر ایک پر ثقہ، ضعیف، کذاب، وضاع کا حکم لگایا اور اس طرح ہر چیز کو صاف کر کے پیش کیا جس کی وجہ سے حدیث سے امت کا لگاؤ اور بڑھ گیا۔

فتنۂ انکار حدیث

جب صحیح حدیث سے مطمئن کی سرا پوری نہیں ہوئی تو انھوں نے پہلے اسناد اور حدیث کو دین کا ماخذ ماننے سے ہی انکار کر دیا اور پھر اس کو ثابت کرنے کے لیے کہ حدیث دین و شریعت کا ماخذ نہیں حدیث پر طرح طرح کے اعتراضات شروع کیے۔ کبھی یہ کہا کہ یہ مجمی سازش ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے عجمی دھبے ملنے ہے اور کبھی ضعیف و موضوع احادیث کو بنیاد بنا کر حدیث کا مذاق اڑایا۔ کبھی خبر واحد کی حجیت سے انکار کیا، کبھی کسی خاص موضوع سے متعلق احادیث کو ناقابل تسلیم کہا اور اس تمام کوشش کا مقصد واحد یہ تھا کہ اسلام جس کی تکمیل احادیث سے ہوئی ہے جس کے بہت سے احکام احادیث سے ثابت ہیں اور بہت سے احکام کی جزئیات اور تفصیل احادیث متعین کرتی ہیں۔ اس کی بنیاد ہی کو ختم کر دیا جائے تاکہ مذہب اسلام کی عظیم شان عمارت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکے۔

فتنۂ انکارِ حدیث کی ابتدا

سب سے پہلے احادیث کا جنھوں نے انکار کیا وہ خوارج تھے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت کے آخر میں ہوا۔ انھوں نے حضرت علی کی خلافت اور آپ کے طرزِ حکومت پر فتنہ پھیلنے کی آپ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے گرفتار کیا (جو کہ) اسے فتنے کے بعد حضرت علی سے یہ کہہ بغاوت کر دی کہ قرآن کے ہوتے ہوئے تحکیم وقت ... کی وجہ سے سب کا ہو گئے ... اس بنا پر ان کے ... ایک ... حدیث کا ... ہو گئے ... اس کی وجہ بتا سکتے ہے۔

... سے بعد حدیث کا انکار کرنے والے ... تھے جو ... کے ... اس سے ... ایک ... کی بات ... کے علاوہ ... ہو گئے تھے (اس بنا پر) ... (جس ... ہوتے ... حدیث کا انکار کیا اس طرح یہ فتنۂ انکارِ حدیث ... انھیں کے ... پر ... ہوا۔

تمام فتنوں کا مرجع و ماخذ

انکارِ حدیث ... ایسا فتنہ ہے جو ... فتنہ کا ... ہے اور ... جائے تو تمام فتنوں میں انکارِ حدیث قدر مشترک کے طور پر پایا جاتا ہے اور تمام فتنے ... انکارِ حدیث ... ہے ... یہ ... حدیث ... اصلاحی ... مصطفیٰ ... اور فتنہ ... ہیں ... تحریفات ... ہوا ہے ... ہوئے ...

دور کا تاریخی تصورات سے [illegible] ہے

[illegible] احادیث کو اپنی روحانی آنکھ سے دیکھتے ہوئے [illegible] کو
ماننے سے ہی انکار کر دیا تاکہ وہ [illegible] راہ میں وہ
رکاوٹ ہو اور وہ اپنی من مانی [illegible] میں [illegible] کا جو کھل
مظاہرہ کر سکیں۔

[illegible] ہیں اگر [illegible] پر [illegible] نظر ڈالیے جو [illegible] کا روپ دھارے ہوئے ہیں
اور بھیڑ کی شکل میں بھیڑیے کا کردار [illegible] تاکہ [illegible] حدیث [illegible] کے انکار
حدیث مفہوم ہو سکے۔

خوارج اور انکارِ حدیث

جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ انکارِ حدیث کے فتنہ کی بنیاد سب سے پہلے خوارج
سے پڑی ہے۔ ان کے عقائد میں بنیادی [illegible] تھی کہ [illegible] قرآن سے [illegible] کی [illegible]
قبول کریں گے۔ چنانچہ [illegible] کے یہاں [illegible] حدیث کا انکار پایا جاتا ہے اور
اسی انکارِ حدیث کا نتیجہ تھا کہ [illegible] سے [illegible] کی حد ہو [illegible] کے انکار کی بنا پر
کہ کیونکہ [illegible] میں [illegible] کا [illegible] ہے اور احادیث کو [illegible] مانتے [illegible] لوگوں
نے خوارج کی تکفیر کی اس رحجان کے [illegible] کی ہے چنانچہ محدث [illegible]
اور شاہ [illegible] لکھتے ہیں

تکفیر الخوارج بالمعنی الذی ھو مرادی و بالمعنی المحصل فیہ
مجمع علیہ صار معلوما من الدین بالضرورۃ

[illegible]

"رجم چونکہ متفق علیہ ہے لہذا صرف یہ ثابت ہونا چاہیے کہ وہ دین میں داخل ہے بھی ہے شادی شدہ مرد عورت زانی کی سزا رجم کے انکار کی وجہ سے خوارج کی تکفیر کی جاتی ہے"

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ میں بھی یہ خوارج موجود تھے انھوں نے جب رجم کا انکار کیا تو ان کے سرکردہ لوگوں کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بلا کر پوچھا کہ تم رجم کا انکار کیوں کرتے ہو اس مسئلہ میں عمر بن عبدالعزیز اور خوارج کے درمیان جو مکالمہ ہوا اسے وقت قبلی نے مشہور فقیہ حافظ ابن قدامہ سے اپنی کتاب المغنی میں تفصیل سے نقل کیا ہے یہ مکالمہ بڑا دلچسپ ہے جو درج ذیل ہے۔

جب خوارج کے مناظرے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے وہیں گویا ہوئے۔ خوارج: قرآن کریم میں صرف جلد (کوڑے لگانے) کا حکم ہے رجم کا ذکر نہیں پھر رجم کو شامل کرنا کیوں فرمایا گیا۔

عمر بن عبدالعزیز: ہم صرف قرآن پر عمل کرتے ہیں۔

خوارج: جی ہاں۔

عمر بن عبدالعزیز: قرآن کریم میں فرض نمازوں کی تعداد، رکعات کی تعداد، رکعات نماز کی تفصیل کہاں ہے اور یہ کہ فلاں نماز میں اتنی رکعتیں ہیں اور فلاں میں اتنی قرآن کریم میں کہاں ہے، زکوۃ کس مال پر کب ہوتی ہے کس پر نہیں، زکوۃ کی مقدار کتنی ہے، روزہ کا نصاب کیا ہے یہ سب تفصیل قرآن میں کہاں ہے

خوارج: ہمیں کچھ مہلت دیجیے۔

چنانچہ اگلے روز حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مہلت دے دی مشورہ کر کے پھر حاضر ہوئے۔

خوارج قرآن کریم میں تو آپ ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز پھر تم ان باتوں کے کیا قائل ہوئے۔

خوارج ہم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مسلمانوں سے اس پر عمل کیا۔

عمر بن عبدالعزیز جب تم ان باتوں کو اس لیے مانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر عمل کیا اور تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے عمل کیا۔

رفض اور انکار حدیث

رفض اور شیعیت میں گرچہ بہت سے حقائق کا انکار ہے مگر سب سے بڑی وہ حقیقت جس کا انکار ان کے یہاں پایا جاتا ہے، وہ احادیث ہیں اور خصوصاً وہ احادیث ہیں جو مؤلف صحابہ میں وارد ہوئی ہیں یہ حضرات ان کو نہیں مانتے چاہے وہ احادیث بخاری کی ہوں یا صحیح مسلم کی یا کسی اور حدیث کی کتاب کی ہوں۔

گر تھوڑی دیر کے لیے ان شیعوں کا فلسفہ مان لیا جائے تو ہمیں کیا مطلب یہ ہوا کہ وہ نبی جو تمام انبیاء کا سردار ہے، نبی آخر الزماں ہے، خاتم النبیین ہے اور قیامت تک آنے والوں کے لیے ہادی ہے جس کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن کی بشارت دی وہ نبی جب اس دنیا سے گیا تو اس قدر ناکام گیا ہے کہ اس کے تربیت یافتہ لوگ (العیاذ باللہ) سب کے سب مرتد ہو گئے صرف چار پانچ شخص ہی مسلمان رہے، نہ قرآن ان کے یہاں محفوظ رہا نہ دین اسلام۔

ناصبیت اور انکارِ حدیث

جس طرح رافضی انکارِ حدیث کرتے ہیں خصوصاً ان احادیث کا جو مناقبِ صحابہ کے متعلق ہیں، اسی طرح یہ نواصب بھی حدیث کا انکار کرتے ہیں، اس فتنہ کی گہرائی میں بھی انکارِ حدیث پایا جاتا ہے، یہ حضرات خصوصیت کے ساتھ ان احادیث کا انکار کرتے ہیں جو اہلِ بیت حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسنین رضی اللہ عنہم کے مناقب میں وارد ہوئی ہیں، اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و عمر کے متعلق واقعۂ افک کے بارے میں جو احادیث ہیں ان کا بھی یہ حضرات انکار کرتے ہیں ایک صاحب علیم یار صاحب ہیں، میں ان کی کتاب "تحقیق عمر عائشہ" (جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے اور چھ سو صفحات پر مشتمل ہے) دیکھ رہا تھا جہاں انھوں نے حضرت عائشہ کی عمر پر بحث کی ہے وہاں ان میں بخاری کے رواۃ، امام حدیث زہری پر اتنا اس اور سخت تنقیدیں کی ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے متعلق حدیث کا انکار کیا ہے۔ یہ بھی رفض کی طرح ایک بہت بڑا فتنہ ہے، کچھ عرصہ کے لیے یہ فتنہ دب گیا تھا آج کل پھر ایک طبقہ اس فتنہ کو زندہ کرنے کی کوششوں میں مصروفِ کار ہے۔ خطرناک رافضی کا مقصد ہے کہ مسلمانوں کا اعتماد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ختم ہو جائے اسی طرح یہ نواصب بھی اس کوشش میں ہیں کہ آلِ بیت پر مسلمانوں کا اعتماد ان سے محبت ختم ہو جائے۔

ناصبیت کا فتنہ بھی اس قدر عجیب و غریب ہے کہ وہ شخص جو پورے عالم اور پوری دنیا کے لیے ہدایت کا مشعل بن کر آیا تھا اور جب اس دنیا سے گیا تو اس

ی سے چارگی کا یہ عالم ہے کہ اس نے گمراہ ہے، اس کی بیٹی، اس کا داماد، اس کے
واسے بھی تربیت یافتہ رہے تھے اور لوگوں نے اپنی اونچ نیچ اور اپنے ذاتی مفادات اور
حکومت، سلطنت کے لیے یہ لڑیاں، مسلمانوں کا خون بہایا، ان کے فلسفہ سے
ایک عجیب سی تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے جو سراسر غلط ہے، عقل جس کا مذاق انکار
کرتی ہے، ہوسکتا ہے کوئی آیت یا حدیث کی تائید کرے مگر قرآن و حدیث سے اس کی ذرہ
برابر بھی تائید نہیں ہوتی۔

فرقہ معتزلہ اور انکار حدیث

معتزلہ مسلمانوں کا وہ فرقہ ہے جو یونانی منطق و فلسفہ کے غلط افکار و خیالات
سے مرعوب تھا اور انہی باطل افکار و خیالات نے ان کو دین سے منحرف کر دیا تھا۔
انھوں نے قرآن کریم کو یونانی فلسفہ سے ہم آہنگ کرنے کے لیے قرآن میں جا بجا
تاویلیں کر کے قرآنی تعلیمات کو مسخ کرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف خبر واحد کو
صاف طور پر حجت ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ امام ابن حزم اندلسی معتزلہ کے خبر واحد
کو حجت ماننے سے انکار کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"ان معتزلہ اور خوارج کا مسلک ہے کہ خبر واحد موجب علم نہیں ان کا کہنا ہے کہ
جس خبر میں جھوٹ یا غلطی کا امکان ہو اس سے اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی بھی حکم
ثابت کرنا جائز نہیں ہوسکتا وہ نہ ہی اس کی نسبت خدا کی طرف کی جاسکتی ہے اور نہ اللہ
کے رسول کی طرف۔"[1]

واصفانی فرقہ معتزلہ کا انکار حدیث بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

---

[1] الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم، ج ۲، ص ۹

"[illegible] مسلمانوں کی شفاعت سے جہنم میں [illegible] احادیث میں موجود ہیں ان سب کا [illegible] شفاعة لاهل الکبائر [illegible] قرآن کی آیت کی بنا پر انکار کر دیا۔

فرقہ قدریہ و جبریہ اور انکار حدیث

فرقہ قدریہ جو قضا و قدر کی منکر تھی جس کے مطابق ایک بندہ مکمل طور پر مختار ہے اور جبریہ جس نے بندہ کو مجبور محض بنا چھوڑا یہ فرقہ بھی ان تمام احادیث کا انکار کرتے ہیں یا ان میں تاویلیں کر کے ان کی حیثیت ختم کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جن میں قضا و قدر اور اس کی تفصیلات کا ذکر ہے۔

مرجئہ اور انکار حدیث

مرجئہ کے مطابق ایک شخص کلمہ پڑھ لینا اور زبان سے اقرار کافی ہے اس کے بعد کسی عمل کی ضرورت نہیں تو ان حضرات کے لیے ایسی وہ احادیث جو اعمال اور ان کی تفصیلات متعین کرتی ہیں کسی بھی حیثیت کی نہیں ہوتی ان کو ماننا کرنا پر عمل کرنے یا نہ کرنے کو صاف انکار کر دینا ان کے لیے ایک سب برابر ہے۔

فتنہ استشراق اور انکار حدیث

صلیبی جنگوں میں جب عیسائیوں کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا اور انھوں نے ان صلیبی جنگوں میں اپنی تمام تر قوتیں صرف کر دیں اور مسلمانوں کو ناکام و نامراد بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی مگر ان کے باوجود ان کو ظاہری طور پر وہ مادی اور [illegible] مادی حاصل نہ ہوئی تو انھوں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اور انھوں نے یہ

جال کا ریپ کے جنھوں نے ... نے معتقدات اور شریعت کے ... کا مطالعہ کیا
جس سے یہ بات ان پر واضح ہوگئی کہ ان حدیثوں اور عقائد کو ختم کرنا ان میں ہی قسم
کی تبدیلی کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مسلمانوں کے پاس احادیث کا ذخیرہ
محفوظ ہے تو انھوں نے شریعت کے اس واحد ذریعہ کو برباد کرنے کے لیے اپنی تمام
کوششیں اس پر صرف کر دیں اور اپنے دجل و فریب سے کام لیتے ہوئے بعض
تحقیقات (سائنٹیفک ریسرچ) کے نام سے حدیث و سنت کے خلاف منظم سازش
شروع کی۔ کبھی احادیث کو جعلی ثابت کیا، کبھی صحابہ، تابعین، ائمہ حدیث کو اہل تشیع کا نشانہ بنایا، کبھی اپنے ناقص عقل کو معیار بنا کر
احادیث پر عقلی شبہات اور وساوس کا طوفان باندھ دیا۔ اس اسلام کے خلاف عقائد
حسنہ و جنت، جہنم اور ... جنات، مذہب قدیم و جدید، اسلامی احکام صلوٰۃ، روزہ،
زکوٰۃ اور حج، جہاد میں نئے نئے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی اور
عجیب بات ہے کہ موجودہ دور کے منکرین حدیث سے بھی پہلے منکرین حدیث
دشمنان اسلام مستشرقین کو بنایا ہے اور یہ حضرات انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں
اور جو اعتراضات و شبہات ان مستشرقین نے اسلام کے بارے میں پیش کئے ہیں
انہی اعتراضات و شبہات پر منکرین حدیث بھی پیش کرتے ہیں۔ ان کی تمام
کفریات و دعویات کا گر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بالکل عیاں ہو کر سامنے
آجاتی ہے کہ ان کی تحقیقات کا تمام تر ماخذ مستشرقین کی یہی سائنٹیفک ریسرچ ہے
جو اسی دجل و فریب اور مکاری پر مشتمل ہے۔

نیچریت اور انکارِ حدیث

موجودہ دور میں جو نئے نئے فتنے اسلام میں پیدا ہوئے ہیں ان میں سب سے
گہرا اور خطرناک فتنہ نیچریت ہے۔ فرقِ نیچریت سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں
نے علومِ جدیدہ حاصل کرکے اسلامی شریعت کو اُن پر پرکھنے کے بجائے
اپنی جزوی عقل و سمجھ بوجھ اور مغربی تہذیب و تمدن کی روشنی میں اسلام کی
ہر بات کو پرکھنا شروع کیا۔ جو چیز اُن کی عقل سے باہر ہوئی یا جو بات ایک
ناپسندیدہ خط اور نامناسب قول سے خود قرآن و حدیث اس کی تائید سے ہوں
چنانچہ ان حضرات نے نہ صرف قرآن کے معجزات مثلاً جنات، بستِ دوزخ وغیرہ
قرآن و حدیث سے ثابت شدہ مسلمات کا انکار کیا ہے اس لئے ان کو بھی سرسید
تھے سرسید کے یہاں بھی ان باتوں کا انکار معجزات کا انکار پیدا کرتا ہے۔

سرسید نے قرآن مجید کی جو تفسیر (تبیین) لکھی ہے اس میں تمام معجزات کا
انکار ہے۔ جہاں بھی نیچریت اور تفسیر بالرائے کے الزامات کا ذکر آتا ہے وہاں
سرسید صاحب کی یہی دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس کا جواب خود کر دیتے ہیں مثلاً
موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ میں مذکور ہے کہ "کل لطوده العظیم" پانی پہاڑ کی طرح
بن گیا اور بیچ میں راستے بن گئے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی قومِ گزرتی و
بنی راستے پر جب فرعون گزرنے لگا تو وہ غرق ہو گیا۔ سرسید صاحب اس معجزہ کی
ہیئت اور اس کا اجزائے ترکیبی سے ہونے کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ یہ جو بیان کیا گیا
کہ پانی بھاری پہاڑ کی طرح ہو گیا ہے کہ سمندر میں جوار بھاٹا ہوتا ہے کہ کبھی پانی زیادہ ہو جاتا ہے
اور کبھی کم ہو جاتا ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا دیکھنا

گزرجانا اور دوسروں کا پیاسے غرق ہو جانا یہ ایسی معجزہ نہ تھا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گزرنے کے وقت دریائے قلزم چھ حصوں کے مابین سہام کے مطابق پانی سوکھ گیا اور دوسروں کے گزرنے کے وقت پانی چڑھ گیا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں "انی جئتکم بآیۃ من ربکم" میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لایا ہوں (نشانیاں تھیں "ابرئ الاکمہ والابرص" (میں ٹھیک کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور برص کو) مگر سید کہتے ہیں کہ یہ دونوں معجزہ نہیں بلکہ اس زمانہ میں طب اور اطباء کی ترقی یہ ان کا اثر تھا۔

اسی طرح سید صاحب نے سیرت پر خطبات احمدیہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اس وقت سے پوپی نے ایک مگریہ گورنر آدیم میور کے نام سے لکھ کر ایک کتاب لکھی جس میں اپنی عقل و حضاب دانست کی وجہ سے حضور سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خوب زہر اگلا۔ اس وقت مسلمانوں میں غیرت دینی موجود تھی، چنانچہ سید صاحب نے اپنی دانست کا مقابلہ کرتے ہوئے اس کے جواب میں "خطبات احمدیہ" لکھی۔ اور جو لکھتے لکھتے خود بخود رک گئے۔ اور ہر وہ حدیث جس کی سمجھ سے بالاتر تھی یا وہ احادیث جن پر مغربی مؤلف نے اعتراضات کئے ان کا جواب دینے سے بجائے صاف طور پر ان احادیث کا ہی انکار کر دیا۔ مثلاً شق صدر کے متعلق سید صاحب لکھتے ہیں۔

"الم نشرح لک صدرک" یہ آیت شق صدر کے متعلق ہے اس میں سید صاحب کچھ کاوش نہ کر سکے اور اس نے صحیح اور صاف معنی نہیں سمجھے کہ "شرح صدر"

ے بھی تعبیر کیا ہے شاہ جی نے ان خوابوں اور بیعت میں متقی ، پرہیزگار صفت سے عوام اپنی اور دنیا سے متاثر ہونے کے لیے بھی کی تھی ۔

اور جو روایات شق صدر کے متعلق وارد ہوئی ہیں ان کو شاہ ولی اللہ صاحب ، شرح اسے کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

" یہ روایتیں جو شاہ ولی اللہ میں یوں ہیں یا اور روایتیں جو شرح سنہ اور دارمی میں مذکور ہیں صحت سے بہت دور ہیں اور محققین علماء اسلام ان کو بالکل ناقابل اعتبار سمجھتے ہیں اور اسے راویوں نے جو محض بچپنے کی عمر کے قابل ہیں خیال کرتے ہیں کہ جب چھاتی مبارک کی اس بات میں یوں صاف ہی ہے کہ اس کا معجزہ ہونا ہی ہے اسلام پر اعتراض کرتے ہیں ۔[1]

معراج کے بارے میں سید صاحب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ آپ کو اس کی حاجت میں یہ سب کچھ دکھایا گیا اس سے یہ بات اس کی اور حقیقت نہیں ۔ چنانچہ معراج سے متعلق اور معراج کے واقعات سے متعلق (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیش آئے) اور مشہور تمام احادیث ناقابل اعتبار اور بے بنیاد لکھے ہیں ۔ اسی وجہ سے اگر کوئی معراج کا انکار کرتے ہوئے معراج سے متعلق احادیث کا بھی انکار کر دے تو سید صاحب کے نزدیک ان کے ایمان میں بالکل خلل نہیں آئے گا چنانچہ لکھتے ہیں

" شق اور معراج گو مذہب اسلام سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت سے لوگ اس سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اگر کوئی شخص کہ کلمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک میں یہ باتیں واقع

---

[1] خطبات احمدیہ ص ۱۹۹

[2] ایضاً ۲۰۰

کے خواب ہونے سے انکار کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اس قصے کی کوئی چیز مجھ پر مخفی نہیں ہوئی تھی اور یہ تمام روایتیں جو اس قصے کے تحقیقی یا مثالی نوع کو بیان کی گئی ہیں بالکل غلط اور سراسر بے اصل موضوع اور جعلی ہیں تو بھی ان کے بیان میں [illegible] بھی خلل واقع نہ ہوگا۔ بلکہ وہ چودہ اور پانچ سو سچا مسلمان رہے گا۔"

یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ معراج نہ جسمانی ہوئی ہے اور نہ روحانی اور نہ عام مثال میں اور اس سلسلہ میں جو روایتیں وارد ہوئی ہیں وہ سب کی سب بھی جعلی اور موضوع ہیں ایسا عقیدہ رکھنے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ یہ تو میں یہاں تک بھی کہتا ہوں کہ ایسا عقیدہ تحقیق و تفتیش کے بعد حاصل ہو ہو۔ ہی کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

"اگر کوئی مسلمان ہو اور یہ عقیدہ پر یہاں رکھ کر ان سب روایتوں کو جو معراج کے قصے میں آئی ہیں سنے اور سب کو موضوع اور بہایت قابل [illegible] کے چھوڑ دے تو اس سے دین و ایمان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور وہ اس شخص سے ہم پایہ ہوگا جو ہر چیز پر تحقیق و تفتیش سے ایمان لاتا ہے۔"[1]

اصل بات یہ ہے کہ سرسید کے رفقاء خیال بلکہ تمام اسلامی علوم سائنس کی طرح تھے۔ ان سے مافوق الفطرت اور خرق عادت کوئی کام سرزد نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے معجزات کا انکار کیا اور ان کے رد میں یہ تمام معجزات سراسر لغو، بیہودہ قصے اور بے ہودہ قصے ہیں جو محض جذبہ و خوش کرنے کے لیے گھڑ لیے گئے ہیں، اور علماء نے اپنی نادانی کی وجہ سے ان کا انکار کرنے کے بجائے اپنی کتابوں میں جگہ دے دی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سرسید صاحب یورپین مستشرقین کے پروپیگنڈہ سے صرف متاثر ہی نہیں بلکہ ان سے مرعوب بھی تھے یہی وجہ تھی کہ اسلام کے جس عقائد پر بھی ان کی

---

[1] خطبات احمدیہ ص ۲۹۰

[2] حوالہ بالا

طرف سے اختلافات ہوتے تو سید صاحب کی دوستی ہوتی ہیں کا جو سے ایسے
سے بجائے ہیں عقائد دینی و دنیوی عقائد دین سے نکلی یا جائے ہیں
ہیں باتوں کا انکار سید صاحب سے مخل حقیقت دین کا پایا تو آن سید صاحب نے یہ
ثابت کر دیا و کھلی طور پر پیش کرنے اعلان دیا ہے۔ مستشرقین اور ان کے حوشہ چین
سید کے یہ بات بڑی تیز ہیں تھی کہ یہ سید صاحب کا سید چاپ رہے ہیں
کان لگا کر سنے سے علیحدہ دیا جائے اور ان سے یا ان کو دوسرے سے گرتی
ہیں سے صاف کی کہ سید چاپ سے علیحدہ دیا جائے اور ان سے نظر
دیے جاتے ہیں پھر بھی اسان رہتا ہے۔

ان مقدمہ سے پہلے جو میں لکھے ہوں کے سید یہ بات ہوا کہ ان تمہید تو آپ
یک ہی بات ہیں بیت عقائد اور پھر باتوں کا ہوں سے ہو اول
کے جب آن کی تیاری ہیں اور ان چیز ہو گئیں تو چند ہوں
ہیں ہیں سے ہیں تک لکھی جاتی ہیں اور کی پر تھیں جلد ہیں کی ہیت و حوشش
ہو ہے ہو جب سید ہیں یہ سلسلے تو یہ عقائد ہیں پر قوار کیں کہ دو اپنے
یک مجموعہ اور چیا ہے ہو سے اور ہوں بیت عقائد بیت عقائد اور ہوں
کتابوں پر ہو ہے، پھر کی بیت واپس پی گلہ پہنچا ہے آن کل یہ آپ کا فضل
تبدیل ہو رہے اور کل تک جس باتوں کا انکار یا جو تا تھا آن ہیں سے ہیں وہ بات
دیا ہے بلکہ آن یہ آپ سے عقائد اور تحقیق کا سب سے بڑا دینی سے کل تک جو یورپ
والوں کے نظریہ تھا سے متاثر ہوئے آپ کا بعد ہو ہو پسند تھا آج ہی ہیں
نظریہ دیا ہیں پیش پیش ہے ہیں ہو ہے فضل سے متاثر ہو ہوئی
مقام پر عقائد ہیں سے ہوں سے ہیں جو ہے ہیں حشکات پیدا ہیں ہیں۔

ہیں گھر ہو گئے گھر سے چراغ سے

قادیانیت اور انکارِ حدیث

قادیانی اور مرزائی اگرچہ خود کو مسلمان کہنے کا ہی دعویٰ کرتے ہیں اور انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کی وجہ سے اپنے مذموم مقاصد (مسلمانوں میں تفرقہ و انتشار پیدا کرنے اور ان میں جہاد جیسا فریضہ ختم کرنے اور ان کو غلامی تعلیمات سے بہرہ ور کرنے) کے لیے نبی بنایا تھا اس میں حدیث کا انکار پایا جاتا ہے انھوں نے بھی ان تمام احادیث کا جو حضور ﷺ کی نبوت اور مرزا قادیانی کی نبوت کے متعلق وارد ہوئی ہیں انکار کیا ہے۔

فتنۂ مودودیت اور انکارِ حدیث

اس فتنۂ جدید میں ایک فتنہ مودودیت بھی ہے۔ اس میں بھی انکارِ حدیث کا عنصر شامل ہے۔ مودودی صاحب اور ان کے ہم افکار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مناقب کا انکار کرتے آپ پر اعتراض کرتے ہیں جب کہ وہ مناقب احادیث سے ثابت ہیں اور آپ کی خلافت پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ آپ خلیفہ راشد ہیں، اور خلافت راشدہ وہ ہوتی ہے جو علیٰ منہاج النبوۃ (نبوت کے طرز پر ہو) جس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز نبی علیہ السلام چھوڑ کر گئے ہوں اور رہنے دیتے تو وہی کام کرتے جو خلفاء راشدین نے کیے۔ تو خلفاء راشدین کے کام جو عہد حضور ﷺ علیہ السلام کے کام ہیں اور خلافت راشدہ پر اعتراض نبوت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم پر اعتراض سمجھا جائے گا جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کرنا، ان کی خلافت وحکومت کو باغیانہ کہنا درست نہیں کہ ایک وقت میں دو خلیفہ ہو سکتے ہیں قابل ملامت ہے، بالکل اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کرنا بھی قابل ملامت ہے۔

اسی طرح مودودی صاحب اور ان کے متبعین بعض صحابہ کرام کو قابل تنقید سمجھتے

ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ تنقید درجے ہے اور تنقیص و تجریح سے عالم تنقید میں تنقیص ہوتی ہے۔

پھر صحابہ کرام سے بارے میں کس منہ سے کہا جائے کہ یہ حق ہے صحابہ کرام (دین کے حامل) ہیں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا، دین کے ایک ایک حرف کو قرآن کے نزول کی ہر کیفیت و محفوظ کرنے والوں تک پہنچایا اگر صحابہ کرام مشکوک ہوتے تو قرآن محفوظ ہوتا، نہ حدیث محفوظ ہوتی نہ دین محفوظ ہوتا نہ شریعت محفوظ ہوتی یہ کہنا کہ صحابہ امت پر کس قدر احسان عظیم ہے جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو سمجھے بغیر عمل نہیں ہو سکتی بلکہ آپ ﷺ کی سیرت میں جو زندگی جو حسن اخلاق اور علم و عمل کا جو کمال پایا جاتا ہے اس کا علم خود صحابہ کرام ہی سے ہے کہ کس طرح آپ ﷺ سے صحابہ کرام نے شریعت کی کس طرح پر اس کی صداقت کی اور کس طرح آپ سے نور ہدایت سیکھا اس سے دور ہو کر یہ

غرض یہ کہ یہ تمام باتیں، صحابہ کرام کے مناقب کا انکار، حضرت کے مناقب کا انکار، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب کا انکار، بھی ہیں اور مجتہدین فقہاء امت اور علماء کا انکار، ان سب کی تہہ میں انکار حدیث ہے اور یہ فتنہ انکار حدیث تو فتنوں کا جامع اور ان کا خلاصہ و مرجع ہے۔

فتنوں کا سدباب

چونکہ دین اسلام ایک جامع اور دائمی مذہب ہے اس لئے جو قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے سرچشمہ ہدایت اور مینارہ نور ہے اور جو تمام انبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو اس دین کی

حفاظت حدیث کے علماء کے پیش نظر ہے اور یہ علماء انبیاء کا وارث قرار دیئے گئے ہیں جہاں محدثین اور ناقدین کے گروہ پیدا ہوئے، وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کا مقابلہ کرنے اور ان کو دندان شکن جواب دینے کے لیے ہر دور میں علماء کرام کی جماعتیں تیار کر دیا جنھوں نے ہر فتنہ کا بھرپور مقابلہ کیا اور اس کے تمام اعتراضات کا مسکت جواب دیا اور ان کے شکوک و شبہات کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا۔ کیونکہ خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے اعلان ہو چکا تھا

یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین [1]

اس طرح دین کی امانت کو اہل دل امت سے یہ گزیدہ اہل علم اٹھاتے رہیں گے جو حد سے تجاوز کرنے والوں کی تحریفوں اور اہل باطل کی دیدہ چوریوں اور جاہلوں کی تاویلوں کا پردہ چاک کریں گے۔

چنانچہ علماء کرام نے جہاں دوسرے فتنوں کا مقابلہ کیا وہاں اس انکار حدیث کے فتنے کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور باقاعدہ طور پر اس فتنہ کا سب سے پہلے حضرت امام شافعی نے مقابلہ کیا جنھوں نے "الرسالہ" نامی کتاب لکھی اور اس میں حجیت حدیث پر بحث کی اور منکرین اور ان کے اعتراضات پر سیر حاصل بحث کی، اور اسی طرح اپنی مشہور و معروف کتاب "الام" میں بھی اس موضوع پر گفتگو کی۔ اس کے بعد ہر دور کے علماء کرام نے مستقل اس پر کام کیا اور کتابیں لکھیں اور یہ سلسلہ آج تک چلا آ رہا ہے

حفاظت حدیث اور امت کی خدمات

اس کے ساتھ ساتھ پوری امت حدیث کی حفاظت اور اس کے پڑھنے اور

---

(۱) مقدمہ کتاب العلم

پڑھنے میں لگ گئی یہاں تک کہ امت حافظ تھی ۔ یہ ان تکمیل و تفصیل قرآن و حدیث
دونوں سے ہوئی ہے تو قرآن کی طرح حدیث کی حفاظت بھی ذمہ داری ہے۔
چنانچہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں حفاظ پیدا کئے جو قرآن کریم کو حرف بحرف
محفوظ رکھتے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک قول و عمل کو بھی
حفاظ نے نہ صرف سینوں میں بلکہ کتابوں کے سینوں میں محفوظ رکھا۔ جس
کی وجہ سے علم حدیث پھیل گئے اور جگہ جگہ علماء نے درس آثار حدیث قائم کئے اور اس
طرح پوری امت کو قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
احادیث کی تعلیم بھی دی۔

اس طرح مختلف اطراف اور دور دراز علاقوں تک پہنچ کر یہ علم حدیث بھی
قرآن و حدیث کی تعلیم دن تک پہنچانے کے لیے ان طرف دور دور میں پھیل گئے تاکہ
ان کو قرآن و حدیث کی تعلیم دی جا سکے۔ اس سے ان طرح مختلف علاقوں میں منتشر
ہونے کی وجہ سے تابعین نے ضرورت محسوس کی کہ ان احادیث کو جمع کیا
جائے چنانچہ ان کے لیے انھوں نے سفر کئے اور جہاں سے بھی ان حدیث کو مل
انھوں نے جمع کی۔

تدوین حدیث کا پہلا دور

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے جمع و تدوین کا مختصر
سا خاکہ پیش کیا ہے اس کو ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب احادیث مختلف مسلمان شہروں میں پھیل
گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ احادیث جمع کی جائیں
سب سے پہلے تدوین حدیث کا کام [illegible] نے شروع کیا

یہ مکتوب دیکھ کر ہو حس و جگہ سے ... منتقل ... سے نئی ... ضرورت ہوتے تھے ... جگہ سے ... منتقل ... حدیث کا پہلا ... شمار ... جاتا ہے ... کے بعد تدوین حدیث میں ... مستقل ... شروع ... سے ... تدوین حدیث کا ... میں ... گئے۔ چنانچہ ... میں ... تدوین حدیث کا ... ہوا۔

تدوین حدیث کا دوسرا دور

تدوین حدیث سے پہلے ... حدیث کے مجموعے تو تیار ہو گئے تھے مگر ان میں صحیح ... مستقل ... نہیں کیا گیا تھا۔ تیسری صدی کے آغاز میں محدثین نے ... محسوس کی کہ ... حدیث کو ... سے الگ ... چنانچہ ... تصنیفات ... حدیث کو ... تمام ... حدیث کو ... سے ... تصنیفات ... جانے ... تدوین حدیث کا ... ہوا۔

تدوین حدیث کا تیسرا دور

... تصنیفات میں ... حدیث میں صحیح ... ضعیف سب ... تھیں ... صدی سے ... حدیث ... صحیح ... محدثین ... کی ... تھی ... صحیح ... تدوین حدیث کا ... ہوا۔

[illegible] مستقل [illegible] ہیں چنانچہ [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] احادیث کی [illegible] اہمیت اور [illegible] حفاظت پر کتابیں لکھیں۔

[illegible] جب فتنہ [illegible] حدیث کی حفاظت میں لگ گئی [illegible] حفاظت کی [illegible] پیش کرنے کا ارادہ ہے۔

حفاظت حدیث کے سلسلہ میں امت کی خدمات کا تذکرہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حفاظت حدیث کے لیے مختلف علوم پیدا کیے، حدیث کے متن سے متعلق، اس کی سند کے متعلق راویوں، حدیث سے متعلق متواتر، مشہور، عام، غریب، موضوع، مختلف، مضطرب، صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ کی قسمیں بیان کی ہیں اور جس کی تفصیل علوم حدیث کی کتابوں میں پڑھی جا سکتی ہے۔

امت نے صرف یہی نہیں کیا کہ آپ سے قول، محفوظ رکھا بلکہ آپ کی ایک ایک [illegible] آپ کا [illegible] قول، [illegible] کا [illegible] گوشہ محفوظ کر دیا

[illegible] ہوئی ہے [illegible] کی [illegible] جس [illegible] اس طرح محفوظ ہے جس طرح [illegible] اسلامی [illegible] محفوظ ہے۔ اس [illegible] ہوئی ہیں جنہوں نے [illegible] اس کے [illegible] ہیں۔ [illegible] اپنی کتاب "Apology for Muhammad & The Quran" [illegible] سے شروع کرتا ہے

"اس میں کوئی شک نہیں کہ مغربی دنیا میں یہ بھی یہ کہیں ہے کہ جس نے [illegible] کے [illegible] سے زیادہ [illegible] ہیں۔"

[illegible]

[illegible] ہیں اور دوسری قوموں کے پیشواؤں کے حالاتِ زندگی میں بھی چند
خصوصیات تو معلوم ہو سکتی ہیں مگر ان کی زندگی کے حالات اس تفصیل سے نہیں مل سکتے
جس سے ان کے پڑھنے والوں کی بھی تربیت ہو سکے۔ ہم نے جو کچھ حضرت محمد صلعم کے
متعلق لکھا ہے اس کا ایک ایک لفظ مستند ہے۔ آپ گھر میں کس طرح
رہتے تھے، اپنی زندگی کس طرح بسر کرتے تھے، عادات، معمولات، حضر و سفر میں آپ کا چال چلن
وغیرہ کے متعلق وثوق کے ساتھ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی اسی کتاب سے ماخوذ ہے جس کی
روشنی میں یہ کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کا نام ہے Reverend Basworth
Smith Fellow of Trinity College Oxford

ہمارے حقیقت مسیح کی زندگی کے بارے میں جو کچھ ہے وہ بھی
ان حقیقت ساز اوراق سے ہے جس سے ہمیں ان کے لیے راستہ تیار کرنا ہے۔ جو کچھ
ہم جانتے ہیں ان سے یہ بات تو ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ایک ارفع اور شاید ارفع ترین
ایک Ideal Life جو بہت دور بھی ہے اور قریب بھی، ممکن بھی ہے اور ناممکن بھی۔
لیکن اس کا کتنا حصہ ہے جو ہم جانتے ہی نہیں، ہم مسیح کی اس سچی زندگی
کے بعد کی جب وہ اس کے ساتھیوں کے تعلقات ان کے روحانی مشن کے متعلق
طور پر ایک ایک تفصیل کی نسبت ہم کیا جانتے ہیں؟ ان کی نسبت کتنے سوالات ہم
میں سے ہر ایک کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں جو ہمیشہ سوالات ہی رہیں گے لیکن
علاوہ ان کے جو کچھ ممتاز ہے یہاں وضاحت اور دلکشی سے ہمکنار کرتے ہیں ہم
کے متعلق جانتے ہیں، جس قدر Milton اور Luther کے متعلق جانتے ہیں۔

---

(۱) [illegible]

حضور [illegible] علیہ السلام کی سیرت نے یہاں میں مسلمانوں [illegible]
[illegible] کتابیں لکھیں [illegible] حدیث کی کتابوں کے مصنفین
سے ملتے ہیں اور ان [illegible] ایک ایک حرف سن کر [illegible] کتابیں
پہنچائیں۔ حدیث کی پہلی کتاب موطا امام مالک ہے اس کے مصنف امام دار الہجرہ
[illegible] سے پڑھا۔ انہوں نے امام بخاری کو جامع صحیح کا درس دیا [illegible]
شاگردوں کے ساتھ [illegible] سنا۔

یہاں مسلمانوں نے حضور [illegible] علیہ السلام کی سیرت کو محفوظ رکھنے کے لیے
مختلف قسم کی کتابیں لکھیں اور ان تصانیف کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور ہر شخص ان
میں حضور [illegible] پر اپنی فکر اور عشق کے جوہر دکھاتا ہے۔

[illegible] سے لیکن یہ کہ آپ کی [illegible] کو محفوظ رکھنے کی [illegible]
[illegible] آپ سے [illegible] قول [illegible] کی [illegible] تک محفوظ [illegible]

[illegible] کے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کی [illegible]
[illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

[illegible] یہ بات کا خیال رکھا کہ کوئی حدیث درمیان میں منقطع نہ ہو اور روایت حدیث کا سلسلہ نہیں ٹوٹا بھی ہے تو اس کی نشاندہی بھی کر دی ہے، یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا علم اور امت محمدیہ کا فیض ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی حامد شبلی نعمانی کا قول نقل کرتے ہیں۔

"کسی رونما کے حادثہ مدت کے بعد قلمبند کیے جاتے ہیں تو یہ طریقہ تحقیق یہ جانا ہے کہ ہر شخص کی بار بار گواہیاں قلمبند کر لی جاتی ہیں جس کے راویوں کا نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا۔ ان گواہوں میں سے وہ واقعات انتخاب کر لیے جاتے ہیں جو قرائن، قیاسات سے مطابق ہوتے ہیں، تھوڑے زمانے کے بعد یہی جزوات ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتے ہیں۔ یورپ کی اکثر یورپین تصنیفات اسی اصول پر لکھی گئی ہیں۔"

ان مسلمانوں سے اس فن سیرت کا جو معیار قائم کیا وہ اس سے بہت ہی زیادہ بلند تھا، ان کا پسندیدہ یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اس کے متعلق ان باتوں سے بحث کیا جائے کہ وہ واقعہ ہے یا نہیں اور اگر واقعہ ہے تو کہاں تک قابل اعتماد ہے اور کہاں تک قابل اعتماد راویوں کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو اشخاص اس حدیث میں سے ہوں گے تھے ان کے مشاغل کیا تھے؟ ان کی زندگی کیا تھی؟ ان کا مذہبی اعتقاد کیا تھا؟ ان کا علم کیا تھا؟ ان کا پیشہ کیا تھا؟ ان کا پتہ لگانا بہت مشکل تھا۔ لیکن محدثین نے اپنی تحریروں میں اس کا پتہ لگا دیا ہے۔ ان راویوں سے ان کے تعلق و قرب کی حالت دریافت کی ہے۔ کئی تحقیقات سے یہ بھی [illegible]

[illegible] ہیں

سندھستان میں حدیث کی آمد

سندھستان میں کسی شہر اور سے ایک طبقہ پیدا ہوا ہے جس کا مشغلہ حدیث پڑھنا اور پڑھانا تھا۔ مسلمانوں سے پہلے سندھ کے لوگ بدھ مت سے تعلق رکھتے تھے۔ سندھ کو اپنے شمالی قدرتی راستہ کی وجہ سے حدیث کی واپسی سندھ میں سب سے پہلے ہوئی۔ اس لحاظ سے سندھ کو بھی شرف حاصل ہوا ہے کہ اور عوامت تبع کی صدی تک جاری رہا۔ اس کے بعد دوسرا دور شروع ہوا جو چوتھی صدی سے دسویں صدی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دور میں فقہ اصول اور متعلق فلسفہ علم کلام کی شدت سے اور مقلدین کی وجہ سے حدیث کی طرف توجہ کم ہوئی۔ محدثین پڑھتے پڑھاتے تھے۔ اس دور میں حدیث کی تعلیم صرف مشارق [illegible] تک محدود تھی یا وہ رسالے مشکوٰۃ یا بعض کی مصابیح کو تبرکاً پڑھ لیا جاتا تھا۔

اس صدی میں ذہنی رابطہ کے سندھستان کے بعض علاقوں میں حدیث کے علماء [illegible] ہوئے اور اس طرح اور حدیث کی صدائے بازگشت سندھستان میں گونجنے لگی۔

اس صدی کے اواخر میں ایک محدث سید عبداللہ کا نام ملتا ہے جنہوں نے فیض سندھی کے نام سے بخاری کی شرح بھی لکھی اور یہ سندھستان میں بخاری کے سب سے پہلے شارح ہیں۔

[illegible]

گیارہویں صدی میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علم حدیث کا ایک دبستاں
رچکے جنہوں نے حدیث کی طرف خصوصی توجہ دی اور کہن اور لی بدعت اور
رسومات کی ظلمت کو حدیث نبوی ﷺ کے نور سے ختم کردیا۔ انہوں نے "مشکوٰۃ" کی
دو شرحیں لکھیں، ایک فارسی میں "اشعۃ اللمعات" کے نام سے دوسری "لمعات التنقیح"
کے نام سے عربی میں۔ اسی طرح حدیث کی خدمت ہوتی رہی اور علم حدیث کی تاریخ
اپنے مراحل طے کرتی رہی پھر علم حدیث کی تاریخ میں ایک انقلاب آیا یعنی حضرت
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سربرآوردۂ مسند حدیث ہوئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ
صاحبؒ نے ہندوستان میں متداول علوم کی تحصیل کے بعد سفر حجاز اختیار کیا اور شیخ
ابوطاہر بن ابراہیم سے صحاح ستہ کا درس لیا شیخ نے بھی اپنے سارے علوم اپنے ہونہار
شاگرد کے سامنے کھول دیئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے ہندوستان آکر صرف مشکوٰۃ
مصابیح کے درس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صحاح ستہ کا درس شروع کیا اور ظلمت کدۂ ہند
حدیث نبوی کے نور سے منور ہوگیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی گوناگوں خصوصیات کے حامل آپ کے بعد
آپ کے فرزندان گرامی ہوئے جس میں مسند وقت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب
محدث دہلوی کا نام نامی سرفہرست ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ آپ کے برادران جلیل القدر حضرت مولانا
شاہ عبدالقادرؒ، شاہ رفیع الدینؒ سے علوم حدیث حاصل کیے، حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ نے
جو اپنے زمانہ میں مسند وقت تھے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے حدیث پڑھی اور
طویل عرصہ تک ان کے ساتھ رہے حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ کے بعد شاہ عبدالحق محدث

[illegible]

[illegible] صدیق احمد صاحب [illegible]

[illegible] صدیق احمد صاحب [illegible] خصوصاً قرآن [illegible] حدیث [illegible] تعلیم و تدریس [illegible] خدمات [illegible] بعد [illegible] تک [illegible] کام کیا۔

یہ مسند علوم حدیث [illegible] فہرست محدث کبیر [illegible] حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ ہیں۔

علی ہذا کا سلسلہ آج تک علوم حدیث اور صحاح ستہ کی تعلیم اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری چلا آرہا ہے اور آج سے گئے گزرے دور میں بھی صحاح ستہ کی تعلیم بعد نماز عصر اپنی مساجد میں شروع کی جاتی ہے اور اس تعلیم سے ہر سال [illegible] کی جماعت فارغ ہو کر نکلتی ہے جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و تقریرات کو چار دانگ عالم میں پھیلایا ہے اور ہر زمانہ میں اسلام کے معاند ہر گوشہ میں خودرو پودوں کی طرح خودرو اور خود ساختہ الحاد و ضلالت کے حامل منکرین حدیث پیدا ہوتے رہے کبھی باطنیہ کی شکل میں کبھی خوارج کی شکل میں کبھی روافض و نواصب کی شکل میں اور کبھی ملحدہ کی شکل میں اور دیگر مختلف صورتوں میں مگر حامیان حق نے ہمیشہ ان منکرین حدیث کا مقابلہ کیا اور حامیان حق ہی ہمیشہ کامیاب ہوئے۔

منکرین حدیث

چنانچہ ہندوستان میں بھی [illegible] کی گولی کے مقابلہ میں راقم اور منکرین حدیث کا فرقہ [illegible]

ہندوستان میں میرے علم کے مطابق سب سے پہلے سرسید احمد خان نے حدیث کا انکار کیا اور ہی انکار حدیث ہی کی بدولت معجزات کا انکار کیا جس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ دوسرا شخص جس نے بڑی شدومد کے ساتھ حدیث کا انکار کیا وہ موسیو چراغ علی تھا اس نے بھی احادیث کو بے کار قرار دے کر احادیث کا انکار کیا۔ یہی شخص ہے جس نے سب سے پہلے تین طلاقوں کے ایک ہونے کا مسئلہ اٹھایا اور یہیں سے ہندوستان میں انکار حدیث کا فتنہ عام ہوا۔ یہ شخص غیر مقلد تھا۔

ہندو پاک میں غیر مقلدیت کی فتنہ انگیزیاں

تاریخ کی یہ عجیب تاریخ ہے کہ ہندوستان میں جتنے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے ان سب کی تہ میں غیر مقلدیت پائی جاتی ہے۔

امت مسلمہ کا سب سے بڑا فتنہ قادیانیت جس کے خلاف آج تک امت برسرپیکار ہے اور "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے نام سے قادیانیت کے خلاف باقاعدہ کام ہو رہا ہے یہ فتنہ بھی غیر مقلدیت کی پیداوار ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنانے والا حکیم نور الدین بھیروی تھا جو غیر مقلد تھا اس نے مرزا غلام احمد کو ابھار کر آپ میں نبی ہونے کی صفات پائی جاتی ہیں اس لیے نبی بن جاؤ پہلے اس سے محدث، مصلح، مجدد وغیرہ کے دعوے کرائے اور پھر نبوت کا دعویٰ بھی کروا دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حکیم نور الدین غیر مقلد تھا اور حنفیوں اور غیر مقلدوں میں جڑ کی چلتی رہتی تھی تو اس نے کہا کہ میں حنفیوں کو ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ ساری عمر روتے رہیں گے اور اس نے احناف کے لیے ایک نئی نبوت پیدا کر دی تاکہ یہ احناف اسی میں الجھے رہیں اور اپنی تمام توانائی اسی میں صرف کر دیں۔

چنانچہ قبل ازیں علامہ موصوف کی کتاب "تحریک ختم نبوت" کے پیش لفظ میں ہم نے لکھا تھا کہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد ہی یہ مقدمہ قائم ہو گیا تھا کہ اس کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔ اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔ اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔

اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔ اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔ اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔

اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔ اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔ اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔

اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔ اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔ اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔

اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔ اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔ اس کتاب کے بعد جو بھی کتاب لکھی جائے گی وہ اس کتاب کی شرح ہو گی۔

چلایا۔ چنانچہ اس چوسلے نے اپنے پروان فتنۂ انکارِ حدیث کی صورت میں نکالے اور ایک تناور درخت بننے کے بعد خوب جی تربیت دیا اور انکارِ حدیث پر مشتمل کتابوں کی صورت میں پھل دیا۔ یہ پودا جس کو حافظ اسلم جیراج پوری سے لگایا تھا اور وہ شاگرد جس کی تربیت اسلم جیراج پوری نے کی تھی غلام احمد پرویز ہے۔

موجودہ وقت میں پاکستان میں فتنۂ انکارِ حدیث کی قیادت غلام احمد پرویز کے ہاتھوں میں ہے۔ اس نے انکارِ حدیث کو خوب فروغ دیا۔ رہا ہی کمی ہے، افسانوی انداز میں لکھتا ہے۔ پرویز نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً طاہرہ کے نام سلیم کے نام، نظامِ ربوبیت، قرآنی فیصلے، لغت القرآن، مفہوم القرآن، مطالب الفرقان، معارف القرآن، تجویب القرآن وغیرہ ان سب کتابوں میں بھی انکارِ حدیث ہے۔ ان کتب میں پرویز نے خود تحریف کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے ہیں شریعت کی اصطلاحوں اور احکام میں تحریف کر کے ان کے مفہوم اپنی طرف سے گھڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کئے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ اور رسول کے مفہوم کو بھی بدل کر رکھ دیا۔ اگر پرویز کی تحریروں اور سائنٹیفک روشنی میں پرویز کے عقائد کا جائزہ لیا جائے تو اس میں کمیونزم کا پورا معاشی نظام، مذہب بیزاری، نیچریت کی مادہ پرستی، قادیانیت کا انکارِ وحی اور چکڑالویت کا انکارِ سنت اور خاکسار کی تحریف وتاویل سب جزئیات ملیں گی اور پرویز کے قلم کی روانی نے ان عناصر میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

پرویز نے اس فتنہ کو عوام کے سامنے ایک دینی دعوت اور دینی تحریک ثابت کرنے کی غرض سے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کا مصلح ثابت کرنے کے لیے قرآن کو بطور ہتھیار کے استعمال کرتے ہوئے رجوع الی القرآن کا نعرہ بلند کیا جب کہ دوسری

[illegible] حدیث [illegible] علیہ [illegible] متعلق [illegible] کارنامہ یہ ہے کہ [illegible] نے
صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قرآن [illegible] سے [illegible] کی تشریح کا حق
بھی دیا کیوں کہ [illegible] خود [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں
گویا کہ [illegible] قرآن کی تشریح
[illegible] قرآن [illegible] چونکہ [illegible] عربی [illegible] اس لیے مجھ [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

نقطہ نظر میں کہ اس دور میں قرآن کا مطالعہ حدیث کے مطالعہ سے بے نیاز ہو جائے گا اور اس کے سامنے پرویز کی خدمت قرآن کا جو نذرانہ پیش کیا جائے گا اس کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ہر اچھے اور بُرے کی تمیز سے بے بہرہ الفاظ کے پجاری گمراہیوں میں گرفتار نہیں ہو جانا چاہیے۔ جو صورت عنوان کے بارے میں رہے تو اس کو سمجھنے کے لیے اس کے موجد کو سمجھنا چاہیے اور پھر اس کا قرآن و حدیث سے تقابل کرنا چاہیے اس کے بعد اس تحریر کے متعلق یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ مصنف نے قرآن و حدیث سے دیانت کی مذمت کی ہے۔ صرف خوبصورت الفاظ پر مشتمل تحریر اور مضمون یہ حق و صداقت کی علامت نہیں بلکہ بسا اوقات یہ گمراہی کا سبب بھی بنتی ہیں بقول مولانا منظور احمد حنیفی مدظلہ

"قرآن و حدیث کے دلائل و براہین کی حقانیت اللہ تعالیٰ کی ذاتی حیثیت میں نہیں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت نہ ہوتی یہ بہت سے اختلافات اور مذاہب کی گمراہی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔"[۱۲]

پرویز کے کفریہ عقائد

جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ اس نام نہاد حدیث کی رد عقائد، عبادات، معاملات، معاشرتی مسائل اور مالی قوانین سب پر پڑتی ہے آگے ہم پرویز صاحب کی کچھ تحریرات اور عقائد کی جھلک پیش کرتے ہیں۔

اللہ اور رسول کے متعلق پرویز کا نظریہ

(۱) قرآن کریم میں جہاں اللہ اور رسول کا ذکر آیا ہے اس سے مراد "مرکز نظام

---

[۱۲] ... حدیث اور سنت کی آئینی حیثیت، ص ۱۰۔

حکومت ہے۔[۱]

(۲) قرآن کریم میں مرکزیت کو اللہ اور رسول کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۳) اللہ اور رسول کی اطاعت سے مراد مرکزی حکومت کی اطاعت ہے جو قرآن کے احکام کو نافذ کرے گی۔[۲]

(۴) "اللہ اور رسول یعنی مرکز کی حکومت کی اطاعت کی تاکید کی گئی ہے۔"[۳]

پرویز کی ان تحریروں کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور ہمارے سامنے آتے ہیں

نمبر۱۔ قرآن کریم میں جہاں بھی اللہ اور رسول کا نام آیا ہے اس سے مراد "مرکزی حکومت" ہے۔

نمبر۲۔ جہاں اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر ہے اس سے مراد "مرکزی حکومت" کی اطاعت ہے۔ ایک شخص سے سوال کیا جائے کہ کیا تم خدا کو مانتے ہو؟ وہ کہے کہ ہاں میں خدا کو مانتا ہوں کہ خدا ایک اتھارٹی (Authority) ہے وہ ایک قوت (Power) (جیسے کہ آج کل کمیونسٹ کہتے ہیں) تو کیا ایسے شخص کو ہم صرف اس کے یہ کہنے سے کہ ہاں میں خدا کو مانتا ہوں مسلمان تصور کر سکتے ہیں؟

اسی طرح ایک شخص سے دریافت کیا جائے کہ کیا تم رسول کے قائل ہو؟ وہ جواب دے کہ ہاں میں رسول کا قائل ہوں کہ قوم کا لیڈر، قائد اور مصلح اس قوم کا رسول کہلائے گا تو کیا اس کے یہ کہنے پر ہم یہ تسلیم کریں گے کہ وہ رسول کا قائل ہے۔

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) اسلامی نظام اور پرویز صفحہ ۸۹

(۴) [illegible]

درحقیقت اللہ اور رسول پر ایمان وہ معتبر ہوگا جو قرآن و حدیث کی بتلائی ہوئی تشریحات و توضیحات کے مطابق ہو۔ غور فرمائیں کہ کیا اسلام اور مسلمانوں کے درمیان اللہ اور رسول کا یہی مفہوم ہے جو پرویز نے بیان کیا ہے۔ پرویز صاحب چونکہ احادیث کو نہیں مانتے اس لیے ان کے ہاں ہم اللہ اور رسول کے مفہوم اور اللہ اور رسول کی اطاعت کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کرتے لیکن پرویز صاحب یہ تو مانتے ہیں کہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے لہٰذا ہمیں عربی زبان کی کوئی لغت (Dictionary) میں اللہ اور رسول کا معنی "مرکز ملت" بیان کیا گیا ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ پرویز صاحب قرآن و لغت کو اپنے گھر کی جاگیر سمجھتے ہیں کہ جس لفظ کا جو معنی وہ میں "یا بیان کر دیں۔ پرویز صاحب عربی زبان کی نہ تو کوئی لغت اشعار اور محاوروں میں کسی ایک جگہ بھی یہ بتلا دیں کہ اللہ اور رسول کے معنی اور مفہوم "مرکز ملت" یا "مرکز ملت" ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات بیان کی گئی ہیں مثلاً یہ کہ خدا تعالیٰ "عالم الغیب" (غیب کی باتوں کو جاننے والا) "حی قیوم" (زندہ رہنے والا) "خالق" (پیدا کرنے والا) "رزاق" (رزق عطا کرنے والا ہے) تو کیا یہ تمام صفات پرویز کے نزدیک "مرکز ملت" کے لیے بھی ہیں؟ کیا مرکز ملت "غیب کا جاننے والا ہے؟ کیا "مرکز ملت" ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے؟ کیا مرکز ملت رزق عطا کرنے والا ہے؟

اور غور کیجئے کہ اللہ اور رسول کی ذات و صفات پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا دین اسلام کا سب سے اولین اور بنیادی مرحلہ (Basic Stage) ہے جب

[illegible] مسائل [illegible] ہوں گے [illegible] ہوں گی [illegible] ہوگا۔

جنت اور جہنم کے متعلق پرویز کا نظریہ

عقیدۂ توحید و رسالت کے بعد عقیدۂ آخرت کا مسئلہ آتا ہے اور اسی عقیدہ آخرت کے تحت جنت اور جہنم کا تذکرہ بھی آتا ہے۔ [illegible] کے متعلق بھی پرویز صاحب کی موشگافیاں ملاحظہ ہوں:

"ہر جگہ جہاں عربی سے جنت اور جہنم کے مقامات کہیں ہیں انسانی حالت کی بہبود ہیں۔"

جنت اور جہنم کے مقامات ہونے سے انکار اور ان کو انسانی حالت کی بہبود [illegible] نظریہ ہے۔ پرویز صاحب نے اس نظریہ کو [illegible] جنت اور جہنم کے مقامات ہونے پر تمام مسلمانوں کا [illegible] آج تک اجماع چلا آتا ہے۔ قرآن مجید میں جنت اور جہنم کے لیے صاف "مستقر" اور "مقام" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں چنانچہ جہنم کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

[illegible] مساءت مستقرا و مقاما۔

[illegible] وہ جہنم [illegible] بہت بری جگہ ہے ٹھہرنے کی۔

جنت کے متعلق ارشاد ہے [illegible]

---

(۱) لغات القرآن، پرویز، جلد ۳، ص ۳۳۷

[illegible]

جنت مستقراً و مقاماً

بہترین جگہ سے ٹھہرنے اور بہترین جگہ سے رہنے کی

قرآن حکیم میں جنت اور جنتیوں کی مختلف صفات بیان کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ آیت ملاحظہ ہو۔

وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا حتی اذا جاءوھا فتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم۔

"اور جو کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف گروہ گروہ ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس سے داروغے کہیں گے کہ تمہارے پاس تمہی لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے۔"

قرآن کریم کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم کے دروازے ہیں، اس جہنم کا یہ دروازہ بھی ہے تو یہ دروازے اور داروغہ کی مقامات کیسے ہوتے ہیں یا کیفیات کے ہوتے ہیں؟

قرآن کریم کا ایک سرسری مطالعہ کرنے سے بھی یہ پتا چلتا ہے کہ قرآن کریم میں جنت کی بہت سی ایسی صفات بیان کی گئی ہیں کہ جو کسی مقام اور کسی جگہ کی ہو سکتی ہیں۔ کسی کیفیت کی صفات کیسے ہو سکتی ہیں؟ مثلاً معلوم ہے کہ جنت میں "نعمت ہی نعمت" ہے۔ اسی طرح جنت کی نعمتوں سے اور ان کے حسب ذائقہ چھلکوں کے اٹھائے جانے کی آیتیں ہیں تو یہ نعمتیں کیسے ہیں جو جنت میں ملیں گی یہ کسی مقام کے ہوتے ہیں؟ جنت اور

جسم پر بھی فعل کا حقدار ہونا ثابت ہوتا ہے جب کہ یہ عقیدہ قرآن کی تشریحات اور تعلیمات سے مطابق ہو اور یہ دیکھا جائے گا کہ اس کا حق جسم پر حقیقی معنوں میں ایسے فعل کا ہوا ہے گا چنانچہ علامہ شاہ مدینہ طائفی اپنی کتاب التبصیر میں تحریر فرماتے ہیں

وکذالک یکفر من ینکر لمعۃ واحدۃ من شعرھما او مجلھما

اسی طرح کافر ہوں گے جو حضرت اور ان کا سے سے انکار کرے یا ان کے مقامات پاک سے۔

ملائکہ کے متعلق پرویز کا نظریہ

اس سے قطع نظر کہ ان مقامات میں "ملائکہ" سے مراد نفسیاتی محرکات ہیں جو انسانی قلوب میں ثبت ہوتے رہتے ہیں

ملائکہ کا یہ مفہوم پرویز نے اپنی مختلف تحریروں میں بیان کیا ہے مثلاً لغات القرآن" میں ملائکہ کا یہ مفہوم اور تشریح بھی لکھی ہے کہ یہ ایک صاحب ملائکہ کی ان تحریرات سے ماخوذ ہے جن کو اسلام سے متعلق پیش کیا ہے۔ قرآن کی وہ تمام آیات جن میں یہ کہا گیا ہے کہ ملائکہ نفسیاتی محرکات ہیں یا انسانی قوتوں کا نام ہیں جو یہ خدا کی مستقل مخلوق ہیں جن کی اطاعت میں خدا خلق سے اطاعت کی اطاعت رکھی ہے۔ ملائکہ پر ایمان کا وہ تصور جس سے جو پرویز نے اپنایا ہے اسلام کے نقطہ نگاہ سے ملائکہ پر ایمان

---

(۱) تبصیر الریاض ج ۲ ص ۵۵۵

(۲) لغات القرآن (از پرویز) صفحہ ۹۵

ے کا مطلب یہ ہے جو کہ یا اس میں ان کا ذکر ہے

و لملائکۃ احمد و سورۃ سامعۃ من لکفور ات لحسمانیۃ قابلۃ لتشکل و لایسمن بھم ن یوصف بانھم عباد اللہ مخلوقون لا یعصون غیر ما یومرون و لا یعلم عددھم الا اللہ

"فرشتے اللہ کے جسم ہیں جو مادی کدورتوں سے پاک ہیں۔ مختلف شکلیں لیتے ہیں اور ان پر یہاں کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر یقین رکھا جائے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔ معصوم ہیں جو حکم ملتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے ان کی تعداد کو صرف اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

ملائکہ کے بارے میں قرآن و حدیث کی بہت سی آیات پڑھ کے، اہل عقیدہ کی تردید کرتے ہیں جو بعض آیات سے استدلال کرتے ہیں

(۱)۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون

"اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ رحمن نے (فرشتوں کو) اولاد بنا رکھا ہے (حالانکہ) خدائی ذات تو اس سے پاک ہے بلکہ وہ (فرشتے) معزز بندے ہیں اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے اور وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔"

(۲)۔ وجعلوا الملائکۃ الذین ھم عباد الرحمن اناثا اشھدوا خلقھم ستکتب شھادتھم و یسئلون"

---

۱ ایضاً ص ۳۵

۲ ایضاً ص

۳ [illegible] ص ۲۵

اور انھوں نے فرشتوں کو جو کہ خدا کے بندے ہیں عورت قرار دے رکھا ہے یا
ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے ان کا پیدا ہونا لکھ لیا جائے گا اور قیامت میں ان سے
باز پرس ہوگی۔"

(۳) الحمد لله فاطر السموت والارض جاعل الملائكة رسلا اولي
اجنحة مثنى و ثلاث و رباع

تمام تر حمد کی مستحق ہے خدا آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں
کو پیغام رسانی کے لیے بھیجتا ہے جن کے دو دو تین تین اور چار چار بازو ہیں

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں۔ اللہ
نے ان کو مختلف کاموں کے لیے پیدا کیا ہے۔ کوئی وحی لانے پر مامور ہے کوئی
ان کی نگرانی کرتا ہے کوئی روح قبض کرتا ہے کوئی بچہ کے جسم میں روح پھونکتا ہے۔

اس آیت میں فرشتوں کی چند جسمانی صفات بتائی گئی ہیں۔ ان میں
سے کچھ ایسی ہیں جن سے ہم واقف ہیں اور کچھ ایسی ہیں جن سے ہم واقف نہیں
ہیں۔ ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ فرشتوں کی جسمانی صفات ہیں۔ یہ ان کی
روحانی صفات نہیں ہیں۔ مگر پرویز صاحب نے اپنے حواس کی تخصیصی محدودات سے
متجاوز ہونے کی وجہ سے اپنی عقل سے کام لیا ہے اور یہ کہہ دیا کہ فرشتوں کی
مذکورہ تمام باتیں مجازی ہیں۔

حضرت جبرئیل کے بارے میں پرویز کا نظریہ

فرشتوں کی حقیقت ان (قرآن) کے بیان سے متعین کی جا سکتی ہے۔

---

(۱) سورۃ الزخرف رکوع ۱۹ پارہ ۲۵

(۲) سورۃ فاطر رکوع ۱ پارہ ۲۲

پروفیسر کی اس تحریر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے شخصی وجود اور ان کی اس حقیقت سے انکار ہے جو اسلام نے متعین کی ہے۔ اسلامی عقائد کی رو سے جبرئیل علیہ السلام ایک زندہ فرشتے ہیں جن کا کام نبیوں علیہم السلام کے پاس وحی لانا تھا قرآن کی مندرجہ ذیل دو آیات پرویز کی فکر کی صراحتاً تردید کرتی ہیں

(۱)۔ قل من کان عدوّاً لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصدقاً لما بین یدیہ وھدیً و بشریٰ للمومنین [1]

"آپ (ان سے) یہ کہیے کہ جو شخص جبرئیل سے عداوت رکھے سو انھوں نے خدا کے حکم سے یہ قرآن آپ کے قلب تک پہنچایا ہے، یہ قرآن تصدیق کرتا ہے اپنے سے قبل والی کتابوں کی اور رہنمائی کرتا ہے اور خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو۔"

(۲) من کان عدوّاً للہ و ملائکتہ و رسلہ و جبریل و میکال فان اللہ عدوٌ للکافرین۔ [2]

"جو کوئی شخص دشمن ہو اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبرئیل کا اور میکائیل کا تو اللہ خود دشمن ہے ان کافروں کا۔"

ان دونوں آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے اس طرح جبرئیل اور میکائیل کا بھی وجود خارجی سے لہٰذا جبرئیل کو کسی خاص قسم کی روشنی قرار دینا قرآن اور خدا سے اور قرآن شریف کی تصریحات کے رد کرنا ہے۔

اس قرآن سے لے کر ان تک مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف

---

[1] سورۃ البقرۃ پ ۱

[2] سورۃ البقرۃ پ ۱

صلی اللہ علیہ وسلم تک حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ پہنچا لیکن پورا نظام ایک طرف اور پرویز صاحب ایک طرف، کیا پرویز کے پاس کوئی روشنی قرآن سے نہیں ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تھی، جس شخص کا قرآن کے بارے میں متعلق کی حقیقت پر اس قدر مگر ہو وہ قرآن کے بارے میں اور قرآن نے جو کچھ کہا ہے اس کے بارے میں اس کا عقیدہ اس قدر مگر ہو اور خدا نہ ہوگا۔

صدیث اور سنت سے پرویز صاحب کی عداوت پر کہ وہ قرآن کی آیات کے معنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات کو قبول کرنا چاہتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق قرآن کریم کا یہ ارشاد ہے کہ

ان الذین یلحدون فی آیٰتنا لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی آمنا یوم القیمۃ اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر۔

بلاشبہ وہ لوگ جو ہماری آیات میں کج روی اختیار کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں بھلا جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا۔ کیے جو چاہو بے شک جو کچھ تم کرتے ہو وہ اللہ دیکھتا ہے۔"

اس آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی آیات کو سن کر جو لوگ کج روی سے کام لیتے ہیں اور سیدھی سیدھی باتوں میں دانستہ الجھاؤ اور غلط شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا جو لوگ تاویل و تحریف کا مطلب نکالتے ہیں، ان سے وہ لوگ اپنی مکاریوں اور چالاکیوں پر مغرور ہوں مگر اللہ تعالیٰ سے ان کا حال پوشیدہ نہیں اس وقت اس کے سامنے جائیں گے خود دیکھ لیں گے۔ اسی لئے اس سے آگے فرمایا "اعملوا

مشکلوۃ اللہ بعد تعملون بصیر "یعنی پھر تو تمہاری سمجھ میں آ سکتا ہے جا کر یاد رہے کہ تمہاری سب حرکات اس کی نظر میں ہیں ایک ایک کا پورا حساب لگتا پڑے گا۔

اس سے قبل ہم نے جن فتنوں کا تذکرہ کیا، حدیث کے حوالہ سے کیا تھا ان فتنوں اور فتنوں میں انکار حدیث جزوی طور پر تھا یعنی انھوں نے کسی خاص عقیدہ کے متعلق یا دین کے کسی خاص شعبہ کے بارے میں احادیث کو نظر انداز کر دیا لیکن پرویز صاحب نے جس فتنہ انکار حدیث کو پروان چڑھایا ہے اور جس کا وہ علمبردار ہے یہ انکار حدیث دین کے تمام شعبوں پر محیط ہے گویا کہ کلی طور پر احادیث کا انکار ہے۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ پرویز صاحب نے دین کے بنیادی اور اساسی عقائد میں بھی تحریف کر دی اور دین کے بنیادی ارکان مثلاً نماز اور زکوٰۃ اور حلال و حرام کے امور میں انھوں نے احادیث کو نظر انداز کر دیا اور اپنے نظریات تخلیق (Create) کئے کہ جن کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور اسی طرح پرویز صاحب نے اپنی دین سے وابستگی بھی ختم کر دی مثلاً ان رات میں پانچ وقت کی نماز فرض ہیں اگر کوئی شخص ان میں سے کسی بھی ایک وقت کی نماز کا سرے سے انکار کر دے تو کافر ہو جائے گا۔ چاہے اب وہ اس انکار کی کوئی بھی تاویل کرے اور کوئی بھی وجہ بتلائے وہ ناقابل قبول ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ میں پانچ وقت کی نماز اس لیے نہیں پڑھتا کہ مجھے قرآن سے ان کا ثبوت نہیں ملتا تو اگرچہ یہ شخص اپنے اس انکار کے لیے قرآن کو سہارا بنا رہا ہے لیکن پھر بھی اس کی یہ بات ناقابل قبول ہوگی۔ چنانچہ پرویز کے نزدیک نماز اگر ہے تو وہ وقت ہے، اور سوائے چند چیزوں کے حرام ہونے کے باقی سب حلال۔ پرویز صاحب کی تحریروں کے مندرجہ ذیل اقتباسات ان نظریات کا منہ بولتا ثبوت ہیں

نماز اور پردہ:

پرویز صاحب نے نماز کے متعلق اپنی کتابوں میں بہت کچھ لکھا ہے۔ نماز کے متعلق لکھنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ انھوں نے نماز کی ہیئت، ہیئت، فضائل، اوقات پر کچھ مفید باتیں تحریروں میں بھی ہیں جہاں بھی نماز کے متعلق کچھ لکھا ہے خیال یہ تھا کہ اس میں نماز اور قرآن کی پردہ کے احکام سے مسلمان کس طریقہ سے مسجد کے اندر یا عام جگہ سے اور کن اوقات میں نماز پڑھتے ہیں یہ طریقہ صدیوں سے چلا آرہا ہے اور قرآن میں جہاں جہاں "اقیموا الصلوٰۃ" کا حکم ہے وہاں "قامت صلوٰۃ" سے مراد نماز پڑھنا نہیں ہے جیسا کہ ان سے مراد معاشرہ میں ایک خاص نظام قائم کرنا ہے اسی طرح انھوں نے یہ مقام پر نماز کے متعلق تحریر کیا ہے۔

"یہ تمام ہدایات اس لیے نہ کی جاتی ہیں کہ یہ خدا کا حکم ہے، اس لیے روایت سے اس کا تعلق ہے۔ عقل و بصیرت سے کچھ واسطہ نہیں ہر بھی اس مقام پر ہیں جہاں اسلام سے پہلے یہ تھی۔"

ان کے علاوہ بھی نماز کے متعلق بہت سی پرویزی تحقیقات ہیں جن کو ہم یہاں مختصر طور پر پیش نظر یہاں کر سکتے اس سلسلہ میں صرف ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے

"سورۃ نور میں صلوٰۃ الفجر اور صلوٰۃ العشاء کا ذکر (علیحدہ) آیا ہے جہاں کہا گیا ہے کہ تمھارے گھر کے ملازمین اور بچے کو تمھاری (Privacy) کے اوقات میں صرف تمھارے کمرے کے اندر آنا چاہیے یعنی من قبل صلوٰۃ الفجر و حین

(۱) قرآنی فیصلے (پرویز) صفحہ ۳۰۹

یصلون لیلتکم ھذہ بطھور و من بعد صلوۃ العشاء (۵۸/۳۳) سورۃ
کہف سے پہلے اور جب تم وضو پر کپڑے اتار دیتے ہو اور صلوۃ العشاء کے بعد اس
سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اجتماعات صلوۃ کے لیے (کم
از کم) پانچ اوقات متعین تھے۔ جبھی تو قرآن نے ان کا ذکر نام سے کر دیا ہے۔"[۲]

یوں تو پرویز صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو محبوث کا پلندہ
اور من گھڑت قرار دیتے ہیں جب کہ دوسری طرف خود پرویز صاحب نے پرویزی
مذہب کی چار بنیادیں محبوث پر ہے دینی امور اور مسئلوں کے بارے مسلمہ اور قطعی
عقائد کے متعلق محبوث ہونے میں کوئی شک و شبہ محسوس نہیں ہوتی نماز کے اوقات
کے متعلق یہ کہنا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اجتماعات صلوۃ کے (کم از کم)
پانچ اوقات متعین تھے" سراسر محبوث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین اور امت کے اکثروں پر یک افسوس ناک تہمت اور افتراء ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز کے پانچ اوقات متعین تھے جس پر
واضح، صریح اور قطعی دلائل موجود ہیں اور ان کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
تواتر اور تسلسل سے ہے اور امت محمدیہ کا شب معراج سے لے کر آج تک اس پر عمل
ہے اور جس نے بھی کبھی کسی نماز میں کسی بھی ایک وقت کی نماز کا انکار کیا علماء امت نے
اس کو کافر قرار دیا اسی بنا پر علماء نے خوارج کو کافر کہا ہے جو دو
وقت کی نماز کے قائل تھے۔ "نسیم الریاض" میں ہے

وکذلک اجمع علی کفر من قال من الخوارج ان الصلوۃ

---

[۲] لغات القرآن، پرویز، ص ۳۳۳، ج ۱

نوعیہ طرفی نہار فقط و بعداد بطرفی لیھار ولد و حرہ

[illegible] ان طریق اجماع سے ان تورج کے ظہر پر جو پیتے تھے [illegible] ان سے
[illegible] ان پر [illegible] سے بھی [illegible] سے شمار ہیں [illegible] آ [illegible] ہیں۔

۲ ۔ میزاد اور زکوٰۃ

(۱) [illegible] زکوٰۃ [illegible] ہیں [illegible] ہیں جو [illegible] کی حکومت مسلمانوں پر [illegible] ہے۔
[illegible] ہیں [illegible] ان شرح متعین نہیں کی گئی [illegible] ہے [illegible] شرح نہیں کا تعین [illegible] صدی پر
[illegible] ہے [illegible] ہے۔ بنگالی صورتوں میں حکومت وہ سب پیداواروں [illegible] ہے جو کسی کی ضروریات
[illegible] ہے [illegible] ہے جب کہ اسلامی حکومت ہے ہو تو پھر زکوٰۃ کی [illegible] نہیں رہتی [illegible]

(۲) [illegible] عاقلت رشدہ [illegible] اپنے [illegible] کی ضروریات [illegible] کے مطابق [illegible] تعین فیصدی
[illegible] مناسب سمجھ تھا تو اس وقت یہی شرح [illegible] تھی [illegible] آج [illegible] موجودہ حکومت ہے کہ اس کی
ضروریات کا تقاضا ہے فیصدی ہے [illegible] ہیں فیصدی [illegible] شرح [illegible] پایا ہے گی [illegible]

زکوٰۃ اسلامی ارکان میں سے ہے اور یہ بہت اہم عبادت ہے۔ قرآن [illegible] ہے
[illegible] عبادت کی بجا آوری کا بار بار حکم دیا ہے اور اس کے مصارف خود متعین کئے ہیں اور
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تمام جزئیات کی تفصیل بیان فرمائی ہے
[illegible] زکوٰۃ واجب ہوگی نصاب زکوٰۃ کیا ہے اور شرائط وجوب کیا ہیں [illegible]
عبادت کو نہیں سمجھا اور اس کی مقرر زکوٰۃ شرح سے انکار کیا ہو جو [illegible] محترمہ

---

(۱) تفہیم القرآن ج ۳ ص [illegible]

(۲) قرآن [illegible] صفحہ [illegible]

(۳) [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول چلی آتی ہے سراسر غلط ہے۔

پرویز نے یہ تحریر کیا ہے کہ "خلافت راشدہ سے اپنے زمانہ کی ضروریات کے مطابق ازخود فیصلہ کی مناسب سمجھا تو اس وقت یہی شرح شائع کی" یہ شبہ پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ کی کوئی شرح متعین نہ تھی چنانچہ خلفاء راشدین نے اپنے زمانہ کی ضروریات کے مطابق اس کی شرح ازخود فیصلہ متعین کر دی چنانچہ جب خلفاء راشدین نے اپنی طرف سے ازخود فیصلہ متعین کر دی تو بعد والے اس میں گھٹا اور بڑھا بھی سکتے ہیں۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ازخود فیصد شرح خلفاء راشدین نے نہیں بلکہ خود ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعین تھی اور خلافت راشدہ سے جو کام بھی سرانجام ہوا تھی اس نے اس پر عمل کیا اور پوری امت عہد رسالت سے لے کر آج تک تعامل سے اس پر عمل کرتی چلی آئی ہے اس میں شک والا کوئی گنجائش نہیں ہے۔

مالی و بدنی عبادات کے دو اہم اور بنیادی ارکان نماز اور زکوٰۃ کے متعلق پرویز کے نظریات قارئین کرام پڑھ کر بخوبی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ دین کی دوسری مالی و بدنی عبادات کے متعلق پرویز نے کیا کیا شوشہ چھوڑیاں کی ہوں گی۔ ہم نے طوالت سے ڈر کے روزوں اور دوسرے صدقات کے متعلق پرویز کے خیالات نقل نہیں کیے۔ تفصیل کے خواہشمند حضرات پرویز کے متعلق شائع شدہ فتویٰ کا مطالعہ کریں جسے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن (سابق مدرسہ عربیہ اسلامیہ) کے شعبہ تصنیف نے شائع کیا ہے اس فتویٰ میں قرآن و حدیث ہی کے حوالہ جات سے چنانچہ پرویز اور اس کے متبعین کے مرتکب اس جرم کی پاداش میں اب تک مفتوح ہوں اور پرویز اور اس کے

تحسین سے نوازا ہے۔ ان کی تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"میں نے آپ کی تحریر میں [illegible] کی بات اور ان سے پیدا ہونے والے [illegible] (اعاذنا اللہ منہا) اور ان سے سلامتی تو میں اور ان پر لگائے جانے والے الزامات، تہمتوں اور [illegible] پر [illegible] کچھ نہ کچھ اطمینان سے ان مسائل پر پڑھا ہے تو میں ان کو اپنی بات کا اضافہ سمجھتا ہوں اور اپنے [illegible] سے [illegible] قوی امید رکھتا ہوں کہ [illegible] قیامت تک ہی یہ عمل [illegible] علمی شناخت عیب ہوگی۔"

عمر احمد عثمانی بحیثیت نکارِ حدیث

[illegible] عمر احمد عثمانی مستشرقین کے [illegible] پر عقلی بنیادوں پر [illegible] کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ [illegible] کی [illegible] تھی جو ان سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے [illegible] عقلی بنیادوں پر [illegible] کے [illegible] پر عقلی علمی حلقوں میں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ اس سے عمر احمد عثمانی کی خدمت حاصل ہیں۔ عمر احمد عثمانی نے [illegible] پر عقلی بنیادوں پر "فقہ القرآن" نامی کتاب لکھنے کا بھی [illegible] کیا تھا۔ اس عقلی بنیادوں پر تشریح و تفسیر کی اور اس طرح عمر احمد عثمانی نے خوب حق خدمت ادا کیا۔ یہ ہو جائے کہ [illegible] پر عقلی بنیادوں پر مختلف رسائل اور کتابوں میں [illegible] عمر احمد عثمانی کی کتاب "فقہ القرآن" اس عقلی کوشش کا مکمل مناسب ہوگا۔

[illegible] عمر احمد عثمانی نے اپنی اس تحریک و تحریک کوشش کا طریقہ سے متعین کیا

ہے۔ اور قرآن کریم کو بطور معجزہ کے استعمال کیا ہے۔ پھر ان تحریکوں والوں نے کہیں قرآن کا نام دیا ہے کہیں "مفہوم القرآن" اور "مطالب الفرقان" اور کہیں "فقہ القرآن" نئے پرکشش نام سے موسوم کیا ہے۔ ان کتابوں کے چھپنے اور ہاتھوں ہاتھ بکنے کی وجہ سے مرجع اور عام عوام جو بصورتی، محمود کاظمی اور دیوبند و اہلحدیث کے باوجود مسیحیان فرنگ کی طرح مصیبت سے حال ہیں اور ان کتابوں میں قرآن کی اصل روح کا فقدان ہے۔ ان خوشنما لفظوں سے جو چیز سامنے آرہی ہے وہ "انکار حدیث" ہے اور انکار حدیث کا لازمی نتیجہ انکار قرآن ہے۔

"فقہ القرآن" کی اب تک چار جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اس کتاب کے مصنف غلام احمد حریری نے فقہ کا مسخ شدہ خاکہ تیار کیا ہے غلام احمد حریری صاحب قرآن کریم سے احکامات اور فقہی مسائل مستنبط کرنے سے پہلے "حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے رہنمائی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور نہ ہی مقلدین (یعنی امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اجمعین) میں سے کسی کے قول کو خاطر میں لاتے ہیں بلکہ غلام احمد حریری کے ایک معتقد خاص (جناب "طاہر سیوانی" جو کہ خطوط کے تتبع میں ہے آپ کو "طاہر کی" کہتے ہیں) سے ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے فقہ القرآن کے تعارف میں احادیث سے رہنمائی کے متعلق یہ تو ہیں آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں

"آئیے اب قرآنی کی روشنی روایات کے کثیف بادلوں کے تحت کہاں گم ہو گئی ہے؟"[1]

---

[1] فقہ القرآن، حصہ سوم، ص۳

جب [illegible] مقدمہ حاصل [illegible] فقہ القرآن جلد اول میں مصنف کا تعارف کراتے ہوئے اس بات کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے کہ جناب عمر احمد عثمانی دارالعلوم چندہ پور (بھارت) نے شیخ حدیث رہ چکے ہیں مگر ہمارے یہ شیخ حدیث اور ان کے معتقدین حاصل کا حدیث کے سلسلہ میں جو رویہ (Attitude) اور انداز فکر ہے تو ان کی خدمت میں ہم صرف یہی عرض کر سکتے ہیں

اے اہل کرم خوب ہیں انداز تمہارے
جس شاخ پہ بیٹھے وہی کاٹ رہے ہو

عمر احمد عثمانی صاحب اگر فقہ القرآن کی تصنیف و تالیف سے قبل پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ قرآن و حدیث اور اسلامی علوم کے شیخ ہونے کی حیثیت سے باب کرتے قرآن و حدیث اور کتب فقہ کی روشنی میں چند سال (Neutral) ہو کر قرآن کریم کا مطالعہ فرماتے اور پھر اپنا مرتب قرآن اور قرآن فقہ پر عربی اور اردو میں تحریریں لکھنے کا سہرا مطالعہ کی فرماتے تو ان پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی کہ قرآن کریم کی روشنی سے استفادہ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کس قدر اہمیت رکھتی ہیں۔

دیباچہ فقہ القرآن کی چاروں جلدوں میں عمر احمد عثمانی نے منکرین حدیث اور دور جدید میں منکرین حدیث کے سرخیل علامہ احمد پرویز کی پوری پوری نمائندگی کی ہے لیکن خصوصاً فقہ القرآن کی تیسری جلد میں جس کا عنوان انہوں نے "حقوق نسواں" متعین کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عمر صاحب کے پورے نفس قدسی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ حقوق نسواں سے متعلق اسلام کے جتنے احکامات ہیں وہ

سب صاف پڑھی ہیں اور ان حکایات میں حد کی طرف سے عورتوں کے لیے متعین کردہ حقوق کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن عمر احمد عثمانی "فقہ القرآن" کی تیسری جلد میں "عورتوں اور مردوں کے مساویانہ حقوق" کا عنوان قائم کر کے یہ مضحکہ خیز نظریہ قائم کرتے ہیں کہ "دو اجنبی ایک ساتھ بیک وقت پیدا ہوئے" (ملاحظہ ہو فقہ القرآن جلد سوم صفحہ ۳۱۳) لہٰذا جب پیدائش میں ان میں کوئی تفریق و امتیاز نہیں، کوئی فقیہ یا تاجر نہیں تو پھر دوسرے حالات میں بھی ان میں کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔

تخلیق آدم و حوا کے متعلق ان کا یہ نظریہ یقیناً قرآن و حدیث کی واضح تصریحات کے خلاف ہے لیکن انھوں نے اپنے موقف کے لیے طرح طرح کے مفروضات قائم کر کے قرآن میں تدبر اس سے فہم و قرآن کی فقہی روح کو بری طرح مجروح کیا ہے۔ اس حقیقت سے کچھ مسلمان میں فہم قرآن، تدبر فی القرآن اور قرآن و حدیث سے فقہی حکایات مستنبط کرنے میں ان کی بلند پایہ کاوشوں کا مداق نہ اڑائے اور ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے یہاں تک کہ عمر احمد عثمانی نے اپنی "انا" کے زعم میں اپنے والد بزرگوار جناب مولانا مظفر احمد عثمانی اور اپنے رشتہ کے چچا مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہما کی کوششوں کو بھی قدیم لوگوں کی باتیں اور غلط نقطہ نظر پر قائم رہنے والے لوگوں کا ماننا قرار دے کر مسترد کیا ہے۔

اور پھر طرفہ یہ کہ اس کتاب کا انتساب بھی انھی لفظوں سے کیا ہے۔

تھی نباتات وہ ساز کہنہ است تازہ کن

اگر عمر احمد عثمانی کی یہ تحقیقات یکسر پرس ہو جاتیں تو بہتر تھا لیکن افسوس

۱۔ ملاحظہ ہو حاشیہ صفحہ ۲۲ فقہ القرآن جلد سوم

ے عورت میں [illegible] کے حوالے سے ہیں اور اس کے جواب میں
قائم کیے ہیں اس کے نتیجے میں ایک بات سامنے آتا ہے۔

محمد حسین "حقوق نسواں" و یورپ کی عینک سے دیکھتے ہیں جس سے
مسلمان خواتین پر ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالنے کی کوشش کی ہے اور وہ فرض،
عبادات جو اسلام نے مسلمان خواتین پر کی ہیں وہ بھی اس پر ذمہ قرار دے
کے ہیں بتا پڑھ لیتے ہیں

جب یہ صحیتیں وہاں صفحوں میں موجود ہیں اور یہ تمام صحیتیں سے
ثابت ہوتے ہیں تو دونوں کی مساوات بھی مساوی ہیں جیسی حد تک
تو ہیں ایسے [illegible] ہوتا ہے عورتوں پر بھی ہوتا ہے۔ نماز، روزہ،
عبادات حق خدا ہے مردوں پر فرض ہے ہیں عبادتیں فرائض عبادات عورتوں کے
لئے بھی مقرر ہیں۔[۱]

[illegible] کی قائم کی ہے پیش نظر مردوں کے فرائض و واجبات میں فرق
ہے، شوہر اور بیوی کے حقوق سے ہے تو محمد حسین اب مسلمان خواتین
کے لیے کیا حقوق و فرائض مقرر کرتے ہیں

عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے

[illegible] آیت یاایھا الذین امنو [illegible] الصلوٰۃ من یوم
الجمعہ سے دلیل میں لاتے ہیں

اس آیت [illegible] سے بھی [illegible] سے بھی خطاب ہے

[illegible] صفحہ ۹۱

عورتیں بھی۔ لہذا قرآن کریم کی اس آیت سے واضح طور پر عورتوں پر بھی جمعہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ لہذا عورتوں پر صلوٰۃ جمعہ فرض ہے اور انہیں جمعہ پڑھنا چاہیے خواہ مردوں کے ساتھ ان کی جامع مسجد میں یا اپنی محلہ کی قائم کردہ مسجدوں میں کسی عورت کی امامت میں"۔ [1]

۲۔ عورتوں پر عیدین کی نماز فرض ہے

نماز جمعہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں

"عیدین کی صلوٰۃ کے متعلق بھی یہی صورت حال ہے"۔

یعنی جمعہ کی طرح عیدین کی نماز بھی فرض ہے اور اس کی ادائیگی بھی جمعہ کی طرح ہوگی۔

"یہ ثابت شدہ امر ہے کہ صرف جمعہ کی نماز کا مسئلہ نہیں عمر احمد عثمانی کے مسلک میں نہ صرف جمعہ بلکہ عید الفطر و عید الاضحیٰ کی نمازیں بھی عورتوں پر فرض ہیں اور اسی طرح فرض ہیں کہ وہ نماز جمعہ اور عیدین ادا کرنے کے لئے مرد ان کی مسجدوں میں جائیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اپنے محلہ میں قائم کردہ مسجدوں میں جمعہ و عیدین کی نمازیں قائم کریں۔

یہ عمر احمد عثمانی کے اس خود ساختہ "اجتہاد" کا کرشمہ ہے کہ چودہ سو سال سے امت مسلمہ کے کسی بھی فرد نے چاہے وہ صحابہ ہو یا صحابیات تابعین ہوں یا تبع تابعین یا ان کے بعد کے علماء مجتہدین اور فقہاء میں سے کسی نے بھی عورتوں پر جمعہ

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

وحیدین کی مساجد میں نماز پڑھتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے، ان دیکھتے تھے لوگوں نے اپنی پوری پوری عمریں قرآن و حدیث کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھیں۔ مگر احمد خان کے علم و فن کے مقابلہ میں ان ۱۴ مجتہدین کے علمی بضاعت تو قطعاً در ہمسری بھی نہیں۔ مگر احمد خان تو ان حضرات کے تلوے دھونے کے بھی نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن پندرھویں صدی کے اس نام نہاد مجتہد منکر حدیث و منکر قرآن کے سامنے عورتوں پر جمعہ و عیدین کی نمازیں فرض ہیں

یہ محمد خانی کے جدید طرز کے انکار حدیث کی ایک جھلک تھی ورنہ اس کی کتاب "القرآن" تو پوری کی پوری اسی قسم کی چیزوں سے بھری پڑی ہے۔

مراحمد خانی نما احمد پرویز وغیرہ نے تحقیق قرآن کریم میں معنوی تحریفات کرنے میں یدطولیٰ حاصل کیا ہے۔ یہ مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر ان سے بھیڑ بھاڑ کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ سے ہی وہ اس قسم کے ظریف مسلمانوں میں قصداً چھپے رہتے ہیں تو وہ یقیناً اسلام کی صف میں شامل ہیں اور اگر وہ قصداً نہیں بلکہ اپنی جہالت کے طور پر یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں تو یہ مسلمانوں کے لئے "نادان دوست" ہیں کہ جس میں ذاتی کا عنصر صرف ۰.۱ فیصد ہے جب کہ ۹۹.۹ فیصد عنصر ہلاکت کا ہے اور اس کا نتیجہ بہرحال بھی تک ہلاکت خیز اور عبرت انگیز ہے۔ مسلمانوں کو اس قسم کے سانپوں سے بچنا چاہیے!

دوستوں سے ملاقاتوں میں ہمیں سانپوں کا بھی جائزہ لینا چاہیے

منکرین حدیث کی مغالطہ انگیزی

منکرین حدیث حجیت حدیث و مشکوک بنانے اور اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہوئے یہ نعرے لگاتے ہیں کہ ہم قرآن پر عمل کرتے ہیں، اور قرآن ہمارے لیے کافی وشافی ہے اس کے بعد ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں کیونکہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے جس میں ہر چیز بیان کر دی گئی ہے۔ جو قرآن کریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ۔

تو جب قرآن کریم اپنے بارے میں یہ کہتا ہے کہ وہ ہر چیز کا بیان ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ قرآن کو کافی نہ سمجھا جائے اور حدیث کی ضرورت بھی محسوس کی جائے۔

غرضیکہ اس طرح یہ حضرات رجوع الی القرآن، عمل بالقرآن، فہم قرآن اور حسن کتاب اللہ کے دلفریب نعروں سے عوام کو گمراہ کرنے اور سادہ لوح مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

قرآن کی جامعیت

حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ قرآن ایک جامع کتاب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں تمام اصولوں کو بیان کر دیا گیا ہے اور عقائد و عبادات، معاملات اور اخلاق سے متعلق تمام مکلفات کھول کھول کر بیان کر دی گئی ہیں۔ اور قرآن کے جامع ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ قرآن کریم میں تمام جزئیات اور تمام حوادث و واقعات سے متعلق احکام اور ان کی تفصیلات کا احاطہ کر لیا گیا ہے اور قرآن

ی و آیات محکمات ہیں جن میں بہت سی آیات متشابہات ہیں جو تفسیر کی محتاج ہیں
بہت سی آیات محکمات ہیں جو وضاحت طلب ہیں بہت سی آیات میں صرف اشارات
ہیں جن کی تفصیل کی ضرورت ہے اور یہ سب احادیث شریفہ سے معلوم ہوتی ہیں۔

قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں

دوسری بات کی بالکل واضح ہے کہ قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں بلکہ قرآن الفاظ
اور معنی دونوں کا نام ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو الفاظ میں جس کا معنی
صحت کے ساتھ ادا کرنے سے صرف الفاظ سے کوئی صحت حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ
الفاظ جو معنی سے خالی ہوں مہمل ہوتے ہیں جس کی کوئی وقعت ہی نہیں تو قرآن کریم
جیسی عظیم کتاب صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں ہو سکتی بلکہ الفاظ اور معنی دونوں کا نام قرآن
ہے یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے جب بھی اصول فقہ میں مسائل کے استنباط کئے ہے
قرآن الفاظ سے نہیں بلکہ قرآن کریم کے الفاظ اور معنی دونوں سے کئے ہیں۔

یہاں قرآن بھی مفہوم من اللہ ہے

اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے پاس کلام الٰہی کی تفسیر جس طریقہ سے پہنچی ہے اور جس
قرآن کریم کو ہم تک اس نے پہنچایا ہے جس کی جلد سے جلد میں حقائق
اس نے بیان فرمائے ہیں قرآن کی تفسیر محفوظ نہیں رہ سکتا جو اسے عطا ہوا تو
اسی نے بیان بھی کیا جس سے یہ کتاب کا نزول ہوا اس نے حقائق سے صرف
الفاظ ہی نہیں بلکہ الفاظ کے معنی بھی ساتھ ہی عطا فرمائے ہیں حقائق
کا ارشاد ہے

ن علینا جمعه و قرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه

بے شک ہمارے ذمے ہے اس کا (آپ کے سینہ میں) جمع کرنا اور پڑھوانا پس جب ہم اس قرآن کو پڑھ لیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں۔ پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا۔

تو جس طرح قرآن کریم وحی کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک میں جمع کرنا اور زبان سے پڑھوانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اسی طرح قرآن کریم کا بیان اور اس کے معانی و مطالب کی وضاحت کرنا بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کے بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون (۱)

بے شک ہم نے ذکر (قرآن) کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو "الذکر" فرمایا لفظ قرآن نہیں ذکر کیا تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ قرآن صرف الفاظ کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ نے صرف الفاظ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے بلکہ قرآن الفاظ اور معنی دونوں کا نام ہے اور دونوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے چونکہ تعلیمات الفاظ اور معانی دونوں سے حاصل کی جاتی ہے۔

بیان قرآن اور رسول کی ذمہ داری

یہ بات بھی واضح رہے کہ ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے لی قرآن کے معنی بھی بتائے

---

(۱) سورۃ الحجر پ ۱۴

(۲) سورۃ القیامۃ پ ۲۹

[illegible] اس طرح [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] پہنچ [illegible] کی طرح معلوم ہوگی آپ سے کہیں ملتے ہیں چنانچہ آپ نے مقاصد بعثت قرآن [illegible] میں بیان کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں بدست دعا ہیں۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم اٰیٰتک و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم

اے ہمارے پروردگار ان لوگوں میں خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بیشک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا۔

تحویل قبلہ کے سلسلہ میں حق تعالیٰ اپنے نعمت کی تکمیل کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلو علیکم اٰیاتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتاب و الحکمۃ و یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون [۲]

جس طرح ہم نے تم میں تمہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

سورہ آل عمران میں مسلمانوں پر احسان فرمانے کا اظہار ان لفظوں میں کیا

---

(۱) البقرہ پارہ ۱ رکوع ۱۵ آیت نمبر ۱۲۹

(۲) البقرہ پارہ ۲ رکوع ۱۸ آیت ۱۵۱

چاہا ہے:

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔(۱)

اور سورہ جمعہ میں ارشاد ہوتا ہے:

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (۲)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا کہ وہ ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

ان آیات بینات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت کو متعین کیا گیا ہے جو حسب ذیل امور پر مشتمل ہے۔

۱۔ تلاوت آیات۔

۲۔ کتاب و حکمت کی تعلیم

۳۔ تزکیہ و تطہیر نفوس

اب ظاہر ہے کہ کتاب و حکمت کی تعلیم تلاوت آیات کے علاوہ کوئی اور ہی چیز ہو سکتی ہے ورنہ اس کا علیحدہ ذکر بے معنی تھا اسی طرح "تزکیہ" بھی آپ کا ایسا خصوصی وصف ہے جو یقیناً قرآن کے الفاظ پڑھ کر سنا دینے سے زائد ہے ورنہ تزکیہ کو ایک

(۱) آل عمران پ ۴ رکوع جمعہ آیت ۱۶۴

(۲) الجمعہ پ ۲۸ رکوع ۲ آیت الف ۲

[illegible] یہ دونوں چیزیں یعنی حکمت
[illegible] ''سنت'' کہا ہے جو ذاتا بیٹھی جس کی بصیرت
[illegible] یہ سب کہتے ہے کہ اس سے مراد
''سنت رسول اللہ'' ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے
حضرات فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد سنت ہی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''رسالہ'' میں اطاعت رسول اور سنت
کی حجیت پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ اسی سلسلہ میں وہ ایک جگہ فرماتے ہیں

[illegible] کتاب کا ذکر کیا جس سے قرآن مراد ہے اور الحکمۃ
[illegible] یا ہے جس کے بارے میں میں نے سنا ہے قرآن کے علماء سے جو میرے نزدیک
پسندیدہ ہیں یہ کہتے سنا کہ اس سے مراد سنت رسول اللہ ہے اور یہ اس لئے کہ
[illegible] کتاب کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی اطاعت فرض کی ہے
[illegible] ان بندوں پر حتم قرار دیا ہے اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے
[illegible] فرض نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پر ایمان
[illegible] کے ساتھ ساتھ اپنے رسول پر بھی ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔''

ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ

اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس لئے نازل کی کہ جس میں یہ مختلف کر

[illegible]

[illegible]

رہے تاکہ آپ ان پر اس کو ظاہر کر دیں۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم

"اے نبی یہ ذکر (قرآن) ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ واضح کر دیں لوگوں کے لئے اس وحی کو جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔"

اس آیت سے بوضاحت معلوم ہو رہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ یہ خدمت سپرد کی گئی تھی کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو احکام اور ہدایتیں نازل فرمائی ہیں آپ ان کی تبیین فرما دیں۔ تبیین کے معنی ہیں کسی چیز کو کھول کر بیان کرنا جس کے لئے ہم اپنی زبان میں تشریح کا لفظ استعمال کیا کرتے ہیں۔ اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ تشریح اور وضاحت اصل عبارت سے الگ ہوا کرتی ہے قرآن کریم کی اس تبیین و تشریح کا نام حدیث ہے۔ قرآن کریم کے جو معانی و مطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائے ہیں وہ "احادیث قولیہ" ہیں اور وہ جن کی تشریح آپ نے اپنے عمل سے فرمائی ہے وہ "احادیث فعلیہ" یا تقریریہ کہلاتی ہے۔

حدیث بھی وحی ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اقوال و افعال جو کہ قرآن کریم کا بیان اور اس کی تشریح ہیں یہ بھی آپ نے اپنی طرف سے نہیں فرمائے بلکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی "

---

(۱) اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے
(۲) وہ تو صرف وحی ہے جو کہ بھیجی جاتی ہے۔

"وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے وہ تو وحی ہوتی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔"

کی بنا پر علماء سنت اور فقہاء ملت نے وحی کی دو قسمیں کی ہیں ایک وحی متلو جو کہ قرآن کریم ہے دوسری وحی غیر متلو جو کہ حدیث شریف ہے اور جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ شریعت کے احکام صرف قرآن سے ہی ثابت نہیں بلکہ بہت سے احکام حدیث ہوں علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہیں اور جس طرح قرآن کریم شریعت کا ایک ماخذ ہے اسی طرح حدیث بھی شریعت کا ماخذ ہے۔ اسی طرح حدیث بھی شریعت کا ماخذ ہے۔

حدیث کے وحی ہونے پر قرآنی شہادتیں

قرآن کریم کی بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ قرآن کے علاوہ بھی جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتی تھی اور وہ بھی حجت شرعیہ ہوتی تھی چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ وما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على عقبيه (۱)

"اور ہم نے مقرر نہ کیا وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا مگر اسی لئے کہ معلوم کریں ہم کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں۔

مسلمان جب مدینہ ہجرت کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے سولہ یا سترہ مہینے نماز پڑھتے رہے اس کے بعد بیت اللہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض

(۱) البقرۃ پارہ ۲ آیت ۱۴۳

یہودیوں نے اعتراضات کئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ پہلا قبلہ جس کی طرف رخ کیا جاتا تھا وہ ہماری مقرر کیا ہوا تھا اور ایک خاص مصلحت اور فائدہ کے پیش نظر ہم نے وہ قبلہ مقرر کیا تھا ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں وہ آیت کہیں نہیں ملتی جس میں اس قبلہ کی طرف رخ کرنے کا ابتدائی حکم ارشاد فرمایا گیا ہو لیکن ظاہر ہے کہ یہ حکم وحی غیر متلو کے ذریعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس کا منسوخ بھی اسی طرح ضروری تھا جس طرح کہ وحی متلو کا۔

۲۔ ما قطعتم من لینة او ترکتموھا قائمة علی اصولھا فباذن اللہ [1]

"تم نے کھجور کا جو درخت کاٹ ڈالا یا اپنی جڑ پر کھڑا رہنے دیا (یہ) اللہ کے حکم سے (کیا)۔"

۶ھ یا ۷ھ کا واقعہ ہے جب یہود قلعہ بند ہو گئے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے درخت کاٹ ڈالے جائیں اور باغ اجاڑ دیئے جائیں تاکہ وہ لوگ باہر نکل کر لڑنے پر مجبور ہو جائیں نیز یہ کہ کھلی جنگ کے وقت درختوں کی کاٹ باقی رہے اس پر کچھ درخت کاٹے گئے اور کچھ باقی چھوڑ دیئے گئے تاکہ فتح کے بعد مسلمانوں کے کام آئیں۔ اس فعل پر کافروں نے طعن کرنا شروع کر دیا کہ مسلمان دوسروں کو فساد سے روکتے ہیں مگر خود ہی فساد کرتے ہیں۔ اس آیت میں اس طعن کا جواب دیا جا رہا ہے کہ یہ جو کچھ کیا گیا ہے وہ سب اللہ کے حکم اور اس کے اذن سے کیا گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم وحی غیر متلو کے ذریعہ دیا گیا تھا جس کی تعمیل آپ نے کی کیونکہ قرآن

---

[1] سورۃ الحشر پ ۲۸ و ع ۱ آیت ۵

[illegible] میں [illegible] کا ذکر [illegible] اور [illegible] جو [illegible] کے [illegible] یا
[illegible] جس کی تعبیر آپ نے کی اس کی تصدیق وتائید قرآن کے [illegible] کی گئی۔

۳۔ لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنين محلقين رؤوسكم و مقصرين لاتخافون

(اللہ نے سچ کر دکھایا اپنے رسول کا خواب تحقیق طور پر کہ تم داخل ہو کر رہو گے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا امن سے۔ بال منڈاتے ہوئے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے بے کھٹکے۔

مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ ہوا اور اللہ مکہ میں ہو چکا ہے اور مسلمان وہاں کھڑے [illegible] ہو رہے ہیں پھر اتفاق سے اسی سال آپ کا قصد عمرہ کا ہو گیا۔ صحابہ کو خیال ہوا کہ اس سال اللہ میں پہنچیں گے اور عمرہ ادا کریں گے مگر حدیبیہ تک ایسا نہ ہو سکا جس وقت صلح مکمل ہو کر حدیبیہ سے واپسی ہونے لگی تو بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم اس سال مکہ میں داخل ہو کر عمرہ ادا کریں گے آپ نے جواب دیا کہ کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس سال ایسا ہوگا؟ عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا بیشک یوں ہی ہو کر رہے گا تم ان دنوں سے مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرو گے۔

یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی اسی طرح تصدیق کی جا رہی ہے جس طرح قربانی کے سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کی قرآن نے تصدیق کی ہے جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کا خواب بھی وحی میں داخل ہے۔

[illegible] صفحہ [illegible]

"واذا اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا فاخبرت به واظهره الله علیه عرف بعضه واعرض عن بعض فلما نباها به قالت من انبأک هذا قال نبأنی العلیم الخبیر۔"[1]

اور جب کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی پھر جب اس بی بی نے وہ بات (دوسری بی بی کو) بتلا دی اور پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر کر دی تو پیغمبر نے (اس خفا کر دینے والی بی بی سے) تھوڑی بات تو جتلا دی اور تھوڑی سی بات کو ٹال گئے پھر پیغمبر نے اس بی بی کو جب وہ بات بتلائی تو وہ کہنے لگی آپ کو اس کی کس نے خبر دے دی آپ نے فرمایا کہ مجھ کو بڑے جاننے والے خبر رکھنے والے (یعنی اللہ تعالیٰ) نے خبر کر دی۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دے دی گئی تھی کہ آپ کی بیوی نے آپ کی راز کی بات دوسری بیوی سے کہہ دی۔ ظاہر ہے کہ یہ بات آپ وحی غیر متلو (حدیث) کے ذریعہ ہی بتائی گئی تھی۔ یہ تک وحی متلو (قرآن) میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

حدیث کی حجیت:

غرض حدیث کا حجت ہونا وحی کی دو قسمیں متلو اور غیر متلو ہونا قرآن کی مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہے اور احادیث تو اس بات میں تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اسی لئے امت نے ہمیشہ سنت کو سند کی حیثیت سے قبول کیا ہے اس کے حجت شرعی ہونے پر تمام امت کا اتفاق واجماع ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

---

[1] پ۲۸ سورۃ تحریم آیت ۳

"اگر سنت نہ ہوتی ہم سے کوئی شخص قرآن نہیں سمجھ سکتا تھا۔"

امام شوکانی "ارشاد" میں فرماتے ہیں

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مراد کو بیان کرنے والی ہے اور قرآن کے الفاظ کے عموم و خصوص پر دلالت کرنے والی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حکمت کو قرآن کے پہلو بہ پہلو ذکر کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مخلوق میں سے کسی اور شخص کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا نہیں فرمایا۔"[۲]

امام غزالی "قسطاس" میں:

"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حجت ہیں کیونکہ معجزات آپ کی صداقت پر دلیل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی تابعداری کا حکم دیا ہے نیز یہ کہ آپ ہی کے حق میں وارد ہے وما ینطق عن الھوی۔ یعنی آپ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے جو کچھ فرماتے ہیں وحی کے ماتحت فرماتے ہیں) لیکن وحی کی ایک قسم وہ ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے یہ "کتاب اللہ" کے نام سے موسوم ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس کی تلاوت نہیں کی جاتی یہ "سنت" ہے۔"[۳]

علامہ شوکانی فرماتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ تمام معتبر علماء اس امر پر متفق ہیں کہ سنت مطہرہ کی تشریع احکام کا مستقل ماخذ ہے اور سنت کسی چیز کے حلال اور حرام کرنے میں قرآن کے مثل ہے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مجھے

---

(۱) ایجاز البیان صفحہ ۳۵

(۲) ارشاد صفحہ ۳۰

(۳) مستصفی صفحہ ۸۲

قرآن دیا گیا اور اسکے ساتھ اس کا مثل" الغرض سنت کا حجت ہونا اور دین اسلام کا حافظ ہونا ضروریات دین میں سے ہے اس کی مخالفت صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دین اسلام سے کوئی واسطہ نہ ہو۔"[۳]

علامہ محقق ابن الہمام تحریر فرماتے ہیں

"سنت کا حجت ہونا ضروریات دین میں داخل ہے۔"[۴]

اطاعت رسول:

اسی بناء پر اطاعت رسول دین کے مسلمات میں سے ہے اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم نے اطاعت رسول کو ہمیشہ جزو دین سمجھا ہے، رسول پر ایمان لانے کا مطلب ہی اس کی اطاعت و فرماں برداری ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جابجا اطاعت رسول کا حکم دیا ہے۔ چند آیات جن میں اطاعت کا حکم دیا گیا ہے پیش کی جاتی ہیں۔

۱ قل اطیعوا اللہ و الرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین [۱]

"آپ فرما دیجئے اطاعت کرو اللہ اور رسول کی پھر اگر اعراض کریں تو (سنا دیجئے) اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں۔"

۲ واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون

"اور اطاعت کرو اللہ اور رسول کی تاکہ تم پر رحم ہو۔"

۳ یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

نمبر ۱

"اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور اس سے روگردانی مت کرو حالانکہ تم سن رہے ہو۔"

۳ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم "

"اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور آپس میں نہ جھگڑو پس نامرد ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔"

۵ ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئک ھم الفائزون "

"اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور ڈرتا رہے اللہ سے اور تقویٰ اختیار کرے سو وہی لوگ ہیں کامیاب ہونے والے۔"

۶ قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین "

"آپ کہہ دیجئے اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی پھر اگر تم اعراض کرو گے تو اس نے ذمہ ہے جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارے ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا گیا (رسول) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمہ نہیں ہے مگر پہنچا دینا کھول کر۔"

---

(۱) الانفال رکوع ۳ آیت ۲۰ پ ۹

(۲) [illegible] آیت ۴۶ پ ۹

(۳) [illegible] آیت ۵۲ پ ۹

(۴) [illegible] آیت ۵۲ پ ۹

۷ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون

"قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسول کی تاکہ تم پر رحم ہو"

۸ یٰاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم۔ (۱)

"اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو"

۹ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا (۲)

"جو کچھ رسول تمہیں دیں تو اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ"

(۱۰) محبت الٰہی کے دعویداروں سے صاف کہہ دیا کہ تمہارے دعوے کی سچائی اسی وقت عیاں ہوگی جب کہ تم اتباع و اطاعت میں سرگرم ہو اتباع رسول کے بغیر محبت الٰہی اور اتباع قرآن کا دعویٰ باطل ہے ارشاد ہے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ (۳)

"آپ فرما دیں اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری راہ پر چلو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

[illegible] کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ جب تک لوگ اپنے تمام اختلافوں اور تنازعات کے فیصلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہ بنائیں تب تک ان کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی صاف کہہ دیا گیا ہے کہ رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو دل کی خوشی اور جان و قلب کی ہمہ تنگی کے ساتھ قبول کرنا ضروری ہے۔ ارشاد ہے

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما''

''سو قسم ہے آپ کے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ آپ کو ہی منصف جانیں ان جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر پائیں اپنے جی میں کسی قسم کی تنگی آپ کے فیصلے سے اور قبول کریں خوشی سے۔''

یہ آیت ایک حقیقت بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر رہی ہے اس پر غور کرنے کے بعد کسی مومن کو اطاعت رسول کے بارے میں شک و شبہ نہیں رہ سکتا۔

عرض یہ کہ قرآن کے رسول کے فیصلے سے بعد کسی مومن کو اختیار باقی نہیں رہتا کہ وہ اس سے انحراف کر سکے۔ ارشاد ہے

وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا''

---

۱ [illegible] پ ۵

۲ [illegible] پ ۲۲

"بات بالکل صحیح طور پر واضح ہو چکی ہے کہ رسول کے فیصلے کے مقابلے میں کسی شخص کو فیصلہ کرنے کا حق نہیں بلکہ اس کے لئے سعادت و سلامتی کی راہ یہی ہے کہ اور رسول کے فیصلوں کے سامنے سر جھکا دے ورنہ بصورت دیگر اس کے حصہ میں ضلالت و گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

امام محمد بن حنبل شیبانی کا قول پڑھئے فرماتے ہیں

"میں نے قرآن پاک میں غور کیا تو تینتیس ۳۳ مقامات پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم موجود پایا پھر آپ اس آیت کی تلاوت فرمانے لگے فلیحذر الذین الخ (چاہئے کہ ڈریں وہ لوگ جو رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس بات سے کہ ان پر کوئی فتنہ نہ پہنچ جائے) امام محمد اس آیت کو بار بار پڑھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ سمجھ میں آیا ہے؟ شرک سے ہوگا یہ کہ جب کوئی شخص آپ کے کسی قول کو رد کرے گا تو اس کے دل میں کجی پیدا ہوگی اور پھر جب اس کا دل کجی میں مبتلا ہو جائے گا تو اس کو ہلاک کر دے گا۔"

اور صرف یہی نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ضروری ہے بلکہ ہر رسول مطاع ہوتا تھا اور امت پر اپنے رسول کی اطاعت لازم تھی قرآن کریم بیان کرتا ہے

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

"ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن و حکم سے۔"

---

۱ صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی ص ۲۵۵

[illegible] ہدایت کی تعمیل سے متعلق [illegible] ہدایت فرماتے ہیں

یعنی جن لوگوں کی طرف [illegible] بھیجا گیا ہے ان کی اطاعت کریں اور اس سے فیصلوں پر رضامندی کا اظہار کریں جو شخص اس کے فیصلہ پر راضی نہیں وہ اس کی ہدایت سے بھی راضی نہیں وہ اپنے فرض کا تارک اور کافر ہے۔ قاضی عیاض نے یہ آیت اللہ تعالیٰ سے اس عزوجل کے قول یہاں فرمایا ہے کہ جو شخص رسول کے فیصلوں سے صادر ہوا چہ وہ اس کا اظہار کرے کافر ہے۔"

قرآن فہمی کے لئے حدیث کی حاجت

علامہ کا مدعا یہ ہے کہ وہ حضرات جو صرف قرآن اور صرف کتاب اللہ کے نعرے لگاتے ہیں وہ خود بھی اور عوام بھی کہ اس بات سے قرآن فہمی کا یہ تقاضا ہے کہ حدیث حجت ہے اور شریعت کا ایک ماخذ ہے اور قرآن فہمی کے لئے حدیث کی طرف رجوع ناگزیر ہے۔

اور جو عقل سلیم بھی یہی فیصلہ کرتی ہے کہ قرآن سمجھنے اور اس کی مراد متعین کرنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے رسول کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ قرآن کی آیات اور ان میں [illegible] سب سے پہلے قرآن سے براہ راست حقائق و معارف حاصل ہوئے جو قرآن سے حاصل ہوئے [illegible] یہ لفظ میں پوشیدہ ہیں، ہدایت کی جو [illegible] شریعت کے احکام کو [illegible] اپنی حیثیت کی بنا پر اپنے وحی [illegible] ہیں۔ شریعت رسول کی اصل حیثیت [illegible]

---

(۱) نیل الاوطار ج ۱ ص ۵۲

قرآن خود اپنے صحیح ہونے کی بنا پر کلی صداقت و بداہت کا اصل نمونہ ہے، جس کے کلمات کی ایک ایک تہہ میں صدہا علوم چھپے ہوئے ہیں۔ اس کے دقائق و حقائق پر اطلاع پانے کے لئے ایک ایسے واسطے کا ہونا ضروری ہے جو ایک طرف سے ذات حق سے قریب تر ہو اور ایک طرف سے بندوں میں شامل ہو وہ محدود استعداد کی حامل ہستی سے صادر ہونے والے کلام کے علوم و معارف پر بذریعہ واسطہ تو دائمی ہستی سے اطلاع پائے اور پھر اسی کی راہنمائی میں عامہ خلائق کو اس پر مطلع کرے۔ اس کام میں کوئی خلا ہو تو وہ اس کا اظہار کرے، کوئی الجھن ہو تو اس کی تفصیل کرے، کوئی ابہام ہو تو اس کو کھول دے غرضیکہ قرآن کی جامعیت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تمام اصولی و کلی تعبیرات کی اصل حیثیت متعین کرے۔

حرفِ آخر

منکرین حدیث کے اٹھائے ہوئے شبہات کی وجہ کوئی علمی مغالطہ نہیں کہ اس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے اور یہ امید رکھی جائے کہ اس مغالطے کے دور ہونے کے بعد ان کا شرح صدر ہو جائے گا اور وہ انکار حدیث سے باز آ جائیں گے۔ تریسٹھ اکیاسی قرنوں تک علماء حق نے شرح صدر کے کافی سامان مہیا کر چکے ہیں۔ ان کی روشنی میں جس کی تسلی کا احساس ہو جانا چاہیے تھا لیکن ابھی تک منکرین حدیث نے موقف پر بدستور قائم رہنے اور اس کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ منکرین حدیث نے بھی ان کا ذہن نہیں پڑھا۔ ان کی پابندیوں نے نفس کی خواہش سے وجود میں آنے والی حدیث نبوی کو قدم قدم پر شہوت نفس میں ملوث پایا ہے۔ حدیث کے ماننے والوں کا

ن ... ی ... ی ہے۔

... یورپ کی بے حیا تہذیب ... مسلمانوں پر ... ہے اور یہی فرانسیسی اس ... مسلمانوں کی تہذیب ... سے متنفر ... ہے ... قی حوالے ... ضرورت نہیں کہ ... سے صاف ... ہے کہ ... ان ... ہے ان منکرین حدیث ... ور میاں کی روشنائی کہ حدیث کا انکار ... یا جن کی ... دی میں اصل مقصد ... تھی اور مسلمان ہونے کے ... قرآن کریم کا ... کیونکہ قرآن کریم کی حیثیت ... اصول اور قانون کی کتاب کی ہے اور یہ دستور ... کی ہے جو بنیادی ... اصول ... کلیات پر مشتمل ہے جن میں ... اور ... پر تاویل کی گنجائش ہے جبکہ حدیث ہوتی ... اصول ... کی شرح اور تفصیل ہیں ... میں تاویل کی ... گنجائش نہیں ... اب یہ ... چاہے اپنی عقل ... باقی رکھنے کے ... قرآن میں من مانی تاویل کرے ... حدیث کا انکار کر دے تو ... اس کی عقل پرستی اور من مانی کی آزادی ختم ہوتی ہے۔

... بات کہ ... یہ کہ قرآن پر عمل ... کے ... دار ... کے ... قرآن سے حدیث کی حجیت، حدیث کا ماخذ ہونا اور قرآن فہمی کے ... حدیث کی ضرورت کو ثابت کرنے کے تمام تحقیق ... کی جائے ... اور ... ہوں مسلمان ہوں ... کے ... قریب قریب ... متاثر ہو جاتے ہیں ... ان ... منکرین حدیث کی ... گمراہیاں ... ہو جائیں۔

... آخر دعوانا ... محمد ... رب العلمین

ساؤتھ فریقہ میں حضرت مفتی صاحب کی ایک اہم تقریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضلّ لہٗ ومن یُضللہ فلا ھادی لہٗ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمداً عبدہٗ ورسولہٗ ارسلہٗ إلی کافۃ للناس بالحق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً، وداعیاً إلی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وما امروا الا لیعبدو اللہ مخلصین لہ الدین

عزیز طلباء اور حضرات اساتذہ کرام۔ مجھ سے غلطی ہوئی پہلے استاذ ۲۲ سال سے سمجھا نہیں سب چھوٹی ہوئی اللہ معاف کرے۔ اس وقت میری خوش قسمتی ہے کہ آپ حضرات کے سامنے طلباء عزیز کے سامنے اساتذہ کرام کے سامنے چند باتیں عرض کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں

یہ جو آیت میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھی ہے یہ سورہ بینہ کی آیت ہے اور اس میں لوگوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ عبادت کریں اللہ رب العزت کی اس آیت کے اندر ہے جو مخلصین لہ الدین ہے تو صرف تو آپ پڑھ رہے ہیں تو کے اعتبار سے یہ حال واقع ہو رہا ہے تو جو چیز تو کے اعتبار سے حال واقع ہوتی ہے وہ تقدیر کرنے کے اعتبار سے شرط ہوتی ہے تو گویا کہ عبادت کے لئے شرط ہے اخلاص جب

ہ یہ نے بھی اسے مستحب کہا ہے۔ تو ایک نیت تو یہ ہے کہ آدمی شروع میں نیت کرے۔

نماز میں وسوسے آنے کا علاج

امام عزالی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ایک نیت یہ ہے کہ عبادت کے اندر ہر رکن میں نیت کرے اور اکثر کو یہ آدمی عبادت کے ہر رکن میں نیت کرنے سے بعض لوگوں کو شکایت ہوتی ہے کہ ہمیں وسوسے بہت ہوتے ہیں دل نہیں لگتا آدمی جب ہاتھ باندھے کھڑا ہوتا ہے کہے پروردگار تو اس نیت کیلئے یہ نہیں کہ زبان سے نیت کرے بلکہ دل میں نیت کرے اور نیت تو فعل قلب ہے فعل لسان نہیں جب ہاتھ باندھے کھڑا ہو تو اس وقت کہے اللہ میں تیرے لئے کھڑا ہوں ایک حاجز بندہ ہوں پھر اس کے بعد رکوع میں جائے تو کہے میں تیرے لئے جھک رہا ہوں میری ساری قوتیں میرے سارے اعضاء میرے حواس تیرے لئے جھک رہے ہیں پھر جب سجدہ میں جانے سے پہلے قومہ کرے تو کہے پروردگار میں تیرے لئے کھڑا ہوں اور پھر اس سے جو دو رکعتیں آتی ہیں صبح کی ان میں حسب معمول کتنا طویل سورۃ کا قنوت پڑھنا چاہے پڑھنا چاہے نہ پڑھے اس کے بعد جب سجدہ میں جائے تو سجدہ میں جانے کے بعد سجدہ میں کہے کہ سجدہ میں بندہ سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتا ہے اس لئے کہ بندہ کے جتنے قوی ہیں حواس ہیں وہ سب سجدہ پر ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد اس کو یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ دیکھو میں مٹی کے اندر اپنا سر رکھ رہا ہوں میرے سارے حواس ساری قوتیں میرے پروردگار تیرے لئے ہیں پھر جب اس نے سجدہ میں یہ سوچ لیا تو اسے موت کا استحضار ہو جائے گا یہ موت کا استحضار اس کے لئے عجیب نفع سے عجیب تر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے تھے

[illegible] لوگ سب سو رہے ہیں جب مریں گے جب
[illegible] نے مرض میں بیت کرے تجھ بدیت کرے تو یہ بدن عجیب
بات ہے اس سے بعد پکی بات یہ ہوگی ۔ ہمارے دوست واحب تو یہ شکایت کرتے
ہیں کہ ہمیں نیند نہیں آتی ہے یہ ساری چیزیں ختم ہو جائیں گی اور خمار میں
رہنے لگے گا، اس کیفیت حادی ہو جائے گی۔

نماز میں اس کتنے کے بارے میں یہ بھی کچھ بچتے کہ نماز میں کر اس لگ جائے تو
بڑی اچھی بات ہے کر نہ لگے تب بھی پڑھتے رہیں بعض لوگوں کا اس چاہتا ہے کہ نماز
چھوڑ دیں کہ نیند نماز چھوڑنا نہیں چاہئے اس لگے تب بھی نماز پڑھے اس حالت
میں اس کی نماز ہو جائے گی۔ دوسرا یہ کہ نماز میں اس لگ رہا ہے کیفیت طاری ہے
اس کیفیت کے ساتھ آدمی نماز پڑھتا ہے اور تو بہت اچھی بات ہے اس کی بدن
بات ہوتی ہے کہ اس کو آدمی کا اس بالکل نہیں لگ رہا ہے چاروں طرف نماز میں کچھ اور
سوچنے کے لئے خیالات کے لیکن اگر اس حالت میں بچنے آپ واقعی میں نماز
پڑھے گا تو میرے خیال میں سے زیادہ جڑے گا۔ آپ حضرت جو میں عبد الحلیم
میں وہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کا تعلق ایسے مدرسے سے ہے جو مولانا یوسف کا ہے
اور تعلق حضرت شیخ رحمہ اللہ سے ہے کہ آپ حضرت والا کی بدن
خوشی ہوتی ہے مجھے اس وقت ایک بات یاد آئی کہ ایک مرتبہ جب میں استنبول پہنچا ہوں کے
جناب میں پہنچا ہوں کہ ایک [illegible] تھے میں نے ان سے پوچھا کہ میں پڑھنے کے
لئے کہاں جاؤں؟ انہوں نے کہا کہ بھئی چلے جاؤ اور کچھ جناب کہنے لگے کہ
چلے جاؤ بعض لوگوں نے کہا کہ مصر الازہر چلے جاؤ ایک یہ تھا کہ رام پور میں چلے جاؤ

ر م پر یہ چھا مدرسہ تھا۔ ایک بزرگ تھے جو ندوہ کے مہتمم بھی تھے شیخ الحدیث بھی تھے انہوں نے کہا نہیں تم مظاہر علوم چلے جاؤ۔ میں نے پوچھا کیوں؟ تو فرمایا کہ میں نے مظاہر علوم کے طلباء کو دیکھا تو میں نے دیکھا ان کے چہرے ایسے جیسے فرشتے ہوں میں اس وقت بھی بلاتشبیہ آپ حضرات کو دیکھ کر اتنی طبیعت خوش ہوتی جیسے اہل مظاہر العلوم کے قدیم طلباء۔ بارک اللہ فی علمکم وعملکم

طالب علم روزانہ نیت کیا کریں

اس لئے آپ لوگ جو علم دین حاصل کر رہے ہیں جو پڑھ رہے ہیں اگر علم دین کے لئے ہر وقت نیت کریں، ایک تو نیت یہ ہے کہ جب آپ مدرسہ میں داخل ہوئے تھے تو داخل ہوتے وقت نیت تو سب سے کی ہوگی اس واسطے کہ بچے آپ کو اتنی مشکلات میں ڈالا ماں باپ کو چھوڑا، اتنی دور سے آنا کوئی کدھر سے آیا کوئی کدھر سے آیا لیکن ایک صورت یہ ہے کہ ہر بار جب آپ اٹھ کریں اور فجر نماز کے بعد اور جس وقت درس گاہ جایا کریں تو دل میں یہ نیت کریں کہ پروردگار میں تیرے لئے پڑھ رہا ہوں۔ آپ اس کے بعد دیکھیں گے آپ کے اس کی کیفیت بدل جائے گی اور آپ کے مقصد تعلیم میں فرق آجائے گا اور اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا۔ آپ میری اس بات کو یاد رکھنا، یاد رکھنا اس سے برکت پیدا ہو جائے گی نماز میں، علم میں۔ دین کے مدارس وقت نے مسئلے ہیں اتنی مشکلات ہیں اس وقت دین کے اندر آپ جیسے طلباء کی بہت ضرورت ہے لیکن اس میں ایک بات اور بھی ہے یہ مت سمجھو کہ ہم جلدی جلدی بغیر دل لگائے پڑھ لیں اور پڑھنے کے بعد ہم دنیا کے سامنے آجائیں دنیا کا علاج کرنے کے لئے دنیا کے فتنوں کا علاج بڑا مشکل کام ہے جب تک کہ

آپ پھل اور پتے ضرور حاصل کریں گے جس سے آپ کا پیٹ بھر جائے گا آپ اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن یہ کہتا ہے کہ ہم نے تمہیں اس وجہ سے پیدا کیا ہے۔

امت محمدیہ امت وسط ہے

قرآن کریم میں ارشاد ہے وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ کہ ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے تاکہ تم گواہ ہو وسط کے معنی ہیں انصاف۔ کہ آپ لوگوں کا تجزیہ کریں گے بعد پتہ چلے گا کہ کس نے کیا؟ اس میں دو چیزیں ہیں ایک جسم دوسری روح۔ جسم کا تعلق عالم خلق سے ہے اور روح کا تعلق عالم امر سے ہے۔ بعض لوگوں نے جو [illegible] سے ہے وہ خلق ہے اور جس کا حواس سے ادراک کیا جائے وہ امر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص میں دو چیزیں ہیں۔ لنعطیکم حق لنجسم وحق لروح۔ ہر شخص کا حق بھی ہوتے ہیں اور روح کا حق بھی ہوتے ہیں۔ کہ آپ دنیا کی تاریخ پڑھیں اور دنیا کے مذہب کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ بعض لوگ صرف روح کا حق ادا کرتے تھے اب تو ایسے لوگ ختم ہو گئے پہلے زمانہ میں یہ تھا کہ وہ روح کا حق ادا کرتے تھے ایسے بدھ مذہب کے لوگ تھے جنگل میں جاتے تھے جنگل میں پڑے رہتے تھے اور یہ کہتے تھے ہم اس سے حق ادا کرتے ہیں اپنے اوپر بڑی مشقت برداشت کرتے تھے تکلیف برداشت کرتے تھے۔ آپ پڑھتے ہوں گے کہ ہندوستان میں ایسی عجیب باتیں ہیں ان سب سے یہ مقصد ہوتا تھا کہ ایک نفسانی دھوکے کا [illegible]

ار جنگل میں چلا جائے اور جنگل میں لوگوں سے مانگ مانگ کر کھائے۔ یہ ہندوؤں کے ہاں بھی تھا یہ لوگ صرف روح کے حق کو ادا کرتے تھے لیکن جسم کے حق کو ادا نہ کرتے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے تھے جو صرف جسم کے حق کو ادا کرتے تھے۔ آج دنیا میں زیادہ تر جسم کے حق کو ادا کرنے والے ہیں۔ جیسے امریکہ انگلستان فرانس کہ پوری دنیا میں یہ لوگ اپنے جسم کے حق کو ادا کرتے ہیں اور روح کو بھلا چھوڑا ہوا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لجسدک علیک حقاً ولروحک علیک حقاً ولعیالک علیک حقاً یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تعلیم ہے۔ اس کے بعد یہ آیت آئی لو کذلک جعلنکم امۃ وسطاً ہم نے تو اور میانی امت بنایا جو جسم کے حق کو بھی ادا کرے گی اور روح کے حق کو بھی ادا کرے گی۔ اس کے بعد پوری دنیا میں انقلاب آ گیا بعض لوگ تو جسم کے حق کو ادا کرتے تھے اور بعض روح کے حق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد کے بعد جسم کے حقوق کی ادائیگی کے احکام دیے اور روح کے حقوق کی ادائیگی کے بھی احکام دیے لیکن روح کا حق غالب بتایا۔ ایسا مدرسہ جس میں دینی تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت اور تصوف کی تربیت ہو یہ بھی گویا وہی مدرسہ ہے جس میں جسم کا حق بھی ادا ہو رہا ہے اور روح کا حق بھی۔ اس لیے آپ حضرات بڑے خوش قسمت ہیں یہاں جتنا وقت گزر رہا ہے اس کی قیمت جب یہاں سے جانے کے بعد تم کو قدر ہوگی۔ جو چیز انسان سے فوت ہو جاتی ہے پھر انسان کو قدر ہوتی ہے۔ نعمت کی قدر ہوتی ہے دن کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ سو رہے ہیں جب مریں گے تو جاگیں گے۔ آج ہماری جو حالت ہے سونے کی حالت ہے اور جب ہمیں موت آئے گی اس وقت ہم جاگیں

گے۔ اس لیے اس وقت سے پہلے پہلے کچھ کام کر لو۔ ایسے میں اس وقت اتنے فتنے ہیں ان میں سے بعض عمر سے فتنے ہیں اور بعض عمل کے فتنے۔ آپ حضرت جو بے عمل کے جانچ رہے ہیں اللہ بچائے۔ آپ اس کے بعد علم کو لے کر اس فتنوں کا مقابلہ کریں۔ ابھی ہمارے بعض دوست یہ فرما رہے تھے انکار حدیث کا فتنہ کہ منکرین حدیث، حدیث کو نہیں مانتے۔ انسان کے اندر عجیب بات یہ ہے کہ انسان چاہتا ہے آسان مذہب دنیا کی تاریخ آپ پڑھیں آپ کو معلوم ہوگا کہ انسان آسان مذہب چاہتا ہے اب یہ عیسائیت دنیا بھر میں پھیل رہی ہے تو یہ عیسائیت ایک آسان مذہب ہے وہ کہتے ہیں کہ صاحب آدمی جو ہے وہ کچھ نہ کرے بس دنیا بھر کی ساری بری باتیں کرتا رہے بس یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہو گئے اور اس کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھانسی کے بعد ساری دنیا کے گناہ معاف ہو گئے۔ اب یہ عیسائیوں کا یہ فلسفہ مسلمانوں میں بھی یوں میں آیا۔ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم محبت رکھتے ہیں اس کے بعد عمل ضرورت نہیں ہے گناہ معاف کرانے کی۔ اور یہ عقیدہ شیعوں میں بھی آیا۔ شیعوں نے کہا اس حضرت حسینؓ جو ہے یہ کفارہ ہو گئے اس یہ حضرت حسینؓ کا نام لیتے ہیں لیکن اندر اندر، شعور میں یہ وہی کام کر رہے ہیں جو عیسائی کر رہے ہیں۔ اس لئے یہی وجہ ہے کہ دیوبندی کوئی بات کہتے ہیں تو خفا ہوتے ہیں۔ آسان مذہب کی تلاش آج دنیا کا عنوان ہے کہ آسان مذہب کی تلاش ہر انسان آسان مذہب چاہتا ہے جس میں کچھ کرنا نہ پڑے جہاں پر آپ نے کوئی چیز کرنا شروع کی تو کرنے کے بعد اعتراض آتے ہیں تو عرض کر یہ بڑی عجیب بات ہے اس لئے یہ پرویزی مذہب ہے کہتے ہیں حدیث کو نہ مانو کیونکہ حدیث جو ہے

اعمال کے ساتھ مقید کرتی ہے۔ اخلاق کے ساتھ، عقائد کے ساتھ قرآن مجید یہ مختصر ہے اور حدیث اس کی تشریح ہے وہ کہتے ہیں صاحب کسی مولوی کی بات نہ سنو بلکہ تم قرآن کریم کو دستوری رکھ کر پڑھو۔ اسی لئے فرمایا تم لوگ امت وسط بن گئے۔ لتکونوا شھداء علی الناس تم دنیا کے سامنے شہادت دو یہ ہے اسلام یہ ہے حق مذہب۔ ویکون الرسول علیکم شھیداً پیغمبر علیہ السلام تمہارے لئے گواہ ہوں گے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ساری دنیا تم سے اخلاق سیکھے عقائد سیکھے اخلاق سیکھے اور تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاق سیکھو، اعمال سیکھو۔ آپ حضرات جو بڑے خوش قسمت ہیں اسی مجلس میں لیکن بس یہی بات ہے کہ اول تو نیت اپنی خالص کرو۔

حضرت شیخ حدیث صاحب کے پاس ایک صاحب آئے۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے بڑے لیڈر تھے بڑے آدمی تھے انہوں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب سے فرمایا کہ بھئی میں جاتا ہوں اور میں بھی مصروف تم بھی مصروف اور طالب علموں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب اس حضرات میں سے ہیں جنہوں نے اپنا ایک منٹ بھی ضائع نہیں کیا۔ لیکن آپ دیکھیں میں اپنا اتنا وقت ضائع کرتا ہوں شاید دنیا میں کوئی اتنا وقت ضائع نہیں کرتا ہوگا۔ لیکن مجھے افسوس ہوتا ہے کہ قویٰ کمزور ہو گئے، آنکھیں کمزور ہو گئیں، حافظہ کمزور ہو گیا، اب کچھ سوچو لیکن اب بیکار ہے۔ تم طالب علموں کے لئے ایک نصیحت یہ بھی ہے کہ اپنا وقت ضائع نہ کرو گپیں مارنا، فضول کتابیں پڑھنا، فضول باتیں کرنا یہ سب نہ کرو۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ طالب علم کو اخبار بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی بات چل رہی تھی کہ انہوں نے ایک

اس نے آپ جو بڑے بڑے خوش قسمت ہیں آپ دعا کریں میں چاہتا کہ میں بھی چھوٹا بچہ ہو جاؤں اور میں بھی پڑھوں۔ آپ حضرات سے دعا چاہتے اپنی بیٹ کو بھی کریں۔ اگر کوئی کتاب سمجھ میں نہیں آتی تو اس کی تدریس کے لئے دعا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کتاب کو آسان کر دے گا اور خاصیہ یہ ہو کہ ہمارے دین کی خدمت کریں۔ حضور قدس سرہ علیہ وسلم کا یہ ہو دین آج یہ مظلوم سے ہو رہے ہیں۔ اللہ تمام فتنوں سے ہم سب کو محفوظ رکھیں۔ (آمین)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

نوٹ ساڑھے تین بجے جوانوں نے ختم ہوئی کیونکہ مفتی صاحب سے اس جماعت نے کہا کہ ہم کو کچھ نصیحت فرمائیں۔ اس پر مفتی صاحب نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

ختم نبوت کے سلسلہ میں بات یہ ہے کہ انگریز جب ہندوستان میں آیا تو اس کے سامنے دو قومیں تھیں ایک ہندو دوسری مسلمان لیکن اس سے اپنی ساری قوت خرچ کر کے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں مگر یہ ہندوؤں کو بہت باقی رہنا چاہتا تھا۔ جب بھی وہ کام ہوتا تو اس میں ایک مسلمان باقی سب ہندو حکومت کے شعبہ میں صرف ایک مسلمان باقی سب ہندو۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ساری دنیا کی تعلیم ہندوؤں کو ہو تاکہ ان کی رہنمائی کریں ہو اور مسلمانوں سے ان کو عداوت تھی کیونکہ اس سے حکومت مسلمانوں سے لی تھی۔ اگرچہ مسلمانوں کی حکومت ختم ہو چکی تھی لیکن پھر بھی مسلمانوں میں یہ خوف تھا۔

[illegible] اس وقت ہوگی جب اس میں قوت پیدا ہوگی۔ یہ قلوب کو مصلیٰ سے کے اور یہ ہوں وصلیٰ [illegible] سے بھی قلب کی قوت کی ضرورت ہے اور قلب کی قوت پیدا ہوگی تصاف سے عقد [illegible] سے اس نے جدا اس نے [illegible] قوت پیدا ہو جائے گی۔ اس پر چند الفاظ تھے۔

والحمد للہ ان الحمد للہ رب العلمین

ختم بخاری شریف پر ایک اہم درس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخاری رحمہ اللہ نے یہ کتاب لکھی کتاب بعد کتاب اللہ ہے اور پھر امام بخاری نے اپنی اس کتاب کے [illegible] کتاب [illegible] رکھے ہیں خصوصاً امام بخاری رحمہ اللہ نے عادت ہے کہ مناسبت کا لحاظ رکھتے ہیں ایک باب کی دوسرے باب سے مناسبت اس کی آخری مناسبت [illegible] مناسبت کتاب بہت بھی ہے اور جو یہ مناسبات ہیں ان مناسبات کے اندر نکات چھپے ہوئے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب جلیل کو جو شروع کیا تو کتاب بدء الوحی سے۔ یہ آپ شروع میں پڑھ چکے ہیں کہ امام بخاری شروع میں سب سے پہلے بدء الوحی لے کر آئے کہ وحی کی ابتداء کس طرح ہوئی اور پھر اس کے بعد وحی کتاب وشروع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ بدء الوحی سے ہے۔ یہاں جتنے حجاب اٹھے ہیں سب وحی سے اٹھے تھے۔ اگر وحی کے پاس وحی نہ آتی تو اس کے مختلف حجابات اس کے پاس شروع ہوتے۔ شریعتیں آتیں اور نہ آتیں نہ حجاب اٹھتے تو گویا بدء الوحی جو ہے وحی کی ہے۔

تو امام بخاری نے جو اپنی کتاب کی بدء الوحی سے بدء الوحی سے جو کہ وحی سے بدء

یعنی جانا عقلی طور سے تو یہ ہیں سب سے زیادہ یقینی چیز جو ہے وہ وحی ہے وہ یہ
سے پانچ علم کے بارے راجح ہیں۔ ذرائع علم کے اوپر شرح عقائد میں بحث کی گئی ہے
لوگ کہتے ہیں کہ علم حاصل کرنے کے ذریعے یہ ہیں ایک تو حواس ہیں انسان حواس
کے ذریعے سے علم حاصل کرتا ہے کسی چیز کو دیکھ کر حاصل کرتا ہے کسی چیز کو سونگھ کر
حاصل کرتا ہے کسی چیز کو چکھ کر حاصل کرتا ہے یہ ہیں ذرائع علم۔ انسان کے پاس عقل
ہے تجربے کے ذریعے سے بہت سے کام ہوتے ہیں تجربوں سے ہوتے ہیں لیکن ان
سب میں سب سے زیادہ یقینی چیز جو ہے وہ وحی ہے وحی کے مقابلہ میں ان چیزوں
کہیں باقی ساری چیزیں ظنی ہیں اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب جلیل
و جو شروع کیا وہ مبدء وحی سے کیا۔ باب کیف کان بدء الوحی الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کہ اگر وحی نہ آتی تو نہ ہم آتے نہ
آسمانی کتب آتیں نہ رسول مکلف ہوتا نہ شرائع آتیں۔ اس لئے اپنی اس کتاب کو
امام بخاری نے وحی سے شروع کیا۔ اس لئے جو غایۃ الغایات ہے نہایۃ النہایات ہے
جس کے اوپر ساری چیزوں کا انحصار ہوگا عقائد میں اخلاق میں اس سب کا جو نتیجہ
ہے وہ ہے انسان کا دین ہونا۔ قیامت کے دن انسان کے انجام کا دین ہوگا۔ اور
دین ہونے کے بعد جو لوگ نیکوکار ہوں گے وہ جنت میں جائیں گے اور جو بدکار ہوں
گے وہ جہنم میں جائیں گے۔ اس لئے جو غایۃ الغایات اور نہایۃ النہایات ہے وحی
الحال ہیں۔ اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب و جو شروع کیا مبدء وحی
سے اور کتاب ختم کیا غایۃ الغایات نہایۃ النہایات پر اس سے باب ۔۔۔۔۔۔۔۔
قول اللہ وضع الموازین القسط لیوم القیمۃ یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ

بخاری سے اس سے پہلے جو باب باندھا ہے وہ کتاب الرد علی الجہمیۃ یہ مشکل بات تھی۔ بخاری نے اس باب میں جو قرآن و حدیث پیش کیا ہے بعد میں آنے والے محدثین نے ایک عجیب بات کہی کہ بخاری نے کتاب الرد علی الجہمیۃ سے پہلے جو باب باندھا ہے کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ پھر اس کے بعد جو باب باندھا ہے کتاب الرد علی الجہمیۃ تو کتاب الاعتصام میں اور کتاب الرد علی الجہمیۃ میں یہ تعلق اور مناسبت ہے؟ انہوں نے کہا ہے کہ اصل چیز تو یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی دعوت دی جائے۔ قرآن و حدیث کی دعوت کے لئے امام بخاری نے جو باب باندھا کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ یعنی قرآن و حدیث کو مضبوط پکڑیں اور صحیح بات درست لوگوں سے سنیں پڑھائیں تو اس کے بعد جو باب ہوتے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ و سنت و ترجمانی صحیح طریقے سے پڑھنے کا حاصل کرنے کا ساتھ پڑھنے کا تو اس سے صحیح نتائج سامنے آئیں گے لیکن غلط طریقے سے پڑھنے کا غلط مقاصد کے لئے پڑھنے کا اور شبہات پیدا کرنے کے لئے پڑھنے کا تو اس سے مختلف فرقے پیدا ہوں گے تو فرق ضلالیہ پیدا ہوں گے۔

فرقے کیوں پیدا ہوئے

یہ مسئلہ میں نے بتایا بھی تھا عبدالحکیم شرقپوری نے یہ کتاب لکھی ہے قصص الاکابر اس میں ان قوموں کے بارے میں بحثیں ہے کہ یہ فرقے کیوں پیدا ہوئے تو ان سے جو بحثیں کی ہوئی ہیں وہ یہ فرقے پیدا ہوئے ہیں شبہ سے ان کے ہاں کسی کی چیز کا شبہ پیدا ہو گیا اس شبہ کا کیسے ازالہ ہو تو ازالہ شبہ کرتے کرتے یہ چیز اس حد تک آگے بڑھ جاتی ہے اس سے بعد

آدمی کی عقل کو کرنے کے سامنے پیچ کرتا ہے اس سے کچھ کہتے ہیں۔ بلکہ
شہرستانی نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس کے دل میں شبہ پیدا ہوا وہ شیطان ہے
شیطان نے سب سے پہلے یہ حسد کیا حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھ کر تو نے کہا
آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے۔ اور آگ بلندی چاہتی ہے اور مٹی تواضع۔ تو اس
حال ہوا اس نے شبہ پیدا ہوا۔ تو غرض کہ امام بخاری نے کتاب الرد علی
الجہمیۃ۔ کر یہ بتایا کہ یہ لوگ جو اسلام میں پیدا ہوئے ہیں ان کا رد کرنا بھی
ضروری ہے اس سے پہلے ہمیں جب ایمان کی تقویت کرنی ہے ہی طرح بغض فی اللہ
بھی ضروری ہے۔ جب تک یہ دونوں چیزیں نہیں ہوں گی اس وقت تک ایمان مکمل
نہیں ہوگا۔ اس سے جو اللہ والے ہیں ان سے محبت رکھی جائے اور جو فتنے ہیں ان
سے نفرت رکھی جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کسی نفرت کرنی چیز سے یہ بات معلوم
ہوتی جس طرح اللہ والوں سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے ایسے نفرت کرنا بھی
ایمان کی علامت ہے۔ تو بخاری کتاب الرد علی الجہمیۃ ہے کے بعد پھر
آخری باب ہے باب قول اللہ ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ اس
باب میں کہ امام بخاری رحمہ اللہ ایک دوسری بات بتا رہے ہیں کہ یہ عقیدت کے
بھی اثبات ہے اور دوسری بات یہ بتا رہے ہیں کہ اس میں معتزلہ کا اختلاف ہے۔
بعض اوقات جو عقل پسند لوگ ہیں عقل کو مانتے ہیں عقل کو نہیں مانتے تو وہ لوگ اس
قسم کا کام کرتے ہیں۔ اس زمانے کے اندر ایک فرقہ معتزلہ کا نکل آیا معتزلہ
کے بڑے بڑے بڑے پیدا ہو گئے ہیں معتزلہ کے دل میں خالص عقل تھی وہ عقل سے
ہر ایسی چیز میں وہ بیٹھتے تھے اور ثابت کرتے تھے۔ اس لئے بہت سے
کہا جاتا ہے بعض تو عوام میں وہ تو نہیں جانتے۔ عقل تو ایک ایسی چیز ہے جو

[illegible]

[illegible] ونضع الموازين القسط ليوم القيمة [illegible]

آخری حدیث سے منکرین حدیث پر رد بھی ہے

[illegible] منکرین حدیث کا رد بھی ہو گیا اور منکرین حدیث سمجھتے ہیں کہ قرآن اور حدیث میں تضاد ہے۔ قرآن کی سب سے پہلے آیت رکھتے ہیں اس کے بعد حدیث رکھتے ہیں پتا لگانے کے لئے کہ قرآن اور حدیث میں کوئی تضاد نہیں ہے بعد احادیث کو ترجیح دیں یہاں پر قرآنی آیت کی۔ اس لئے یہ آیت رکھنے ونضع الموازين القسط ليوم القيمة اور ہم رکھیں گے صاف کی ترازو میں قیامت کے دن ترازو کس کی ہوگی۔

موازین تول کے لئے اس کی دو صورتیں ہیں۔ دونوں قرآن میں بعض کہتے ہیں موزن کی جمع ہیں اور بعض کہتے ہیں میزان کی جمع ہے۔ اگر میزان کی جمع مانیں تو یہ بات پیدا ہوگی کہ یہاں بہت ساری ترازوئیں ہوں گی اور اگر موزن کی جمع مانیں تو پھر بعض کہتے ہیں بہت ساری ترازوئیں ہوں گی اور وہ مختلف ترازوئیں مختلف قسم کے لوگوں کو تولنے کے لئے ہوں گی بعض کہتے ہیں ترازوئیں مختلف اعمال کو تولنے کے لئے ہوں گی بعض ترازوئیں اعمال کو تولنے کے لئے ہوں گی۔ بعض نفاق کو تولنے کے لئے ہوں گی، بعض نفاق کو تولنے کے لئے ہوں گی۔ لیکن زیادہ تر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ایک ہی ترازو ہوگی [illegible] حدیث میں موجود ہے [illegible]

الرحمٰن کے عدد کی تحقیق یہ ہے کہ اس کے دو پلڑے ہوں گے اور وہ ترازو بھی بہت بڑی ہوگی کہ اس میں آسمان اور زمین بھی رکھا جا سکتا ہے اور وہ ترازو ایسی ہوگی کہ حقیر سے حقیر چیز بھی تول سکے گی اور بڑی سے بڑی چیز بھی تول لے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ جب ترازو ایک ہے تو صیغہ جمع کیوں استعمال کیا؟ تو اس میں بہت تاویلیں کی گئی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لوگوں کے اعتبار سے ہے اس لئے کہ ریوں، ترازوؤں اور کفوں انسان ہوں گے اس لئے ان کے اعتبار سے کہا اور بعض کہتے ہیں اعمال متعدد ہوں گے تو تعدد اعمال کے اعتبار سے جمع کا صیغہ استعمال کیا۔ اور بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ تعظیم کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا۔ عرب کی عادت یہ ہے کہ جب کسی چیز کی تعظیم کرتے ہیں تو اس کے لئے جمع کا لفظ استعمال کرتے ہیں جیسے کہ قرآن میں ہے کذبت قوم نوح المرسلین حضرت نوح علیہ السلام ایک پیغمبر تھے۔ ایک پیغمبر بھیجا گیا لیکن قرآن نے اس کو مرسلین جمع تعظیم اور تکثیر کے لئے۔ اس لئے یہاں بھی موازین کو جمع لے کر آئے تعظیم اور تکثیر کے لئے۔ تو کیا مطلب ہوا؟ کہ ہر کفے کے ترازوؤں ترازو ہوگی بڑی بڑی تعظیم ترازو ہے۔ القسط یہ مصدر ہے اور مصدر کے اعتبار سے واحد اور جمع سب برابر ہے۔ اس لئے قسط یہ صفت بن گئی موازین کی۔ تو کیا معنی ہو؟ نقول فنضع الموازین القسط ای عادلات۔ جب ہم موازین رکھیں گے تو وہ انصاف کی ہوں گی اس سراسر انصاف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ظلم کا تصور نہیں ہو سکتا اس کے ہاں جو کچھ ہوگا سب انصاف سے ہوگا۔ تو القسط وصفت بنا موازین کی اس اعتبار سے کہ مصدر واحد ہوتا ہے نہ جمع ہے اس میں سب برابر ہیں یا یہ کہ یہاں پر مضاف محذوف۔ تو یوں ہو نقول اللہ ونضع لموازین ذوات القسط اور ہم ایسے موازین رکھیں گے جو انصاف والے ہوں گے۔ وہ یہ ہیں تو لوگ تولیں گے ہیں ان پر سراسر انصاف ہوگا۔

لیوم القیمۃ میں مراد کون سا ہے؟

ن کے بعد فی یوم لقیمۃ اور یوم لقیمۃ کے مدرجوالا ہے تو بن
قیبۃ نے کہا ہے کہ یہ فی کا معنی میں ہے تو مطلب یہ ہو وضع لموازین فی
یوم لقیمۃ اور یہ ان کا پیدا ہونے سے پہلے ہی کہنے میں تو معنی یہ ہو کہ ہم
اصاف کی تو ہیں گے قیامت کے دن قیامت کا دن خلاصہ ہوگا اس دن
تو ہمارے اعمال کے گا اس سے ہ معنی نی کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم
قبیں نے معنی میں ہے اور یہاں پر ایک مضاف محذوف ہے یہ مطلب ہو وضع
لموازین لقسط لحساب یوم القیمۃ اور ہم اصاف کی تو ہیں گے
قیامت کے دن سے حساب سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ لام توقیت کے لئے ہے۔
ہ گی توقیت سے ہے گی آتا ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا اور ہم گے گے اصاف کی
تو ہیں قیامت کے دن کے وقت۔ یہاں پر لفظ ان تجوز حذف سے بعد کا شعر طور
ہیں سے پیش کیا ہے جس سے بعد لام توقیت کے لئے ہے۔ آگے فرماتے ہیں بعض
سی اہ نوری قسطلانی نے کہا ہے کہ ان کو ان اور ان دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں
یکن ان پڑھنا زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ اس کا تعلق ہو گا پہلے سے۔ ن گی جا رہے۔

قیامت میں کیا چیز تولی جائے گی؟

لعلی نے یہاں پر اعمال وتولنے کا مسئلہ کیا ہے ایک اور مسئلہ کی طرف
شارہ کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس میزان میں کیا چیز تولی جائے گی کہ (۱) انسان
سے جو اعمال وقوع میں آئے ہیں گے (۲) وہ صحائف ہیں جن میں وہ اعمال لکھے
ہیں یہ تولے جائیں گے۔ (۳) تیسرا قول یہ ہے کہ جو شخص تولا جائے گا تو اس کو

ان بعض آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص آئے گا اور اللہ سے دعا
اس کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ایک آدمی بڑا سوجا جو بصورت
آئے گا لیکن اللہ کے ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ جو چیز تولی
جائے گی وہ کیا ہوگی؟ کیا وہ اعمال واقوال یا صحائف اعمال یا وہ شخص خود تولا جائے
گا۔ لیکن بخاری رحمہ اللہ نے ان دونوں قولوں کو رد کرتے ہوئے کہا کہ نہیں انسان تولے
جائیں گے۔ اور امام بخاری نے مقررہ پر بھی رد کر دیا اس لئے کہ مقررہ یہ
کہتے تھے کہ انسان کے اعمال واقوال ہی تولے جائیں گے وہ تو اعراض ہیں اعراض
جو ہوتے وہ وزن میں باقی نہیں رہ سکتے۔ اعراض تو ایسے ہیں کہ ختم ہو گیا پھر وہ باقی
نہیں رہتا بعض لوگوں نے اس میں تاویل کی تھی کہ اس میں جسم پیدا ہو جائے گا۔ بعض
لوگوں نے کہا تھا کہ وہ صحیفے بن جائیں گے۔ لیکن بخاری رحمہ اللہ نے ان سب اقوال کو
رد کرتے ہوئے فرمایا کہ نہیں خود انسان تولے جائیں گے۔ بخاری نے جو یہ
بات کہی ہے آج دنیا کی جدید تحقیقات بھی یہی کہتی ہے بلکہ اس زمانے میں [illegible]
یہاں زیادہ آسان ہو گیا پیسے کی مثال۔ آج دنیا کی تحقیقات یہی ہیں کہ جو ہر مٹ
جاتا ہے یہ احساس مٹ جاتے ہیں۔ میں بھی ایک دن مر جاؤں گا۔ جسم فنا ہو جائے ختم
ہو جائے گا لیکن میری جو یہ آواز ہے ہمیشہ برقرار رہے گی یہ برسوں برقرار رہے گی۔ دو
سو برس کے بعد بھی کوئی آدمی آئے گا تو اس آواز کو ریکارڈ کر سکے گا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ
بڑے بڑے علماء نے جو تقریریں کی ہیں آپ نے انہیں ٹیپ کر لیا۔ اب وہ علماء جنت کی
طرف چلے گئے لیکن ان کی آوازیں برقرار ہیں۔ آپ مولانا ابو یوسف بنوری رحمہ اللہ کی
تقریریں سنتے ہیں مولانا اللہ خان صاحب کی تقریریں سنتے ہیں وہ تو چلے گئے ہیں

منکرین حدیث کا فتنہ

سردی جہنم سے ہوتی ہے۔ حدیث کی تحقیق تو یہ ہے کہ سردی اور گرمی جہنم کی وجہ سے ہے جہنم وہ جگہ ہے جس میں ایک سانس گرم اور ایک سانس ٹھنڈا ہے جو کہ زمہریر ہے اس سے سردی پھیل جاتی ہے۔ جب حدیث کا انکار کرنے والوں نے انکار کیا کہ یہ حدیث بالکل مشاہدہ کے خلاف ہے اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سردی اور گرمی کا تعلق آفتاب سے ہے جب آفتاب گرمی کے زمانے میں قریب ہوتا ہے تو گرمی بڑھنے لگتی ہے اور جب سردی کے زمانے میں دور ہوتا ہے تو سردی بڑھنے لگتی ہے لہٰذا آپ کا قول ہوگا کہ حضرت کو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ حدیث جو ہے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ بعید ہے اور یہ تو ہم نے مان لیا کہ سردی اور گرمی آفتاب کی وجہ سے ہے لیکن آفتاب میں گرمی کہاں سے آتی؟ تو ان دونوں باتوں میں تحقیق کر رہے ہیں کہ آفتاب میں سردی و گرمی کہاں سے آتی تو جو صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں وہ جہنم سے آتی ہے۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے قیامت میں یہ چاند اور سورج سب جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔ تو جس چیز سے لوگوں کی عقل عاجز ہوتی ہے تو پیغمبر نے اس کو بتایا ہے کہ یہ جہنم سے آتی ہے۔ ہم لوگ تو اس پہ مشاہدات وہاں کرتے ہیں لیکن جہاں پر سائنس عقل فیل ہو جاتی ہے وہاں سے پیغمبر کی بات شروع ہوتی ہے۔ یہ لوگ سمجھتے نہیں اور انکار کر دیتے ہیں اور یہ پرویز جو مشہور منکر حدیث ہے اس نے جو حدیث کا انکار کیا ہے اس کے زمانے میں جتنی سائنس چلی تھی اس کے اعتبار سے اس نے حدیثوں کا انکار کیا۔ اتفاق سے اب وہ سائنس فیل ہو گئی اور اب نئی سائنس آ رہی ہے۔ تو اب نئی سائنس آنے کے بعد پرویز کو چاہیے کہ اپنی قبر سے نکل کر اس

حدیث کی چھ کتابوں کو صحاح ستہ کہتے ہیں۔ یہ سارے لوگ وہ ہیں جو عقل کے پیچھے چلتے ہیں مگر یہ عقل کا شریعت سے بھی بڑا مقام ہے۔ جو عقل کو چھوڑ دے وہ شریعت سے بڑا ہو جاتا ہے یا مسلمات اور اصولِ عقل کی حفاظت کے لئے بات بھی ہو جاتی ہے۔ علماء نے حفاظتِ شریعت سے جاروں کی حفاظت کے لئے قصص کا علم جانوروں کی حفاظت کے لئے ڈھالنے کا علم یا آدمیوں کی حفاظت کے لئے طب کا علم یہ عقل کی حفاظت کے لئے بڑے وجود ہیں۔ اسلام نے انسان کو بتایا ہے کہ اللہ کہتے ہیں حدیث اور حدیث کا انکار اور خود بخود سے بیٹھے ہیں ساری دنیا کا اختلاف ہے اپنے [illegible] حدیث کی حفاظت کے لئے آئیں حدیث کا دین آئیں حدیث نہ رہے باقی پھر جو مرضی ہے کہیں حدیث وہیں قرآن وہیں ان دونوں حق سے اور کہیں ان سے بھی یہ قانون اپنی [illegible] سے بڑا ہو گیا کہیں کہیں جو ان بڑے بڑے میں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بات ہوں [illegible] بات کا قانون ہیں ان سے بڑے بڑے رستے نکلتے ہیں کہیں پر تنقید ہوتی ہے [illegible] سے ہوتی ہے وہ کہیں [illegible] کہیں بڑے بڑے رستے نکلتے ہیں وہاں پر بھی کہیں [illegible] سے تنقید ہوتی ہے وہ کہیں [illegible] مگر یہ جو یہاں [illegible] بات کا قانون بنایا ہوا چل رہا ہے یہ ہی لوگ ہیں جو قرآن حدیث کا [illegible] ہیں۔ حدیث و قرآن کا کوئی تحفظ نہیں ہے اس طبقے کے [illegible]۔ یہ لوگ عقل پسند عقل پرست ہیں۔ ان کو [illegible] ہوتے ہوئے دیکھتے کہ کس طرح سے چیزیں تھمتی ہیں آپ کو حیرت ہوگی۔ میں نے دیکھا کہ گائے کی گائے کے گائے اس کے [illegible] اور چوری کا ان کو [illegible] گائے یہ [illegible] ہے یہ

خاص کا نام لگا ہوتا ہے اس پر ہوں گا ذی قول بیٹے ہیں۔ ترک قول بیٹے ہیں تو ہر ہر چیز کا ہوتا ہے دنیا میں۔ حواری مختار عقل کے پیچھے تھے کر پھرتے تھے انکار کر دیا تھے بڑے بڑے لوگ تھے آج ہوتے تو یا کرتے؟

بہرحال ایک قول تھا کہ انسان کے اعمال تولیں گے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ نہیں صحائف اعمال تولیں گے۔ اور وہ حدیث بطاقہ سے استدلال کرتے تھے حدیث آتی ہے ترمذی، ابن حبان اور حاکم میں بھی کہ ایک آدمی اللہ کے ہاں آئے گا اور وہ آدمی ڈر رہا ہوگا اپنے دل میں کانپ رہا ہوگا کہ میرے گناہوں کے تھے بڑے بڑے رجسٹر ہیں میرے پاس کوئی ایک نیکی بھی نہیں پھر اس کے بعد تو دو میں اس کے بڑے بڑے رجسٹر رکھے ہوتے ہیں اور دوسرے پلڑے میں صرف ایک بطاقہ ہوگا ترمذی کی روایت میں اور قرآن ہے اس میں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور بعض روایات میں کلمہ طیبہ منقول ہے۔ تو بعض روایات سے کلمہ شہادت منقول ہے۔ تو ایک پلڑے میں وہ کلمہ رکھ دیا جائے گا حدیث میں آتا ہے الصادق والمصدوق جو ہمارے صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ جو بڑے بڑے رجسٹر ہیں وہ اٹھ جائیں گے طاش السجلات اور وہ جو دوسرے پلڑے بطاقہ والا وہ نیچے جھک جائے گا۔ باقی سب رجسٹر اٹھ کے کار ہو جائیں گے اور وہ جھک جائے گا۔ یہ اللہ کے نام کی برکت ہوگی کہ کلمہ والا پلڑا جھک جائے گا لیکن وہ شہادتیں تب ہے جب اس میں شرک کی آمیزش نہ ہو۔ اگر اس میں شرک ہو گیا۔ شرک اکبر ہو گیا یا شرک فی الصفات یا شرک فی الذات تو یہ شہادتیں بے کار ہیں۔ اسی لئے علماء دیوبند نے قوموں کو شرک سے بچایا ہے۔ لوگ اللہ بھی مانتے ہیں کہ وہی سب کچھ ہے لیکن

تھا ہے بسالحشفۃ وبالزوم ہے تو یہ مسئلہ پیدا ہو گیا کہ یہ قرآن کریم میں غیر عربی الفاظ ہیں؟ تو بعض کہ جیسے امام شافعی، ابو عبید، قاسم ابن سلام اور بڑے بڑے لوگ یہ انکار کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں کوئی غیر عربی لفظ نہیں ہے اور کہتے ہیں ما ادری لہ قرآناً عربیاً نہیں بعض محققین کہتے ہیں کہ نہیں غیر عربی الفاظ قرآن میں ہیں۔ اصل میں قرآن کریم کا جو اسلوب ہے وہ عربی ہے اور غیر عربی الفاظ و قرآن کریم میں آ کر عربی بن جاتے ہیں تو اور عربی زبان تو ایک وسیع زبان ہے کہ قیامت تک اس کا وقت ختم ہو جائے گا جب اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو تا قیامت اس زبان میں تو زبان عربی کی ایسی ایسی حفاظت کی اور قریش ویسی ویسی چیز اس پر آمادہ کیا اور قریش سے اس زبان کی حفاظت کی۔ یہ مطلب نہیں کہ قرآن میں بعض الفاظ غیر عربی نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ غیر عربی لفظ بھی عربی میں آ جائے تو اس کی ساخت بدل جاتی ہے اسلوب بدل جاتا ہے اس سے وہ بھی عربی بن جاتا ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری کی ساتویں جلد میں قرآن کریم میں جتنے غیر عربی الفاظ ہیں ان کو قلم سے الگ کر دیا ہے اس میں بتایا ہے کہ وہ بیسیوں قسم کے الفاظ ہیں جو قرآن میں غیر عربی ہیں لیکن وہ عربی بن گئے ہیں اپنی ساخت کے اعتبار سے اور سیوطی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں بھی ان الفاظ کو نقل کیا ہے۔ ان الفاظ کا قرآن کریم سے الگ آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ سب معرب بن گئے ہیں وقسطاس لقسطاً معدول المقسط بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جو قسطاً ہے مقسط کے معنی عربی میں ہوتے ہیں منصف کے ہیں۔ اصل میں قصہ یہ ہے کہ یہ لفظ قسط جو ہے اضداد میں سے ہے۔ عربی زبان بھی عجیب وسیع زبان ہے اس میں بعض الفاظ

کفرو تربھ یعدلون ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

ترجمہ آپ جانتے ہوں گے یہ کلمہ ان حیوان کی الرحمن حقیقی
علی الانسان یہ خبر مقدم ہے اور مبتدا سے بدرجہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ خبر کی ہوتی
ہے تو اس کو مقدم کر دیتے ہیں تشویق شوق دلانے کے لئے اور یہاں کیا شوق پیدا
ہوتا ہے کلمہ ان والے میں اور کل سے مراد ہے کلام جیسا کہ اس مثل (کتاب کا نام
ہے) میں ہے۔ دو کلمے ہیں جو رحمن کو بہت پسند ہیں۔ رحمن سے مراد یہاں اللہ تعالیٰ
ہیں یہاں اللہ تعالیٰ کی صفت میں سے رحمن کو ذکر کیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بعض
جگہ ہے۔ وہ کہ کہ غفار یا یستغفرو ربکم تو یہاں استغفار کی مناسبت
سے غفار کو لیا۔ یہاں چونکہ ان کی رحمت کا ذکر ہے کہ کتنی بڑی چیز پر کتنا بڑا ثواب
ہے اور یہاں کی رحمت کا ذکر ہے اس لئے رحمن دیا گیا۔ دو کلمے ہیں جو کہ محبوب ہیں
رحمن کو اور وہ یہاں پر کون سے ہیں۔ اب شوق پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ ہیں؟ اور یہ
کلمے کہ جن سے بھاری ہیں یہ شوق پیدا ہوتا ہے جو کہ مقدم کر دیا ہے یہ ہیں وہ
کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم تو کلمہ کی جو محبوبی ہوتی
ہے اس کو مقدم کر دیتے ہیں اس کی مثال قرآن کے مختلف مقامات میں پائی ہوگی۔

لک الشرق للغرب بھیجتے
شمس الضحی و ابو اسحق والقمر

یہاں قسطلانی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث ریاض الصالحین سے اس شعر کو لوگ پڑھتے
ہیں یہ حدیث ثابت نہیں ہے کہ اس حدیث میں یہ تشویق ہوئی ہے
اس شعر سے اس طریق میں مقدم کرنا ہے تو اس حدیث میں بھی خیر اور نفع کو
مقدم کیا ہے۔ اس میں یہ بات ہوگی ہے۔ اس لئے ذکر حسن نہ ہوا

[illegible] خفیفتان علی اللسان [illegible] خفیفتان علی اللسان کو تو کسی طرح قاری صاحب سمجھ سکتے ہیں میں تو نقل کروں گا۔ کہتے ہیں خفیف سان کا مطلب یہ ہے جان میں حروف میں جمع ہیں اور اس میں حرف شدت یا متوسط میں سے کوئی نہیں ہے اس لئے خفیف ہیں۔ اور یہ میزان عمل سے مگر بہت بھاری ہیں اسی سے ترجمہ اسباب ثابت کیا کہ یہ میزان میں تولے جائیں گے اور یہ میزان کے اوپر ثقیل ہوں گے۔ آج ہمارے لوگ وظیفے پوچھتے رہتے ہیں وظیفے بتاؤ حدیث کے وظیفے اور لوگ پڑھیں تو زیادہ اثر ہوگا۔ میرے شیخ میرے استاد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ان کے اخلاف میں یہ حدیث بھی داخل ہے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم لوگ وظیفوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور غیر اسلامی قسم کے وظیفے پڑھتے ہیں کوئی پڑھتا ہے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پتہ نہیں کیا کیا پڑھتے ہیں اس سے بھلے یہ وظیفے جو آپ حدیث میں آتے ہیں یہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ آخرت کے اندر بھی ترقی دے گا اور دنیا کے اندر بھی۔ سبحان اللہ اب سبحان کے بارے میں تو آپ نے سمجھ لیا ہوگا۔ حمد قسطلانیؒ نے بھی اس کے بارے میں بڑے قوی نقل کئے ہیں کہ سبحان صمد سے ہے صمد اور بحمدہ سبحان اللہ کا مطلب ہے کہ میں تیری تعریف کرتا ہوں اپنے اس کہنے سے کہ میرے رب میں تجھ کو تمام کمی صفت سے جو تیرے لائق نہیں ہے ان سے پاک کرتا ہوں۔ سانس سے بڑی عظیم کی ہیں سان سے جب بھی اللہ تعالیٰ کو اپنی عقل سے سوچو گے اپنی فکر کرے تو اللہ کے بے عجیب عجیب چیزیں نکالیں گی وہ نکال دی گی بڑی نکالیں گی بیٹے نکالے گی اپنی طرح سمجھ لیں گی ان پر عرش پر بیٹھ ہوئے

تھا اور بھی ہو جائیں گے سب مر جائیں گے میں نے عرض کیا حضور کیا
دنیا سے جا رہے تھے تو حضور نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کیف
تصبح کی آپ اپنے اندر کیسوں سے ہو حضور نے فرمایا میں
ہوں کہ اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ چیز ہے
میں جس میں یہ چیز ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس چیز سے بچائے گا جس سے
بچاتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خوف کے مدارج میں جب تک
جوان رہے تو خوف غالب رہے اور جب مرنے کا وقت آئے تو جاہ و جاہ آئے۔
اس لئے سلطان صلاح الدین نے فرمایا کہ میں بخاری سے دو چیزیں لیتا ہوں
دعا کا سے بخاری اللہ دیکھو اور اس کے ساتھ اس کے سب سے زیادہ گہری
تو بیٹیں بھی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرجوں سے زیادہ عظمت والے
سے خوف ہوتا چاہیے کہ وہ عظمت والے۔ پھر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب مثال دی
ہے کہ اپنی کتاب شروع کی ہے امام بخاری علیہ السلام سے جس کا مطلب ہے
خلاص۔ اور تمام صوفیاء اور رسول بتاتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد ہی خلاص ہے
جس جس لوگوں نے اخلاص سے کام کیا ان کے کام اللہ نے بڑھایا ہے۔ مجدد
الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور العلوم ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بنیاد
اور اس کی برکت سے آج کتنے مدارس پیدا ہو گئے۔ اسی طرح سے اخلاص سے یہ
ہو گا قیامت تک چلتی رہے گا۔ مدرسوں کے اخلاص کو بڑھائیں۔

(اس کے بعد دعا کروائی)

والدہ محترمہ کے ساتھ حسن سلوک

والدین [illegible] کے لئے بہت بڑی نعمت ہیں ان کے ساتھ صحیح اور خدمت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہاں تک کہ وہ یا کہ دیں اور اسے کے حق یا جسم کا ادا دیں ان کی خدمت کے حق کا ادا رکھواسے یا ان کو راضی کر کے جسم کا ادا رکھو۔ ایک اور روایت میں ارشاد ہوا گیا کہ بڑھاپے کو پہنچے ہوئے والدین میں سے ان ایک زندہ ہو اور پھر وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل ہو جائے۔

بہرحال والدین کی خدمت [illegible] کے لئے ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ جس حضرت مفتی صاحب کے حصہ میں بہت سی سعادتیں مقدر تھیں ان میں والدہ محترمہ کی خدمت کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ اس قسم میں حضرت مولانا محمد یوسف مدھیانوی شہید فرماتے ہیں۔

جناب مفتی صاحب کا یہ ایک اور شرف امتیازی وصف ہے والدین تھے یا [illegible] جب کراچی آیا تو مفتی صاحب یہاں کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث تھے اس کے باوجود والدہ و والد کے ساتھ حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ اپنا پورا مشاہرہ والدہ و والد کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے اور وہ بچے اس قلیل تنخواہ میں سے کچھ واپس کر دیتے تھے اور فرماتے تھے صغیر اور والدہ کے ساتھ مفتی صاحب کا یہ حسن سلوک اس دور میں غائبانہ کے اظہر تھا جو بہت توسیع اور ادب مع کا بہت باقی ہے۔ [1]

---

(۱) ماہنامہ بینات، ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ

آخری ایام

حضرت مفتی صاحب کو بلڈ پریشر کا عارضہ تھا۔ اس کا اثر ہوا پھر عرصہ آہستہ آہستہ بڑھتا گیا قویٰ پر ضعف غالب آ گیا۔ اور پھر ایک وقت یہ آیا کہ گویائی بھی ختم ہو گئی مگر ان ایام میں بھی جو صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا جو بڑے سے بڑے ہمت والے لوگ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اسی بیماری کے ایک دن انتہائی ضعف میں بیت الخلاء جاتے وقت اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے اور گر جانے سے ایک ہاتھ ٹوٹ گیا اور دوسری جگہ پر چوٹ آنے کی وجہ سے چوٹ کا علاج کیا تو فرمانے لگے اللہ کا یہ شکر ہے کہ اس نے ہمیشہ صحت میں رکھا آخر عمر سے پوری طرح قرآن و دین کے کام کرنے کا موقع دیا اور اب بھی طرح طرح سے یاد فرما رہا ہے اللہ کے احسانات کو مزید شمار فرمایا اور پھر فرمایا کہ اگر آج ہاتھ ٹوٹ گیا تو اس میں بھی میں راضی ہوں۔ اللہ جس حال میں رکھے بندے کو راضی رہنا چاہیے۔

آخری ایام کے شروع ایام میں تو چند دنوں حضرت مفتی صاحب ہسپتال میں رہے۔ مگر پھر بعد میں گھر میں ہی علاج ہوتا رہا ان ایام میں کبھی کبھی طبیعت میں افاقہ آ جاتا اور کبھی طبیعت خراب ہو جاتی مگر یہ نہیں ہو سکا کہ آپ دوبارہ عملی زندگی میں آ سکیں۔

آپ کی بیماری کے بارے میں مفتی عبد السلام صاحب لکھتے ہیں:

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلندی سے بلند درجہ دینے کا ارادہ فرمایا اور عرش عالی کے دریچہ تک پہنچانے کے لئے آپ کو بیماری میں مبتلا رکھا۔ واقعہ موجود ہے پر آپ کو صاف ستھرا اور پاک کر کے اپنے پاس بلا لیا۔ فقیر شاعر

تمہارے ہاتھ سے جس کا کوئی مداوا نہیں ہوتا

وفات

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۳ فروری ۱۹۹۵ء بروز جمعہ شب عروسی کے وقت جب آذان کے ساڑھے پانچ بجے تھے یہ فقیہ العصر، استاذ العلماء، محدث جلیل شیخ حدیث مفتی اعظم پاکستان پورے ہی عالم اسلام کو اچھوڑ کر داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بقول شاعر ؎

خلق سے ہیں یہ تمہارے ہیں تمہارے لئے ہیں

ان کی رحلت سے ہوا ہے سارا عالم سوگوار

غسل اور تکفین و تجہیز کا انتظام

جس دن حضرت فقیہ العصر استاذ العلماء رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تھا اس سے پہلے دن پہلے ہی فروری ۱۹۹۵ء کو آپ کو ہسپتال سے گھر لے آیا گیا اور پھر ۱۰ رمضان جمعہ کے دن صبح کے وقت تقریباً ساڑھے پانچ بجے آپ نے ہمیشہ کے لئے آنکھ بند کر لی اور تمام تکالیف سے راحت پائی اور روح پاک اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چراغ کہتے ہے یقین نہیں آتا

یہ سانحہ بھی ہوا ہے یقین نہیں آتا

علم کا سورج ہمارے دیار سے ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ جس سے عوام اور خواص سب فائدہ اٹھا رہے تھے آج وہ خاموش ہے۔ حافظ ابن قیمؒ کے بقول جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا انتقال ہوا تو ان کے ایک شاگرد نے یہ کہا کہ ھکذا یذھب العلم (اسی طرح دنیا سے علم اٹھ جائے گا۔

غسل

غسل دینے کی سعادت ان کے شاگرد خاص مفتی عبدالسلام چاٹگامی اور حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادے مولانا عبدالرحمن اور حافظ عبدالقیوم نے انجام دی اور حضرت کی سنت کے مطابق وہ قمیص جس میں آپ ﷺ کی ایک سنت کا اظہار ہوا تھا۔ مولانا اقبال اللہ اور مولانا تاج محمد صاحب غسل دینے والوں کی معاونت کر رہے تھے۔

نماز جنازہ:

جیسے ہی آپ کے وصال اور سانحہ رحلت کی خبر آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی جس سے ایسے والوں کے دلوں کو اضطراب اور بیچین میں ڈال دیا لوگوں کا سیلاب جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی طرف امڈ آیا اور جنازہ میں لوگوں کی شرکت بھی اہل حق ہونے کی نشانی میں سے ہے جیسے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا۔ بیننا و بین اھل البدع یوم الجنائز

"اہل بدعت اور ہمارے درمیان فیصلہ کن جنازہ کا دن ہوگا۔"

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہمیشہ اللہ والوں کے جنازے میں لوگوں کے ان متوجہ ہوجاتے ہیں جیسے امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ حضرت

[illegible] قریب میں علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا حسین احمد مدنی، شیخ الہند حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت علامہ محمد یوسف بنوری، سابق مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، اور دیگر [illegible] کے قوس کے مطابق اس تنے سے جنازے کی شکل بنا دی گئی ہے۔

تو جہاں پر یہ مذکورہ حضرات کے جنازے اور اس میں شرکت رہے ہوں گا [illegible] ہے گی اس کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ الہند مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی رفیع صاحب دامت برکاتہم کا بھی جنازے کا [illegible] ہوگا حضرت مفتی صاحب کے جنازے کے [illegible] ہے آپ کو اندازہ ہی تصور کر سکتی۔

تدفین

تدفین کے بارے میں تو مرحومین کا فیصلہ تھا ہوا کہ آپ کو دارالعلوم ورگی کے [illegible] میں دفن کیا جائے لیکن آپ کے پسماندگان حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رفیع عثمانی مدظلہ اور حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ آپ سے شاگردانہ نسبت بھی حاصل ہے اور آپ سے ذاتی محبت رکھتے تھے اس لئے بھی کہ دارالعلوم سے یہ تھا اگرچہ وہ موجودہ دارالعلوم اس وقت تک وجود میں نہیں تھا۔

بہرحال جنازہ پہلے جامعہ کے گراؤنڈ سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن لایا گیا جہاں پہلے سے ہزاروں کی تعداد میں مختلف متعلقین اور جامعہ کے اساتذہ موجود تھے وہاں پر بھی عظیم محدث دوراں فاضل جلیل کے جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے تھے۔

مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ناؤن میں نماز جنازہ مولانا عبدالرشید حقانی سے پڑھائی۔ اس کے بعد جنازہ کو دارالعلوم کورنگی لے جایا گیا اور

---

(۱) مولانا عبدالرشید حقانی کے مختصر حالات

[illegible] کہیں [illegible]

[illegible] ۱۹۳۳ء مطابق ۱۳۵۲ھ [illegible] میں [illegible] کے یہاں ہوئی کہ [illegible] والد [illegible] کے بچپن سے ہی [illegible] تربیت میں لے لیا۔

تعلیم

[illegible] سال کی [illegible] نے [illegible] سے قرآن [illegible] مولانا عبدالحکیم [illegible] سے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] تک [illegible] علمی [illegible] کے پاس ہی تھی۔

[illegible] سے [illegible] کے بعد تعلیم [illegible] کے لیے [illegible] میں [illegible] سے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی

حاشیہ

منصور نے جو ۱۵ جلدوں میں ہوں گے لکھی تھی۔

ڈھاکہ پاکستان بننے کے بعد پاکستان کا دارالحکومت بنا۔ اس وقت سے مشرقی پاکستان
کی راجدھانی رہا۔ ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش کا دارالحکومت بنا۔ اب یہ بنگلہ دیش کی
راجدھانی ہے۔ کتب خانہ ۱۹۷۳ء سے بند پڑا ہے۔ اس کی عمارت بھی
بند پڑی ہے۔ اس کی عمارت کی حالت بہت خراب ہے۔ اس کی مرمت کی ضرورت ہے۔
اس میں چند ہزار کتابیں شاید ہوں گی۔

تصنیفات مختلف اوقات میں مختلف جگہوں سے تحقیق کی گئیں۔ کچھ کتابیں
ہیں جو ہندوستان میں ہیں۔

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

کن کن جگہوں سے کتابیں حاصل ہوئیں اس کا ذکر ہے۔ ہر کتاب کے
ساتھ اس کے متعلق مختصر کوائف درج کئے گئے ہیں۔ ان کوائف سے
واقفیت ہوتی ہے۔

[illegible] کے بعد [illegible] کی
رکنیت کا ذکر ہے۔

یہ تحقیق [illegible] کو [illegible] کی
[illegible] سے [illegible]
[illegible]

[illegible]

یہ مدرسہ حضرت مفتی حسن صاحب کے چچا سے صاحب نے جنازہ کی نماز نہیں
پڑھی تھی اس لئے وہ بارہ دارالعلوم میں جنازے کی نماز ہوئی جو حضرت مولانا مفتی
رفیع عثمانی صاحب نے پڑھائی جس میں دارالعلوم کے ساتھ دوسرے علماء نے بھی

---

(۱) مفتی رفیع عثمانی دامت برکاتہم

نام محمد رفیع۔ والد کا نام حضرت مولانا مفتی عظیم پاکستان محمد شفیع صاحب، دامت محمد شفیع
علی تھانوی سے تھا۔

[illegible] بعد [illegible] میں پیدا ہوئے

تعلیم علوم [illegible] والد ماجد کی نگرانی میں پڑھنے والد کے [illegible] سے شروع کیا [illegible] دارالعلوم دیوبند سے
فضیلت کا امتحان پاس کیا [illegible] کی ڈگری پائی [illegible] پاکستان آنے [illegible] میں [illegible]
[illegible] مفتی عظم فلسطین شہید [illegible] کی سے [illegible] کاروبار کی نگرانی [illegible]
[illegible] ۱۹۵۹ء میں دارالعلوم کراچی سے [illegible]

۱۹۶۱ء میں [illegible] سے [illegible] فاضل [illegible]

ساتھ [illegible] میں [illegible] مفتی [illegible] حضرت [illegible] جہاں محمود [illegible] حضرت [illegible] شہید محمد
[illegible] صاحبزادوں [illegible] جہاں [illegible] مولانا [illegible] مولانا حسن [illegible] شامل ہیں

۱۹۶۳ء میں آپ کو [illegible] مفتی کا عہدہ [illegible]

۱۹۶۵ء میں آپ [illegible] عہدہ [illegible] دیئے گئے۔ [illegible] والد ماجد کے [illegible] سے بعد صدر دارالعلوم [illegible]
[illegible] عہدہ [illegible] منتظر [illegible] گئے [illegible] عہدہ [illegible] پر [illegible] ہیں۔ [illegible] وقت آپ کا [illegible] پاکستان
[illegible] صف میں [illegible] کے مقام میں ہوتا ہے [illegible] آپ [illegible] شخصیت [illegible] علماء [illegible] میں [illegible]
وقت بھی [illegible] علمی [illegible] میں مشغول ہیں۔

تصانیف [illegible] کثرت [illegible] ساتھ [illegible] آپ [illegible] متعدد [illegible] بھی [illegible] تصنیف [illegible] میں [illegible] علامت قیامت
[illegible] ۱۴ [illegible] [illegible] [illegible] مفتی [illegible] جناب [illegible] عظم [illegible] [illegible] میں [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] سے علاوہ وہ لوگ جو پہلے ہوری کاوں [illegible] سے تھے
ان سب سے ملتی ربیع ثانی [illegible] میں [illegible]

اور پھر جنازہ اٹھنے کے بعد [illegible] ورگی کے [illegible] میں [illegible] قبرستان کے اندر
[illegible] ان لوگوں کی موجودگی میں حضرت مفتی صاحب کو [illegible] خاک کر دیا گیا اور ہمیشہ
کے لئے حضرت مفتی صاحب عالم اسلام کو [illegible] کر گئے۔

[illegible] خاک سے [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہے [illegible]

آں شیخ [illegible] صادق [illegible] جوانوں سے [illegible] اور [illegible]
قائم کا نوٹوں کی تدفین سے [illegible]

[illegible]
[illegible]

کل شیء ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون اللھم اغفرلہ وا
رحمہ اللھم اجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ

اہل عالم آج یوں پھولے [illegible] ہیں [illegible]
مرشد کامل [illegible] جاتا ہے آج

[illegible] جب تاج [illegible] حضرت [illegible] ہیں [illegible] سے شہید [illegible]
[illegible] سے [illegible] کہ [illegible] اللھم [illegible] علی [illegible]
لا [illegible] احد لا وھو محتاج الی علمہ [illegible] ہیں [illegible]

روسے، میں بھی وہی بھی ایسا آپ نہیں سے جو ان کے عمر پہچان نہ ہو۔ یہی حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی وی حسن کے انتقال کے وقت راقم عمر کے بارے میں کہا تھا۔

انتقال کے بعد

تمام عمر روانی رہے گی یاد اس کی
کچھ اس طرح وہ نہیں ہے تو کر گیا

انتقال کے بعد بہت سے لوگوں نے بہت اچھے اچھے خواب دیکھے۔ یہاں صرف آپ کے شاگرد حاضر مفتی محمد سلام چانگلا کے تین خوبوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلا خواب

انتقال سے قریب ایک ہفتہ گزرنے کے بعد مفتی کوثر راقم الحروف نے بتایا کہ میں نے موقعہ پر خواب میں دیکھا کہ آپ دارالافتاء میں تشریف لائے ہیں اور دارالافتاء کے صحن میں بیٹھے ہیں، بہت لوگ مسائل پوچھنے آئے ہیں آپ مسائل کے جوابات لکھ رہے ہیں راقم اپنی نشست پر بیٹھا بغور آپ کو دیکھ رہا ہے تعجب ہوا کہ آپ تو تیار تھے اور جوابات بھی لکھ چکے ہیں۔ یہ جوابات آپ سے کیسے پوچھوں؟ کچھ دیر بعد جب لوگ مسائل پوچھنے آئے ہیں انھوں نے تحریری جواب کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا، راقم الحروف کے حوالہ کیا جائے، وہاں اس نے کاروائی بتائے کے پوچھا کہ حضرت آپ تیار تھے اور بیاسے چلے گئے تھے یہاں کیسے تشریف لائے ہیں آپ نے فرمایا بھائی وہ ایک اتفاق تھا اللہ نے ہوگیا میں آپ حیران نظر آرہے تھے۔ یہ خواب آپ کے اچھے حال ہونے کی دلیل ہے اس طرح

کبھی شاروں سے آپ نے بھی اور ان کی بوچھاڑ کا ہوں جاری رہتی ہیں۔ قلب شاعر

وقت ہی رہے گی تیرے اجالوں کی جستجو
کشش تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

دوسرا خواب

۲۲ روی الاول ۱۳۵۳ھ کو دیکھا کہ آپ [illegible] تشریف لے گئے ہیں میں بھی تھے جو اچھے ہوئے اور صاف ستھرے تھے اپنی نشست میں تشریف فرما ہوئے اور مجھ سے (متعلق عبد السلام سے) مخاطب ہو کر فرمایا ایک مضمون لکھنا ہے اس کے لئے تین چار دن میں نے عرض کیا آپ لکھا رہے ہیں کون سی بات کی ضرورت ہے فرمایا۔ اسے لکھا آپ نے ایک پرچہ میں چند فقرات کا اشارہ لکھ دیئے۔ میں نے پرچہ میں دیکھا کہ اس میں تین تقدیس سے تشریف لے جانے والوں کے نام لکھے تھے پڑھنا مناسب نہیں سمجھا کہ ان کے نام پڑھ سکوں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے بیچ میں پاس کر دیا پھر اس کو لکھنے یا ارسال کرنے سے فارغ ہو کر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

تیسرا خواب:

۲۵ محرم [illegible] ۱۳۱۶ھ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور [illegible] تشریف رکھتے ہیں۔ پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئے میں آپ کے سامنے بیٹھا آپ سے اپنے پاس [illegible] یا ارشاد فرمایا [illegible] میں تھکا ہوں میں نے پاؤں دبانے کا عرض کیا وہ شروع سے ختم فرمایا پھر [illegible] سے بیدار ہو گیا۔ اس خواب کے نتیجہ میں ہونے یہ سمجھا کہ آپ کا فیض [illegible] بھی جاری ہے۔ اس وقت

میڑوں کیں بڈھ ناروں علاوہ فصد، اطراف عالم میں مختلف ہے ہیں جو بہ وقت
اقدر صدوت کام سے رہے ہیں جو حضرت مفتی صاحب کا صدقہ جاریہ ہیں
ہے۔ بقول شاعر

چاہا صدقے نے ترں محفل کا رہے چرخ
یوکی جلا کرے گا بجھایا نہ جائے گا

اولاد

حضرت مفتی صاحب کو اللہ نے چھ صاحبزادوں اور دو صاحبزادیوں سے نوازا
تھا۔ چھ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں

(۱) : بڑے بیٹے حسن جو بچپن میں شہید ہو گئے تھے۔

(۲) محمد مسعود حسن، ساتھ فریق۔

(۳) محمد رفیع حسن، ڈاکٹر، میڈیکل کالج۔

(۴) حضرت مولانا سید حسن صاحب، بنوری ٹاؤن، جامعہ ابوحنیفہ نیو سلطان،
جامعہ دارالعلوم جامعہ بنوریہ۔ آج کل جامعہ دارالعلوم پاپوش میں شیخ الحدیث ہیں۔

(۵) جناب جواد حسن، MCS Karach university DJ
College Binoria Town

(۶) جناب یوسف حسن، Inter

صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں

(۱) سب سے چھوٹی Inter (Privale

(۲) عائشہ M A slamat Private قراقرم کالج صیاء الدین ہسپتال۔

حضرت مفتی عظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی
ایک نظر میں

نام ولی حسن بن مفتی انوار حسن خان

لقب مفتی عظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ۔

تاریخ ولادت 1924ء

مقام پیدائش ٹونک (انڈیا)

آپ ایک علمی خاندان میں پیدا ہوئے آپ کے والد [illegible] علامہ ہی تھے۔

ابتدائی تعلیم والد صاحب سے گھر پر حاصل کی پھر مدرسۃ العلوم میں چار سال پڑھا۔

۱۳۶۰ھ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا۔

۱۳۶۲ھ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور دو سال پڑھنے کے بعد فراغت حاصل کی۔

فراغت ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔

۱۹۵۱ء میں پہلی بار ٹونک میں پڑھایا۔

۱۹۵۲ء مدرسہ امینیہ دہلی میں تدریس کی۔

۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۷ء ٹونک واپس آکر تدریس کی۔

۱۹۵۷ء جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں تدریس شروع کی۔

۱۹۷۸ء بخاری شریف کا درس دینا شروع کیا۔

۱۹۸۱ء میں [illegible] سے بیعت ہوئے۔

۱۹۸۳ء میں مساجد کے بارے میں تاریخی فتویٰ دیا۔

۱۹۸۷ء مفتی اعظم پاکستان کا لقب ملا۔

۱۹۸۹ء میں بخاری کا آخری درس دیا۔

وفات ۳ فروری ۱۹۹۵ء مطابق ۲ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

تدفین قبرستان دارالعلوم کورنگی۔

منظوم خراج عقیدت

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق دامت برکاتہم

ستاذ الحدیث و مفتی دار العلوم کراچی جو بلی فریضۃ الحج پر تشریف

قصيدة في رثاء الشفيع مولانا المفتي ولي حسن التونكي الكراتشوي رحمه الله تعالى

روعة سرلست فى القلب بكاء سلبة فى بلاب العصر عمياء

"یہ بہت بڑا حادثہ پیش آیا جس سے دل کو رلا دیا یہ زمانے کی مصیبتوں میں ایک اندھی مصیبت ہے۔"

صلمة رلرلت اقدام ساهرة فجيعة وقعت فالعين عبراء

"اس حادثہ فاجعہ نے زمین کے پاؤں کو متزلزل کر دیا اس دردناک واقعہ کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔"

مات ولي فبكى اليوم جامعة قرلرلت من وفاة الشيخ غبراء

"حضرت مفتی ولی حسن وفات پاگئے آج جامعہ بنوری ٹاؤن یکا میں ڈوبا ہے حضرت کی وفات سے زمین و فلک پر زلزلہ طاری ہوا۔"

خطب الم شامل العلم فاطبة فالارض والبحر والاطواد حمراء

"یہ سانحہ عظیم تمام اہل علم پر قیامت بن کر گرا، اسی لئے زمین، سمندر، پہاڑ سب افسوس میں ڈوبے ہوئے ہیں۔"

وسكبة من رزايا الدهر فارعة فالعين حفا من الاشجان عشواء

"مصائب دھر میں سے ایک مہلک مصیبت آپڑی، جس نے آنکھیں، پیشانی کی جانب سے تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہیں۔"

ارلى ولا صبر مولانا ولى حسنا وكان كالنور فى القبطان داعاء

"مگر حضرت مفتی ولی حسن کا مرثیہ پڑھتے وقت میں نکلا رہا ہوں کہ صبر رخصت سفر باندھ چکا، وہ ہمارے لئے مینارہ علوم دینیہ میں مثل سمندر تھے۔"

قدمات احمد رحمن فالحقنا مصيبة هذه من بعد ذهباء

"آپ سے پہلے مفتی احمد رحمن ہم کو فرداً فرداً کرکے اللہ کو پیارے ہوگئے، یہ اس مصیبت کے بعد ایک گہری اور بھیانک مصیبت ہے۔"

مر لزمان ناسا مرتوبه به والان يبكون حزنا حاء ضراء

"زمانے نے لوگوں کو ان کی حیات سے مسرور کیا تھا، لیکن لوگ ان کی وفات سے غم کھا رہے ہیں اب ان کی وفات سے مصیبت زدہ اور رنجیدہ غمگین ہیں۔"

حارت قلوب رجال العلماء كمد كان روضة ورد العلم بيضاء

"اہل علم کے دل ان کی وفات سے مصیبت زدہ ہیں جنہوں نے علم کے گلاب کا باغ سبب کیا تھا وہ صحرا بن گیا۔"

انه عمس و نوما لا نظير له درومه فى علوم الشرع عنباء

"آپ بہت سے زمانے علماء سے موتیوں کو نکالتے رہے، علوم دینیہ میں ان کی تدریس بلندیوں کو چھورہی تھی۔"

طریقہ عند اھل الفقہ منکر طریقہ فی وعظ لدھر عزیز

فصوصہ فصوص فی لا رضی منسر سورت من سور لفقہ صغیر

مشائخ العلم حسب بحضرمہ عدد عند لنشیخ احمد

دو سند مفیدہ والشیخ موسیٰ لفقیہ من سمیر لشیخ بقہ

وحودہ کان من سدر فی فلک کتب فی خلاۃ لنیل صغیر

سم لسمریہ فی علم و فی عمل سوری لمصنین فی عصر و دہر

دل وہ طول عصر قد حدث بعد السعادۃ فی التدریس سعداء

"پوری زندگی علم حدیث کا مشغلہ رہا اور خوش نصیبی کا تھا تدریس میں پوری کوشش اور مطالعہ کے ساتھ پڑھانے کا شوق تھا۔"

درس الحدیث طول العمر خص بہ فحلیہ البحر والافضاء الفاء

"علم حدیث کی تدریس پوری زندگی سے ساتھ مخصوص رہی۔ اس کا علم سمندر (رقت) کی وجہ سے ہوتے تھے۔"

شعرہ حب اھل العلم قاطبۃ شھر اھد عند بالی ذاک بیضاء

"سب اہل علم سے محبت اور تعلق ان کا شعار اور خاص مقصد تھا۔ ہمارے پاس اس سے واضح دلیل و شواہد موجود ہیں۔"

ولفنی العلم تحقیق ودقتہ امثلہ فی قرب العھد حاضر

"علوم کی تدریس و تلقین بہت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ کیا کرتے تھے، زمانہ قریب میں ان کی مثالیں آنکھوں سے دیکھی ہیں۔"

سمت و علم و اخلاق و مرتبۃ علیۃ فکان لشیخ حوراء

"آپ جس سیرت، علم، بلند خلق اور درجے پر فائز تھے جیسے حضرت مرحوم شیخ حوراء کی بلندیوں میں مقیم ہوں۔"

حبر و بحر اتقی مادح طلقۃ فحلہ الصبر والباساء سراء

"ایک عالم متقی، سمندر جیسے خوش مزاج اور ہنس مکھ تھے ان کے ہر ایک تکلیف اور مصیبت خوشی کی طرح تھے۔"

شیخا و حبرا هما ما قدوة علما هو المسمی و هذا الکل اسماء

"آپ شیخ کامل، نیک سیرت، عالم، رہنما مقتدا اعلیٰ ہمت تھے آپ ان اسماء سے موسوم اور ان صفات سے متصف تھے۔"

لا تزعمن بان تحصی محاسنه ذکرت لبدا وقد فاتتک اشیاء

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان کی صفات گنے میں آ سکتی ہیں؟ یہ خیال درست نہیں تم نے تو بے شمار صفات سے چند ہی کا ذکر کیا۔"

تحلو شمائله تسمو فضائله تبقی مناهله مادام حصراء

"ان کے اخلاق طیبہ لاجواب اور فضائل روز افزوں تھے ان کے علوم کے سرچشمے تا بدانشاء اللہ باقی رہیں گے۔"

افنیت عمرک فی بث العلوم وقد علمت ان فناء العمر ابقاء

"آپ نے علوم کی نشر اشاعت میں عمر کے لمحات صرف فرمائے آپ پر یہ بات واضح تھی کہ بقا کا راز فنا میں مضمر ہے۔"

مافوته للمنا فی السند قد وقعت فهذه لیلة للکل لیلاء

"ان کی وفات کی مصیبت صرف سندھ میں نہیں ہوئی بلکہ یہ اندھیری رات ہے جو سب کے لئے برابر ہے۔"

فالناس فی جدب والعلم فی سلب والفضل فی نهب والارض جدباء

"اب لوگ علمی قحط سالی میں پڑ گئے اور علمی دولت چھن گئی اور فضیلت کا خزانہ لوٹ لیا گیا اور زمین خشک سالی کا شکار ہوئی۔"

تبقی مفاخرہ تنوعی مآثرہ لم تختلف فی بوغ الشیخ آراء

"ان کے عمدہ اور قابل فخر کارنامے باقی دنیا تک قائم رہیں گے حضرت شیخ کی عظمت پر آراء متفق ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔"

ادخلہ ربی فی الجنات مکرمۃ یا غافرا یوم یسری الجسم حوباء

"اے رب کریم عزت کے ساتھ ان کو جنت میں داخل فرما اور جس دن روح جسم میں سرایت کرتی ہے ان کی مغفرت فرما۔"

واغفر لرلتہ من نفسہ صدرت وارزقہ مافیہ النسار وآلاء

"اے اللہ جو لغزشیں ان کی ذات سے صادر ہوئیں ان کی مغفرت اور بے حساب بھلوں اور عظیم نعمتوں والی جنتیں انھیں نصیب فرما۔"

جامعہ علوم اسلامیہ بہاولپور کا منظر جہاں حضرت بہاولپوری کے حکم سے آپ تشریف لائے۔

جامعہ علوم اسلامیہ کے دارالحدیث کا اندرونی منظر۔